شرعی اذان

اور

مروّجہ صلوٰۃ وسلام

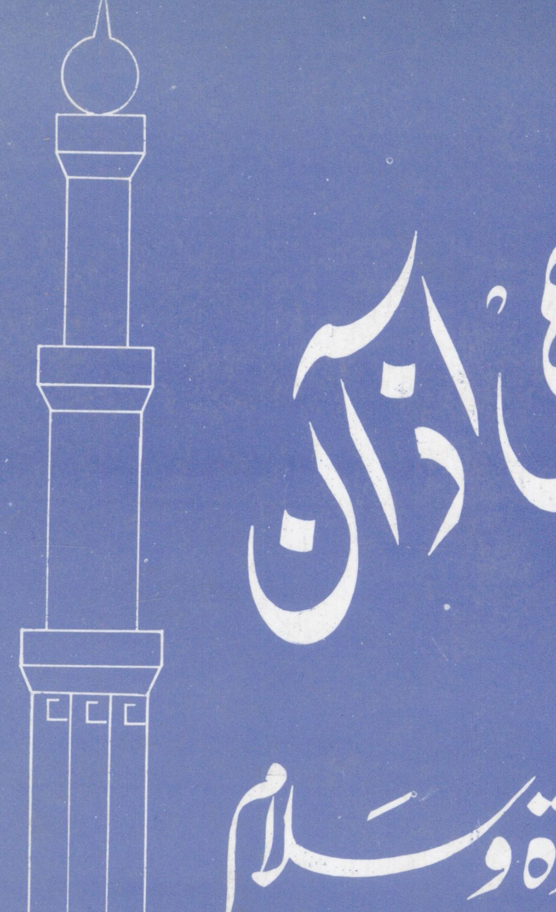

www.KitaboSunnat.com

رانا محمّد شفیق خان پسروری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

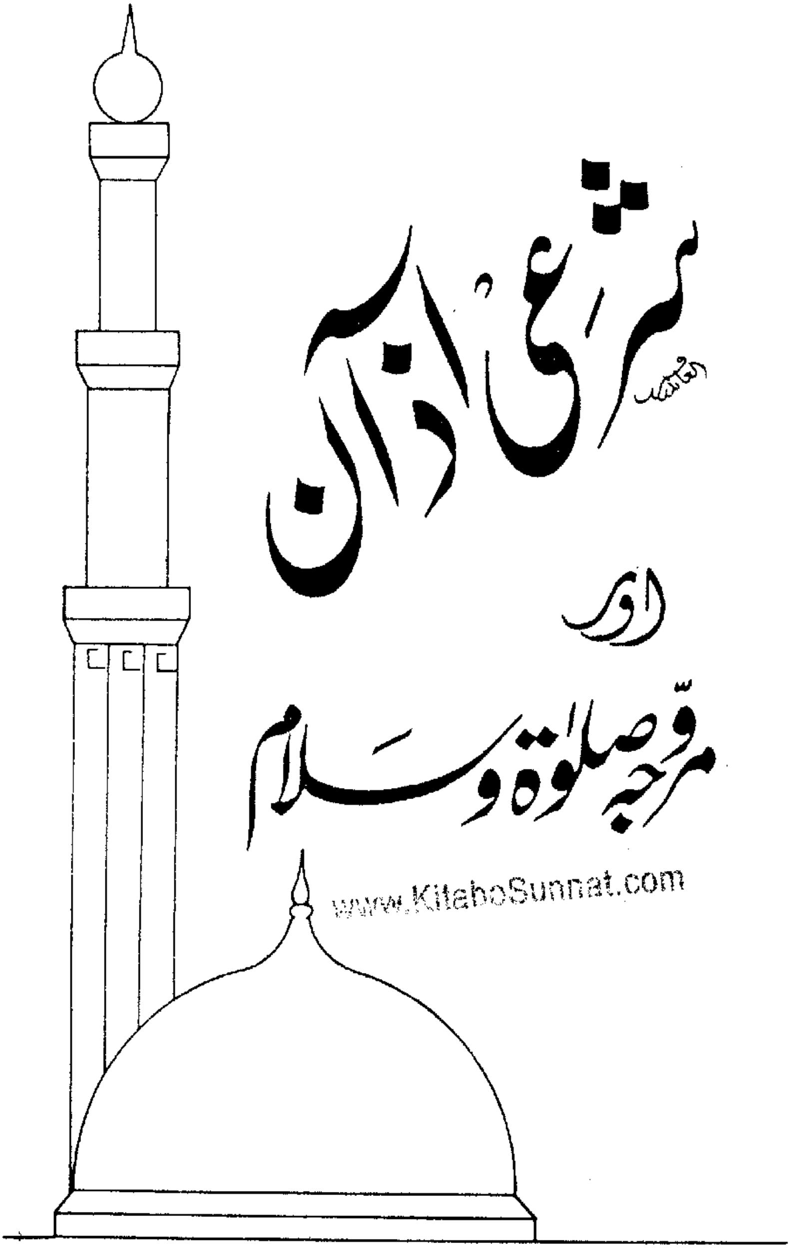

شرعی اذان

اور

مروّجہ صلوٰۃ وسلام

www.KitaboSunnat.com

رانا محمّد شفیق خان پسروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملنے کے پتے

۱۔ دارالحدیث چینیاں والی کوچہ چابک سواراں، رنگ محل، لاہور فون : 7656843

۲۔ مکتبہ اہل حدیث پسرور ضلع سیالکوٹ

۳۔ 106 راوی روڈ، لاہور

۴۔ مکتبہ ایوبیہ محمدی مسجد اہلحدیث برنس روڈ، کراچی

حافظ محمد شفیق صاحب

یوسف دھانیجی ٹریڈرز، البراہہ روڈ نزد عیدگاہ مصعب بلڈنگ ڈیرہ دبئی۔
پوسٹ بکس نمبر 55864 فون : 721445 فیکس : 715775

چوہدری محمد الطاف صاحب سبزی منڈی دبئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انتساب

اپنے والد بزرگوار کے نام

جن کی صحبت نے کتب بینی کا ذوق بخشا

اللہ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ (آمین)

الفلاح پبلی کیشنز (چینیاں والی، کوچہ چابک سواراں) لاہور
رنگ محل لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض احوال واقعی!

۴ ستمبر ۱۹۵۸ء کو ڈائریکٹوریٹ اوقاف آف اسلام آباد" کی طرف سے' اوقاف کی مساجد کی نام ایک نوٹیفکیشن (سرکلر حوالہ ۵ (۲) اوقاف مجریہ ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء) جاری ہوا' جس میں کہا گیا کہ سپریم کونسل برائے مساجد کا سالانہ دستوری اجلاس ۱۹۸۵ء رابطہ عالم اسلامی کے مرکزی دفتر مکہ المکرمہ میں منعقد ہوا' جس میں مختلف سفاشات کی گئیں' سفارش نمبر ۳ میں کہا گیا ہے' کہ مجلس تمام ذمہ دار مساجد کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتی ہے' کہ اذان سے پہلے کسی ایسے عمل سے اجتناب کیا جائے جو کہ بطور بدعت ایجاد کردہ ہے نیز اس میں کہا گیا کہ اذان سے قبل درود و سلام پڑھنے سے اجتناب برتا جائے" اس سرکلر کا جاری ہونا تھا' کہ اس فعل (مروجہ درود قبل از اذان کے) "عاملین" اور قاعیلین نے پورے پاکستان میں شور مچا دیا اور دلائل و شواہد کی بجائے دھمکی آمیز انداز تک اختیار کیا گیا۔ کتنا ہی عرصہ قومی اخبارا میں ایک "طوفان بیان بازی" جاری رہا۔

میں اس دوران کراچی میں زیر تعلیم تھا' میں نے اس موضوع پر اللہ کا نام لے کر قلم اٹھایا اور چند روز کی محنت سے بفضل الٰہی ایک کتاب شائع کر دی جو صرف تین چار دن میں نکل گئی (الحمد للہ) اس وقت سے خیال تھا' کہ کتاب پھر شائع کی جائے' مگر تنظیمی مصروفیات اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے ممکن نہ ہوا' ان دنوں کچھ فراغت تھی' چنانچہ اس کتاب کی طرف بھی دھیان دیا ہے۔

اس دوران اس کتاب کی تقریظ لکھنے والے محترم بزرگ استاذ مکرم' شارح بخاری حضرت شیخ الحدیث مولانا قاری عبد الحکم المعروف کرم الجلیلی اور معروف دانشور حضرت العلام پروفیسر محمد یامین محمدی اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو چکے ہیں (اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین)

ایک اور ضروری گزارش جو کرنا ہے' وہ یہ ہے کہ کتاب میرے زمانہ طالب علمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی کاوش ہے اس میں زبان و بیان کی کئی غلطیاں ہوں گی' میں قلت وقت اور معروفیات کی شدت کے باعث توجہ نہیں دے سکا' قارئین' نشاندہی فرما دیں تو کرم ہو گا۔

اسی طرح ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ دو تین ماہ قبل دارالحدیث چینیاں والی لاہور کی لائبریری میں ایک حنفی بزرگ حضرت سید فردوس شاہ صاحب قصوری کی (زیر نظر مسئلہ پر) ایک کتاب نظر آئی' جس میں شاہ صاحب نے فقہی کتب کے حوالوں سے بہترین بحث فرمائی ہے (گو کہ کئی ایک مزید حوالہ جات میں خود اضافہ کرنا چاہتا تھا' مگر اس کتاب میں ان کے علاوہ بہت سے حوالہ جات اور بہترین بحث دیکھ کر) میں نے مناسب سمجھا کہ (بجائے اپنے نام سے تحریر کرنے کے) شاہ صاحب کی کتاب ہی آخر میں متعلق کر دی جائے۔

چنانچہ تبلیغی نقطہ نظر سے (احقاق حق کی خاطر) وہ بھی متعلق ہے اس میں کچھ باتیں قابل اختلاف و مواخذہ ہیں مگر صحافتی اصول کے مطابق اصل بعینیہ شائع کی جا رہی ہے۔ (اس میں مولوی عبد اللہ قادری قصوری' مفتی غلام سرور قادری لاہوری اور مولانا احمد علی قصوری کے کتابچوں اور مضمون کا تفصیلی جواب ہے)

اس کتاب کے بعد خیال ہے کہ والد گرامی قدر (رحمتہ اللہ علیہ) کی کتب اور اپنی کاوشیں آہستہ آہستہ شائع کر دی جائیں اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائیں۔ آمین۔ (پہلی اشاعت کی طرح اس بار بھی چند دوستوں کے تعاون سے اشاعت ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ حامی و ناصر رہیں۔ آمین)

ایک مرتبہ پھر قارئین سے التماس ہے کہ وہ صدق دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ ارحم الراحمین ہم پر اپنی رحمت و برکات کے دروازے کھول دیں' ہماری دنیا و آخرت کامیاب و کامران ہو' اور ہمارے والد مکرم مناظر اسلام حضرت مولانا محمد رفیق خاں پسروری (رحمتہ اللہ علیہ) کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں۔ اور ہم تمام بھائیوں کو صحیح معنوں میں ان کا خلف بنائیں۔ آمین ثم آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رانا محمد شفیق خاں پسروری

چینیاں والی مسجد بعد از نماز عشاء

۱۴ ستمبر ۱۹۹۶ء بمطابق ۲۹ ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ

اصحاب ثروت! تبلیغی نقطہ نظر سے' احقاق حق اور ابطال باطل کی خاطر' اس کتاب اور دیگر کتب کو زیادہ تعداد میں خرید کر تقسیم فرمائیں' تاکہ حق کو رواج ملے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقریظ

از استاذی المکرم شیخ الحدیث قاری عبد الحکم صاحب رحمتہ اللہ علیہ کرم الجلیلی مدیر صحیفہ اہلحدیث و شارح بخاری شریف و صدر مدرس جامعہ ستاریہ کراچی۔

حامداً مصلیاً۔ دنیا میں بہت سے لوگ آئے ہیں اور چلے گئے ہیں بہت سے جانے والے اپنے ساتھ اپنا سب کچھ سمیٹ کر لے جاتے ہیں' اگر کچھ چھوڑ بھی جاتے ہیں تو وہ ان کا چھوڑا ہوا ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو کسی گنتی شمار میں لایا جائے اور کچھ اللہ کے بندے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے پیچھے ایسے انمٹ نقوش ایسی ناقابل انکار حقیقتیں اور ایسی لازوال دولتوں کے انبار چھوڑ جاتے ہیں کہ اگر کوئی ان کو مٹانا چاہے یا انکی تکذیب کرنا چاہے یا پھر ان کو دونوں ہاتھوں سے لوٹنا چاہے تو نہ مٹا سکتا ہے' نہ انکار کر سکتا ہے اور نہ ہی ان میں کسی قسم کی کمی کر سکتا ہے۔ انہی اللہ کے بندوں میں سے ہمارے محترم مولانا محمد رفیق خاں صاحب پسروری" بھی تھے۔ آپ کو اس جہان آب و گل سے گئے ہوئے ایک طویل عرصہ ہو گیا ہے لیکن انہوں نے دن' رات کی محنت شاقہ سے جس گلستان کی آبیاری کی تھی اور جسے اپنے خون و پسینہ سے سینچا تھا آج بھی وہ اسی طرح لہلہا رہا ہے اس کے پھول عوام الناس کے دماغوں کو معطر ان کے قلوب کو سرور اور ان کی روحوں کو تازگی پہنچا رہے ہیں اسی چمنستان کے ایک روح پرور پھول ہمارے عزیز رانا محمد شفیق خان پسروری ہیں جن کو موصوف مرحوم کی فرزندگی کا شرف ہے جس طرح چمنستان اسلام کی آبیاری ان کے والد کر رہے تھے اسی طرح انہوں نے اپنے تن من دھن کی بازی اس کے لیے لگا رکھی ہے اگر کوئی بد باطن بد دماغ' بد قلب اور بد روح اس کے حسن کو ماند کرنے کے لیے بد باطنی کی دھول ڈالنا چاہتا ہے یا وہ اس کی فرحت آفریں خوشبو کی مہک سے چکرا کر غلاظت ڈالنا چاہتا ہے' یا پھر وہ اس کی شادابی و خوشنمائی سے جل کر اس میں گھاس پھونس اگا کر اس کے خوش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگئیں منظر روح پرور نظارے کو بھیانک بنانا چاہتا ہے تو یہ فوراً ہی اسے ان تمام گندگیوں غلاظتوں اور خس و خشاب سے صاف کر کے اس کے حسن کو نکھار کر چار چاند لگا دیتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے اس چمنستان اسلام کے ایک مہک آفریں پودے (اذان پنجگانہ) کو اجاڑنے کے لیے کچھ سازشیوں نے اس کے ساتھ اپنا خار دار پودا (خود ساختہ درود) لگا دیا اور عوام الناس کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ ہمارا لگایا ہوا پودا بڑا ہی روح پرور عطر بیز اور' خوش آگئیں ہے۔ اگر چمنستان اسلام کے پودے اذان کے ساتھ ساتھ یہ بھی لگا رہے تو اس کے حسن پر مزید نکھار آ جائے گا۔

ہمارے عزیز محمد شفیق سلمہ نے بالدلائل ثابت کیا ہے کہ اس سے اس کی خوشنمائی اور خوش منظری میں کوئی اضافہ نہیں ہو گا بلکہ اس سے یہ پودا کملا جائے گا اس کے پھول کی خوشبو ختم ہو جائے گی ہو سکتا ہے کہ آگے چل کر یہ خار دار پودا لوگوں کو زخمی کرتا رہے۔ ان کے ایمان کو چھلنی چھلنی کر دے اور پھر ان کے تمام بدن کو گھن کھائی ہوئی لکڑی کی طرح کر کے آگ کا ایندھن بنا دے۔ ہماری ہر مسلم سے درخواست ہے کہ وہ اپنے گھر میں اس ہتھیار کو رکھے تاکہ بوقت ضرورت کام آئے۔ عزیزم کے لیے دعا ہے کہ اللہ انہیں صحت و تندرستی اور ایمان کے ساتھ نہ صرف ان سے بلکہ ہم سے بھی اپنے دین متین کی خدمت لیتا رہے۔ اس پر مرتے دم تک قائم رکھے اسی پر موت آئے اور اسی پر حشر نشر ہو۔ (آمین)

کرم الجلیلی عفی عنہ
مدیر صحیفہ اہلحدیث کراچی
پیر ۵ رجب المرجب ۶۔۱۴ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از مفکر ملت حضرت پروفیسر محمد یامین صاحب محمدی رحمتہ اللہ علیہ صدر کلیہ قانون گورنمنٹ وفاقی اردو کالج کراچی

اسلامی شریعت کے دو ماخذ ہیں ایک قرآن مجید اور دوسری صحیح احادیث جو بات قرآن مجید کی آیت یا کسی حدیث سے ثابت ہو جائے وہی دین کہلاتی ہے اور اس پر عمل کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اور جو باتیں قرآن و حدیث سے ثابت نہ ہو وہ دین نہیں کہلا سکتی بلکہ ایسی بدعت کہلاتی ہیں ان کا مرتکب بدعتی کہلاتا ہے جس کا اسلام سے کوئی تعلق باقی نہیں رہتا۔

اسلام آج سے چودہ سو سال پہلے مکمل ہو چکا ہے۔ اب اس میں کسی ایسی بات کی گنجائش کہاں جس کا ثبوت قرآن و حدیث میں موجود نہ ہو۔ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ تركت فيكم امرين لن تضلوا ماتمسكتم بهما كتاب الله وسنتي

یعنی لوگو میں تم میں دو ایسی چیزیں چھوڑتے جا رہا ہوں جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ اللہ کی کتاب یعنی قرآن مجید اور میری سنت یعنی حدیث رسول اللہ۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان ان دونوں چیزوں' پر براہ راست عمل کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے ترقی کرتے رہے' اور جب انہوں نے ان دونوں چیزوں کو چھوڑا مائل بہ زوال ہو گئے۔ آج ہمارے زوال انحطاط' افتراق اور انتشار کا سبب یہی ہے کہ ہم نے کتاب و سنت قرآن و حدیث کو چھوڑ کر دین میں نئی نئی باتیں نکال لی ہیں اور انہیں دین کا درجہ دے رہا ہے۔

اذان اسلام کا شعار ہے' نماز پنجگانہ کے لیے اذان کا طریقہ رسول اکرم ﷺ کے زمانے سے رائج ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ حضرت بلالؓ اسلام کے پہلے موذن تھے۔ بلالی اذان کے الفاظ بھی کتاب و سنت سے ثابت ہیں۔ لیکن ایک نام نہاد جماعت جس نے اپنے نام کے ساتھ اہل سنت و الجماعت کا لیبل لگا رکھا ہے۔ اس جماعت نے ہر اذان سے پہلے اور بعض مساجد میں اذان کے بعد ایک ایسا درود جاری کیا ہے جس کا ثبوت نہ قرآن و حدیث سے ملتا ہے نہ صحابہ کرامؓ کے تعامل سے بلکہ تابعین' تبع تابعین محدثین' اولیاء اللہ اور بزرگان دین سے بھی نہیں ملتا۔ ان لوگوں نے بلالی اذان میں اضافہ کر دیا ہے اور جب اس کی تردید کی جاتی ہے تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ پر خود بھی درود بھیجا ہے' فرشتے بھی درود و سلام بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ نے رسول اکرمؐ پر درود و سلام بھیجنے کا حکم دیا ہے اس لیے اذان سے پہلے یا بعد میں درود' اور سلام سے روکنے والے گستاخ رسول ہیں۔ افسوس کا مقام ہے یہ اتنا نہیں جانتے بلکہ اس سے زیادہ یہ ہے کہ اسمبلی میں سوال اٹھائے جانے پر ایک مرکزی وزیر نے اس کی تائید بھی کر دی ہے۔

بے شک رسول اللہ ﷺ پر اللہ اس کے فرشتے درود و سلام بھیجتے ہیں اور ایمان والوں کو بھی رسول اکرم ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہنا چاہیے کیونکہ یہ محبت رسولؐ کی علامت اور نشانی ہے۔ مگر درود و سلام کا طریقہ اور الفاظ مواقع اور محل سب قرآن و احادیث سے ثابت ہیں۔ ان لوگوں نے اذان سے پہلے ایک ایسا درود ایجاد کیا ہے جو قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رانا محمد شفیق خان پسروری' ہماری جماعت کے ایک فاضل نوجوان ہیں درس نظامیہ سے فارغ التحصیل ہیں اور جنہوں نے وفاق المدارس کا امتحان امتیازی حیثیت سے پاس کر کے ایم۔ اے کی سند بھی حاصل کر لی ہے۔ نیز الالسنۃ الشرقیتہ سے فاضل اردو میں امتحان میں بورڈ میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی اور جن کے بے شمار مضامین جماعت اہلحدیث کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہوتے رہتے ہیں جو بہترین خطیب بھی ہیں جن کا مطالعہ کافی وسیع ہے اور جو ایسے عالم' فاضل' مناظر' صاحب قلم مجاہد مولانا محمد رفیق خان پسروری جن کی صحبت سے راقم مستفید ہوتا رہا ہے۔ ۲۷ کتب کے مولف تھے اور ان کی سب کتابیں خراج تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ انہوں نے بے شمار مضامین لکھے وہ بلند پایہ مصنف' مولف اور اعلیٰ پایہ کے خطیب اور بہت بڑے مناظر تھے۔ ہزاروں افراد نے ان کی تقاریر سن کر ان کی کتب کا مطالعہ کر کے ان کے مناظروں میں شرکت کر کے اپنے عقائد درست کیے اور مسلک اہلحدیث قبول کیا۔ سینکڑوں مرزائی' عیسائی اور ہندو ان کی تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے۔

مولانا مرحوم نے ساری زندگی جماعت اہلحدیث اور مسلک اہلحدیث کی خدمت انجام دی اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ میں اپنے ذاتی چرچہ سے ۲۳ مساجد بنوائیں نیز انہوں نے اپنے ذاتی مکانوں کے نام مکتبہ اہلحدیث آشیانہ اہلحدیث' کاشانہ اہلحدیث خانہ اہلحدیث' اہلحدیث نیشمن وغیرہ رکھے جس سے مسلک اہلحدیث سے ان کی والہانہ عقیدت و محبت کا اظہار ہے۔

ایسے فاضل عالم دین کے فاضل فرزند ہیں رانا محمد شفیق خان پسروری جنہوں نے میری ہدایت پر "غلط درود کا غلط ورود" کے نام سے اسی موضوع یعنی اذان سے پہلے اور بعد میں غلط درود اور اذان میں اضافہ کی تردید میں ایک تحقیقی مقالہ جو قرآن و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حدیث اور اثار صحابہ اور تاریخی دلائل سے مزین ہے۔ انکی تحریر سادہ' دل نشین' زبان ادبی خوبیوں سے مرصع رکاکت اور ابتذال سے پاک ہے اور پھر ہر بات دلیل سے ثابت کی ہے۔ موجودہ فضا کی اشد ضرورت کے پیش نظر اس علمی اور تحقیقی مقالہ کو افادہ عام کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ یہ کتاب یقیناً" دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ رانا محمد شفیق خان پسروری کی کئی کتب زیر طبع ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱) لقب اہلحدیث

(۲) سواد اعظم اور اہلحدیث

(۳) تحریک اہلحدیث غیروں کی نظر میں

(۴) حدیث عبادہ اور محمد بن اسحاق

(۵) تحقیق البشر فی ضوء الکتاب والخبر

ان کتب کے علاوہ موصوف نے تیسیر مصطلح الحدیث از ڈاکٹر محمود الطحان کا اردو ترجمہ کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ غلط درود کا غلط ورود کی طرح یہ کتب بھی شائع ہو کر مقبولیت خاص و عام کا درجہ حاصل کریں گے۔ انشاء اللہ۔

آخر میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اس کتاب کا نہ صرف خود مطالعہ کریں بلکہ اس کی اشاعت میں بھرپور حصہ لیں۔

وما علینا الا البلاغ

خادم الاسلام و المسلمین

محمدی یامین محمدی غفرلہ

۱۸ مارچ ۱۹۸۶ء بمطابق چھ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابتدائیہ

السلام علی من اتبع الہدیٰ!

محترم قارئین!

ان دنوں اذان سے قبل درود موضوع بحث بنا ہوا ہے قریباً" ہر صاحب علم و شعور نے اس فعل کو غیر صحیح اور بدعت قرار دیا ہے حتی کہ بریلوی علماء میں سے بھی سلجھے لوگوں نے ایسا ہی کہا اور لکھا۔ مگر چند افراد نے محض سیاسی مفاد کے لیے اسے غلط رنگ دے کر الجھانے کی کوشش کی۔ الحمد للہ! علماء حق نے اس پر سیرحاصل بحثیں کیں اور ثابت کیا کہ یہ بدعت اور دین میں اضافہ ہے۔ میں نے بھی احقاق حق کے لیے مختصراً اس پر لکھا ہے اور کوشش کی ہے کہ مختلف پہلوؤں سے اس پر بحث کروں۔ اس کتاب میں (جو کہ تحقیق سے زیادہ تالیف کی حیثیت رکھتی ہے) آپ دیکھیں گے کہ الگ انداز ہے اور ایسا محض تفہیم کے لیے ہے۔

مروجہ درود کے بدعت ہونے میں کسی کو بھی اختلاف نہیں میری عمر بہت کم ہے مگر میں نے خود دیکھا ہے کہ اس کو ماضی قریب میں ہی رواج دیا گیا ہے۔ (وہ بھی صرف پنجاب کے لیے) حتی کہ برصغیر میں سے صرف پاکستان میں' ہندوستان میں اس کا ایسا رواج نہیں۔ آج ہی ایک محفل میں سندھ مسلم لاء کالج کراچی کے عقب میں واقع مسجد گلزار کے خطیب و امام جناب شاہ محمد حسین صاحب گرویزی نے فرمایا کہ۔

(پچھلے دونوں مولانا عبدالمصطفےٰ الازہری کے بھائی جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے شیخ الحدیث مولانا ضیاء المصطفیٰ تشریف لائے اور مروجہ درود کو دیکھا تو اس کو برا سمجھا اور فرمایا یہ کیوں شروع کر رکھا ہے؟ (شاہ صاحب نے مزید کہا کہ یہ صرف پاکستان میں ہے)

ایسے ہی فرمایا مولانا رضاء المصطفیٰ صاحب نے یہ کراچی کے میمنوں نے ایجاد کیا ہے اور دعائے ثانی بمبی کے میمنوں نے" نیز کہا کہ ہم نے خود اکثر محفلوں میں اس کے اذان سے قبل خاتمے کی بات کی ہے' امر واقعہ یہ کہ مروجہ درود پاکستان میں ہی نظر آئے گا خصوصاً اس شدو مد سے۔

ایک رسالہ ہے" الفلاح باتباع النبی الرحمته والنجاة بالا جتناب عن البدعته لکھنے والے ہیں" رحمت اللہ الحسینی الچشتی القادری النقشنبدی السہروردی الجالندھری۔

اس میں موصوف "ثلاثة رھبط" والی حدیث (کہ جس میں تین افراد کے اعلان عبادت کہ میں ساری ساری رات عبادت کروں گا' میں ہر روز روزہ رکھا کروں گا اور میں ہرگز شادی نہ کروں گا۔ اور اس اعلان میں رسول اللہ علیہ وسلم کی ڈانٹ ہے) نقل کر کے لکھتے ہیں۔

ف ۲۔ صاحب مظاہر حق نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے۔ کہ اس میں رد ہے ان پر جو بدعت حسنہ نکالتے ہیں کیونکہ یہ چیزیں عبادت ہی کی قسم سے تھیں' مگر سنت پر زیادہ تھیں پسند نہ فرمائیں اور منع فرمایا پس جو عبادت حضرت سے ثابت ہوئے اس کو اسی طرح ادا کرے کمی زیادتی نہ کرے۔

ف ۳۔ اور جو چیز حضرت سے ثابت نہ ہو اس کو عبادت سمجھ کر کرنا زیادہ برا ہوا۔ زمانہ حال میں جو اذان کے ساتھ صلوۃ و سلام کہہ رہے ہیں وہ بھی اسی قسم سے ہے۔ اذان پر زیادتی کے مشابہ ہے۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی امام سے بھی ثابت نہیں ہے۔ مقلد تو اپنے امام کی تقلید کرتا ہے اگر یہ زیادتی اذان پر درست اور جائز ہے۔ ائمہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجتہدین اور صحابہ کرام اور خیر القرون کے لوگوں کو حضور سے بہت عشق تھا اگر یہ صلوۃ کی زیادتی اذان پر جائز ہوتی تو وہ حضرت ضرور اذان پر صلوۃ اور سلام کی زیادتی کرتے۔ مگر ایسا نہ ہوا۔ بدعت اگرچہ ظاہر میں اچھی بھی ہو تو پھر بھی بدعت کو چھوڑ کر سنت پر عمل کرنا بہتر ہے۔ اذان کے ساتھ صلوۃو سلام کہنا سنت کے مزاحم اور مخالف ہے۔ سنت یہی ہے کہ اذان بلا صلوۃ اور سلام کہی جائے۔ حضور اور صحابہ کرام اور تابعین یا تبع تابعین کے زمانہ میں اسی طرح اذان نہیں ہوئی۔

وعن غضیف بن الحرث الثمالی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما احدث قوم بدعتہ الا رفع مثلھا من السنتہ فتمسک بسنتہ خیر من احداث بدعتہ (رواہ احمد مشکوۃ)

اور روایت ہے غضیف بن حارث ثمالی سے کہا حضور نے فرمایا کہ کسی قوم نے بدعت (مزاحم سنت) نہیں نکالی مگر اٹھائی جاتی ہے مانند اس کی سنت سے پس سنت کے ساتھ چنگل مارنا بہتر ہے۔ بدعت نکالنے سے۔ (احمد مشکوۃ)

ف ا۔ سنت پر عمل کرنے سے نور پیدا ہوتا ہے اور اور سنت کو چھوڑنے اور بدعت کرنے میں بدعت میں گرفتار ہونے میں تاریکی قلب میں پیدا ہوتی ہے آداب سنت کا رعائیت کرنے والا مقام قرب کی طرف ترقی کرتا ہے اور سنت کے ترک کرنے سے تنزل کرتا ہے یہ افضل کے چھوڑنے کا سبب بن جاتا ہے۔ حتی کہ مرتبہ قساوت قلبی کو پہنچتا ہے کہ اس کو رین اور طبع کہتے ہیں۔ سنت کے ساتھ چنگل مارنا بہتر ہے بدعت نکالنے سے اگرچہ حسنہ ہو' بدعت نکالنے والا درپردہ نبی کی ختم نبوت پر حملہ کرتا ہے کیونکہ نئی عبادت نکالنا خدا اور نبی کا کام ہے کیونکہ بدعت کہتے ہی اس نئی چیز کو ہیں جسے عبادت سمجھ کر کیا جائے۔

احادیث مذکورہ میں سنت پر زیادتی کو مطلقاً منع فرمایا اور بدعت سے مطلق منع کر دیا اور" ازمنہ مشھود لھا بالخیر "میں اذان بغیر صلاۃ اور سلام کے ہوتی رہی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا صلوۃ و سلام کے ساتھ اذان کہنا اذان پر زیادتی کے مشابہہ بھی ہے اور بدعت بھی ہے۔ ممنوع ہے۔

ف ۲۔ ذکر جلی جو کہ بالا تفاق مشائخ سلسلہ عالیہ چشتیہ کے نزدیک اور بالا تفاق مشائخ سلسلہ عالیہ قادریہ کے نزدیک شریعت اور طریقت کے مقصود (احسن اور رضائے الٰہی) الاحسان ان تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک۔

حضور نے فرمایا احسان یہ ہے کہ تو اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا تو اللہ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ نہ ہو سکے کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے پس تحقیق وہ تجھے رہا ہے) کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے تہلیل لسانی بالا تفاق مشائخ سلسلہ عالیہ نقشبند یہ معاون ذکر خفی ہے جو کہ ان کے نزدیک مقصود کو حاصل کرنے' کا ذریعہ ہے اس کے لئے مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک حد مقرر ہے کہ نہ اپنے آپ کو ایذا ہو نہ کسی نمازی اور نہ کسی مریض اور نہ کسی سونے والے کو تکلیف ہو۔

احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۸۴

جب ذکر جلی حد معین کے ساتھ جائز ہے تو یہ مروجہ صلوۃ و سلام لاوڈ اسپیکر پر چیخ چیخ کر بلند آواز کے ساتھ بلا کسی حد معین کے کہاں سے جائز ہو گا؟ جس کو دیگر علماء کرام بدعت کہہ رہے ہیں یقیناً درست نہیں ہے کیونکہ صلوۃ و سلام پکارنے والا ــــــ یہ بالکل معلوم نہیں کرتا کہ جہاں تک اس کی آواز پہنچ رہی ہے کوئی مریض تو نہیں؟ یا کوئی نمازی تو نہیں جو نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی شخص مراقبہ تو نہیں کر رہا یا کوئی شخص سو تو نہیں رہا کہ اس کو تکلیف پہنچ رہی ہو جب کسی چیز کو دریافت نہیں کرتا تو خاں صاحب کے فتوی کے مطابق صلوۃ و سلام بھی حد جواز سے باہر ہے لہٰذا ہر طرح ممنوع ہی رہے گا۔

الحاصل صلوۃ و سلام مروجہ خواہ آذان سے پہلے ہو خواہ اذان کے بعد ہو یا اس کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں بہر صورت لاوڈ سپیکر پر جو ہو رہا ہے وہ مولانا احمد رضا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاں صاحب بریلوی کے فتوی سے بھی ممنوع اور ناجائز ہے کیونکہ اس سے مراقبہ کرنے والے کے مراقبہ میں نمازی کی نماز میں خلل واقع ہوتا ہے اور بعض مریضوں کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔ بعض مساجد میں فرض کی نماز با جماعت سے فارغ ہو کر سلام کے فوراً بعد کلمہ طیبہ کا ذکر بلند آواز سے شروع کردیتے ہیں جس سے نمازیوں کو جن کی ایک یا دو رکعت جماعت سے باقی رہ گئی تھی اس کو ادا کر رہے ہوتے ہیں یا جو لوگ بعد میں آ کر نماز پڑھتے ہیں) ان کی نمازوں میں خلل واقع ہوتا ہے اور ان سب کو تکلیف ہوتی ہے اس ذکر کا بھی کہیں ثبوت نہیں۔ یہ سنت کے خلاف ہے یہ بھی خاں صاحب کے اسی فتوی سے ممنوع اور ناجائز ہے(ص۱۸ تا ۲۲)

یہ تو تھی جناب رحمت اللہ کی تحریر میں نے اسی کتاب میں بریلوی علماء کی اور تحریریں بھی لکھی ہیں۔ انشاء اللہ العزیز آپ اس کتاب کو کسی طرح بھی تشنہ نہ پائیں گے۔ اپنی اس ابتدائیہ بات سے قبل چاہتا ہوں کہ آپ پروفیسر محمد مقبول صاحب قاضی کے درس حدیث۔ الاسلام ۲۵ اکتوبر ۱۹۸۵ء سے بھی ایک اقتباس ملاحظہ فرمالیں۔ قاضی صاحب تفصیلی گفتگو فرما کر آخر میں لکھتے ہیں۔

اذان کا آغاز آنحضرت کے زمانہ ہجرت کے ابتدائی ایام میں ہوا مگر اس وقت آپ کے کسی موذن نے قبل از آذان کبھی بھی درود و سلام نہ پڑھا جو اس بات کی علامت ہے کہ اذان سے قبل ان کلمات کا کہنا غیر مسنون اور بدعت ہے اگر یہ کام نیکی کا ہوتا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ثواب سے کیوں محروم رہتے؟ اور فقہاء اربعہ اس کی تعلیم و تلقین کیوں نہ فرماتے؟ کیا یہ سب مقدس اور پاک ہستیاں شان رسالت کی منکر تھیں؟ اہل بدعت اذان سے قبل جو اور جس انداز سے درود و سلام پڑھتے ہیں اس میں ان کی نیت ثواب حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ محض عادتاً رسماً" تو ایسا نہیں کرتے اس بناء پر یہ فعل بدعت شمار ہوتا ہے یہ اصول صرف اذان تک ہی محدود نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بلکہ تمام اسلامی شعائر میں اس کا اطلاق ہوتا ہے امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے امام سفیان بن عیینیہ نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص زیادہ ثواب حاصل کرنے کی غرض سے حج کا احرام میقات کی بجائے مدینہ ہی سے باندھ لے تو اس کا کیا حکم ہے۔

امام مالک رحمتہ اللہ نے فرمایا۔

هذا مخالف لله و رسوله اخشى عليه الفتنه في الدنيا و العذاب الاليم في الاخرة اما سمعت قوله مليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتننه او تصيبهم عذاب اليم

ایسا شخص اللہ اور رسول کا مخالف ہو گا اور مجھے ڈر ہے کہ دنیا میں کسی فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائے اور آخرت میں عذاب الیم میں گرفتار نہ ہو جائے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا کہ "جو لوگ اس کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں انہیں اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ انہیں فتنہ میں مبتلا نہ کر دیا جائے یا وہ دردناک عذاب میں نہ گرفتار ہو جائیں۔"

اگر کوئی شخص اس مقام سے احرام نہ باندھے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے اور حصول ثواب کی خاطر مدینہ ہی سے باندھ لے تو اس کے متعلق تو امام مالک رحمتہ اللہ کا یہ فتویٰ ہے اور اگر کوئی شخص اذان کو وہاں سے شروع نہ کرے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے تو وہ بھی اللہ اور رسول کا معاندو مخالف ہو گا اور اسے بھی دنیا میں فتنہ اور آخرت میں عذاب الیم سے ڈرنا چاہیے۔ اسی طرح، ایک شخص حضرت زبیر بن بکار کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دریافت کیا کہ!

اے ابو عبد اللہ میں کہاں سے حرام باندھوں آپ نے فرمایا ذوالحلیفہ سے جہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تھا۔ سائل نے کہا میں مسجد نبوی سے احرام باندھنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا ایسا مت کرنا سائل نے کہا میں تو مسجد نبوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں قبر کے پاس سے احرام باندھنے کا عزم رکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا مت کرنا مجھے ڈر ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کسی امتحان و آزمائش میں نہ ڈال دے اس نے کہا اس میں ایسی کون سی بات ہے صرف چند میل ہی تو ہیں جن کا احرام کی حالت میں اضافہ ہو جائے گا۔ اس پر حضرت زبیر بن بکار نے فرمایا!

وای فتنته اعظم من ان تری انک سبقت الی فضیلته قصر عنها رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم انی سمعت اللّٰہ تعالیٰ یقول فلیحذر الذین الایته

کہ اس سے بڑا فتنہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ تم یہ سمجھو کہ تم ایک ایسی فضیلت اور شرف حاصل کر رہے ہو جو رسول اللہ کا حاصل نہ ہوئی میں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہے کہ جو لوگ رسول اللہ کے امر کی مخالفت کرتے ہیں انہیں ڈرنا چاہیے۔ کہ وہ کسی فتنہ میں نہ گرفتار ہو جائیں یا انہیں درد ناک" عذاب نہ آئے۔ مسجد نبوی بیت اللہ کے بعد اشرف ترین زمین کا ٹکڑا ہے اور رسول اللہ کی قبر کی جگہ بھی مبارک و مقدس جگہ ہے۔ جب وہاں سے احرام باندھنا حرام ہے۔ کیونکہ اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت پائی جاتی ہے تو اذان سے پہلے درودی کلمات پڑھنے والا اللہ کے عذاب سے کیوں نہیں ڈرتا۔ امام مالک کے عہد میں ہی اذان کے سلسلہ میں ایک بدعت پیدا ہوئی تھی۔ اور وہ یہ کہ جب موذن اذان سے فارغ ہو جاتا تو اذان اور اقامت کے درمیانی وقت میں لوگوں کو جگانے کے لیے قدقامت الصلوۃ' حی علی الصلوۃ' حی علی الفلاح کہتا پھرتا امام مالک نے فرمایا یہ تثویب ضلالت اور گمراہی ہے کیونکہ اس کا ثبوت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے نہیں ملتا۔ آپ نے فرمایا:

التثویب ضلال و من احدث فی هذه الامته شیاء لم یکن علیه سلفها فقد زعم ان رسول صلی اللّٰہ علیه وسلم خان الرسالته لان اللّٰہ تعالیٰ یقول الیوم اکملت دینکم فمالم یکن یومیئذ دینا لایکون الیوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینا۔

(الاعتصام)

تثویب ضلالت ہے اور جس شخص نے اس امت میں نیا کام پیدا کیا اس نے یہ کہا اور سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ رسالت میں خیانت کی ہے (معاذ اللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے' کہ میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور جو عمل رسول کے عہد میں دین میں نہ تھا وہ آج بھی دین نہیں ہے۔

امام مالک کا ارشاد اور استدلال اس قدر واضح ہے کہ مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں امام مالکؒ سے قبل اس قسم کے خیالات کا اظہار حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ' اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ' بھی فرما چکے تھے۔

حضرت حذیفہ نے فرمایا:

کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول صلی اللّٰہ علیہ وسلم فلا تعبدوھا فان الاول لم یدع للاخر مقالا فاتقوا اللّٰہ یا معشر القراء وخذ واطریق من کان قبلکم○

ہر وہ عبادت یعنی نیکی کا کام جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کیا اسے نیکی سمجھ کر مت کرو پہلے لوگوں (صحابہؓ) نے بعد میں آنے والوں کے لیے کسی بات کی کمی نہیں چھوڑی اے گروہ' قراء اپنے سے پہلے لوگوں کا راستہ اختیار کرو۔ ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ دیگر بدعات کی طرح اذان سے قبل اور بعد درود و سلام بھی خلاف سنت ہونے کی بنا پر گمراہی اور ضلالت کے زمرہ میں آتا ہے۔ کیونکہ یہ ایک بدعت ہے اور حضور نے فرمایا ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے رابطہ عالم اسلامی دنیا بھر کے اہل سنت علماء اور مسلمانوں کے شکریہ کی مستحق ہے کہ اس نے اس فعل کو علی الا علان بدعت قرار دے دیا ہے اور مسلمانوں سے اپیل ہے کہ وہ اس بدعت سے احتراز کریں اور اہل بدعت نے اس اعلان پر جو شور و غل مچایا ہے اسے خاطر میں نہ لائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بدعت کہ جس کے ضلالت اور گمراہی ہونے میں کوئی شک ہی نہیں ہے اس زور شور سے کی جا رہی ہے کہ سر شرم سے جھک جاتا ہے اگر یہ امر اختلافی ہوتا اور اس کا کم از کم ثبوت خیر القرون میں ہوتا تو اس کے خلاف قطعی کچھ نہ لکھا جاتا افسوس تو اس بات کا ہے کہ وہ مسئلہ جو روز روشن کی طرح واضح ہے اور جس کو تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اور دانشور صاحبان ایک ہی طرح کے حکم میں رکھتے ہیں اس کا حلیہ بگاڑا جا رہا ہے اور اس میں تحریف اور دھاندلی کر کے اس کو دین کہا جا رہا ہے اور اس کی مخالفت کرنے والوں کو (جو در حقیقت صحیح بات کہتے ہیں) کے مقابلے میں ملک گیر احتجاجوں کی دھمکی دی گئی ہے۔ حالانکہ اہل حق اس طرح کی دھمکیوں اور احتجاجوں سے ذرا بھی خوف محسوس نہیں کرتے بلکہ اعلائے کلمہ اللہ کے لیے سروں پر کفن باندھے رہتے ہیں۔

یاد رہے کہ بریلوی گروہ کے حکیم الامت احمد یار خان گجراتی جاء الحق ص ۱۹۰ ج ۱، اعلیٰ حضرت بریلوی احکام شریعت ج ۱ ص ۱۳۴، ایذان الاجرفی اذان القبر ص ۳۹ پر مولوی عبد السمیع بریلوی انوار ساطعہ ص ۴۹ میں لکھتے ہیں کہ اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام ۷۸۱ھ میں ایجاد ہوا۔ جب کہ شرکیہ کلمات جو آج کل مروج ہیں احمد رضا خان کے بنائے ہوئے ہیں جنہیں اذان سے پہلے مولوی سردار احمد لائلپوری نے خاص کیا اور کراچی میں مولوی اوکاڑوی لائے۔

ایک بات یہ بھی جان لیں کہ جب مروجہ درود کے رواجیوں کو اس امر قبیح سے روکا جاتا ہے تو کہتے کہ یہ درود کے منکر ہیں میں نے ایک باب یہ بھی رکھا ہے کہ درود کا منکر کون؟" جس سے پتہ چلے گا کہ منکر ہم نہیں ہمارے نزدیک تو درود فرض و واجب ہے، اور امام ابن قیم نے درود شریف پڑھنے والوں کے لیے جو چالیس فوائد ذکر کیے ہیں ہم ان کے قائل اور معترف ہیں ان چالیس میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) درود شریف پڑھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوتیں ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) دس درجے بلند ہوتے ہیں۔

(۳) دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

(۴)دس برائیاں دور کی جاتی ہیں۔

(۵) دعا سے قبل پڑھا جائے تو قبول کی جاتی ہے ورنہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتی ہے۔

(۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہو گی۔

(۷) گناہ معاف ہوتے ہیں۔

(۸) مشکلیں آسان ہوتی ہیں۔

(۹) سب سے زیادہ پڑھنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہو گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

لیکن اس کے لیے لازم ہے کہ وہ صرف منقول عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درود پڑھے من گھڑت اور غلط الفاظ والا نہیں۔ اور الحمد اللہ ہم اس پر عامل ہیں) جب کہ یہ درود ابراہیمی (جو کہ منقول از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے) کو نامکمل کہتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ "رضائے مصطفیٰ ماہ جمادی الثانی ص ۶، تفسیر نور العرفان ص ۶۷۸ مراۃ شرح مشکوۃ ص ۹۸ ج ۲"

اتنا اور بھی یاد رکھیے مولوی احمد رضا خان کہتے ہیں۔ اس عبدہ و رسولہ سے (کہ عبد پہلے اور رسول بعد میں ہے) مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینے سے پیٹھ کو نکل گیا۔ ملاحظہ فرمایئے الملفوظ ص ۴۹ ج ۴

یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے مختصر کرنے کے باوجود کچھ طویل ہو گی۔ لیکن کہیں بھی طوالت محسوس نہ ہو گی بلکہ ہر بات مفید اور لازمی ہے۔

اس کتاب کے تحریر میں آنے کی وجہ جناب پروفیسر محمد یامین محمدی صاحب کا حکم تھا میں نے تعمیل میں اختصار سے کام لیتے ہوئے یہ مضمون چند دنوں میں ہی لکھ کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(آج سے قریباً" سوا مہینہ قبل) حاضر کر دیا بعدہ قاری عبد الخالق صاحب رحمانی' قاری عبد الحکم صاحب کرم الجلیلی (شارح بخاری و مدیر صحیفہ)' مولانا عبد القہار سلفی صاحب (محشی قرآن و مفتی جماعت غرباء اہلحدیث) مولانا تاج الدین حنفی فاضل مظاہر العلوم الحنفیہ سوات' حضرت الامام مولانا عبد الرحمٰن سلفی صاحب امیر جماعت غربا اہلحدیث اور دیگر اساتذہ و علماء نے ملاحظہ کیا اور پسندیدگی کے اظہار کے ساتھ اس کی اشاعت کا کہا مگر ایک طالب علم اور وہ بھی غریب الدیار کہاں سے شائع کرتا بہرحال تائید ربانی اور دوستوں کے تعاون سے (قطرہ قطرہ دریا کی مصداق) تنشیر حق اور اظہار حقیقت کے لیے کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ انجانے اور کم علی کی وجہ سے کوئی غلطی پائیں تو مجھے آگاہ فرما دیں تاکہ اصلاح کر لی جائے۔

مرکز تنشیر حق (انشاء اللہ) اپنی غربت و افلاس اور کوتاہ ہمتی کے باوجود امر بالمعروف والنھی عن المنکر" (حتی الامکان) میں مصروف رہے گا۔ اللہ تعالیٰ معاون رہیں آمین)

آخر میں اللہ سے دعا کریں کہ وہ میرے آپ سب کے ناصر و حافظ رہیں اور ہمیں صراط مستقیم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرمائیں نیز والدی ماجدی مناظر اسلام مولانا محمد رفیق خاں پسروری رحمتہ اللہ علیہ کے درجات بلند فرمائیں۔ اور مجھے اور میرے بھائیوں کو صحیح معنوں میں ان کا خلف الرشید بنائیں۔ (آمین)

فقط رانا محمد شفیق خاں پسروری

کراچی ۹ دسمبر ۱۹۸۵ء

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

غلط درود کا غلط ورود

جتنا عالم اسلام اور پاکستان کے عوام کے اتحاد و اتفاق پر زور دیا جاتا ہے اتنا ہی "بعض الناس" فتنہ و فساد پھیلا رہے ہیں نت نئے بہانے بنا رہے ہیں' اور غیر حقیقی فسانے تراشتے شور شرابہ مچاتے اور جہالت پھیلاتے چلے جا رہے ہیں۔ اس پر مستزاد یہ کہ اپنے کو نفاذ اسلام کے علمبردار' ملک و ملت کے وفادار' حق کے داعی' عالم اسلام کی بہبود کے تمنائی اور قرآن و سنت کے شیدائی کہلاتے ہیں۔ حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کہ محض اختلافات کو ہوا دینے' امت محمدیہ میں فساد پھیلانے مسلمانوں کا سکون و اطمینان غارت کرنے اور عدائے اسلام و اسلامیاں کو خوش کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے رائی کا پہاڑ بناتے اور ہوائیاں اڑاتے رہتے ہیں مثال کے طور پر "ڈائریکٹوریٹ اوقاف آف اسلام آباد کے حالیہ نوٹیفکیشن" پر انہی "بعض الناس" میں سے "بعض" کا جاھلانہ' متعصبانہ اور غیر صحیح رد عمل ہے۔ اور یہ رد عمل اس وقت شروع ہوا جب اخبارات میں مندرجہ ذیل خبر شائع ہوئی۔

"اوقاف ڈائرکٹوریٹ اسلام آباد کے ایک سرکلر حوالہ ۵ (۳) اوقاف مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۸۵ء میں کہا گیا ہے کہ سپریم کونسل برائے مساجد کا سالانہ دستوری اجلاس ۱۹۸۵ء رابطہ عالم اسلامی کے مرکزی دفتر مکہ المکرمہ میں منعقد ہوا' جس میں مختلف سفارشات کی گئیں' سفارش نمبر ۳ میں کہا گیا ہے کہ مجلس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام ذمہ دار مساجد کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرواتی ہے کہ اذان سے پہلے کسی ایسے عمل سے اجتناب کیا جائے جو کہ بطور بدعت ایجاد کردہ ہے نیز اس میں کہا گیا ہے کہ اذان سے قبل درود و سلام پڑھنے سے اجتناب برتا جائے۔ (''نوائے وقت'' ۲۴ ستمبر ۱۹۸۵ء)

محکمہ اوقاف کے اس سرکلر پر نہایت جذباتی قسم کی تنقید کی گئی' بلکہ بعض نورانیوں (لفظ نورانی غالباً ''نو'' اور ''ران'' کے مرکب سے منسوب ہے) کی طرف سے ملک گیر احتجاج کی دھمکی بھی دی گئی۔ حالانکہ ذرا سی بات تھی جس کو فسانہ بنا دیا گیا ہے اور ایسا محض فتنہ و فساد کی غرض سے ہوا ہے ورنہ احتجاجی گروہ بھی جانتا ہے کہ سرکلر شریعت کے مطابق ہے اس میں خلاف حقیقت کوئی بات نہیں اور پھر سرکلر میں حکم سے زیادہ ایک واقعہ کا بیان ہے۔ نیز اوقاف میں اس ''احتجاجی'' ''خواہ مخواہ'' گروہ کے علاوہ اہلحدیث دیو بندی وغیرہ مسالک کی مساجد بھی ہیں۔

خواہ مخواہ کے احتجاجوں کے غلط پروپگنڈہ سے دشمن ملک عناصر بھی فائدہ اٹھا کر بات کو الجھا رہے ہیں' ملک پاکستان پہلے ہی نامساعد حالات سے گزر رہا ہے ایسے میں غیر حقیقی اور غلط بات کو بنیاد بنا کر فتنہ و فساد کا موجب بنانا اور عوام کو آپس میں مذہب کے نام پر لڑانا محض سیاسی چال اور ملک دشمنی ہے اور کچھ بھی نہیں۔ اس رد عمل کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں بلکہ عمداً شریعت مطہرہ کی بلند بانگ اور ظاہراً مخالفت ہے۔ ہم اس مضمون میں مختصراً اس مسئلہ پر روشنی ڈالیں گے' تاکہ واضح ہو سکے کہ حقیقت کیا ہے؟ اور اہل حق کون ہیں؟ نیز ان سیاسی دغا بازوں اور ملک دشمنوں سے واقفیت ہو سکے جو مسلم عوام کو الجھا رہے ہیں ہم اپنی بحث کو چند مندرجہ ذیل حصوں میں تقسیم کریں گے تاکہ اسے بالتفصیل سمجھا جا سکے۔

- ○ شرعی اذان' اذان کا معنی و مفہوم' اس کے اصل کلمات۔
- ○ درود حقیقی' درود کا معنی و مفہوم۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

○ درود اور اذان کا صحیح تعلق۔

○ اصلی درود اور نقلی درود میں فرق غلط درود کے مضرات درود کا منکر کون؟

متفرق باتیں اور تفصیلی کلمات۔

شرعی اذان

سب سے پہلے ہم اذان شرعی اس کے معانی اور اصل کلمات پر بحث کرتے ہیں۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد بنائی تو دربار رسالت میں مجلس مشاورت قائم ہوئی۔ جس میں یہ امر پیش ہوا کہ کوئی چیز بطور نشانی وقت نماز مقرر کرنی چاہیے تاکہ لوگ اس کے ذریعے (مطلع ہو کر) نماز کے لیے حاضر ہوں۔

ابن ماجہ میں ہے۔

عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم استشار الناس بما لیجمعھم الی الصلوۃ (الحدیث)

ہر ایک نے اپنی رائے پیش کی۔ بعض نے کہا کسی بلند جگہ پر آگ روشنی کرنی چاہیے تاکہ لوگ اس کو دیکھ کر جمع ہو جائیں کسی نے نرسنگھا پھونکنے کی تجویز پیش کی تاکہ لوگ اس کی آواز سن کر مسجد میں حاضر ہوں کس نے ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔ لیکن صدر مجلس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی مشورے کو قبول نہ کیا کیونکہ ان میں سے ہر ایک غیر کے طریقے کی پیروی تھی' مجوس آگ جلاتے تھے' یہود نرسنگھا پھونکتے تھے اور عیسائی ناقوس بجاتے تھے (اسلام نے کسی کی پیروی نہ کی' تاکہ ان گمراہ شدہ قوموں سے کسی طور ملاپ اور مشابہت نہ ہو' اسلام انفرادیت و حقیقت کا دین ہے۔ اس کے ہر ہر حکم و عمل میں اللہ و رسول سے تعلق شریعت مطہرہ کا فلسفہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انفرادیت و تشخص ہے۔ آگ نرسنگھا اور ناقوس محض اجتماع کرنے کی علامتیں تھیں جب کہ یہ اسلام کے اعلام و اعلان کے تقاضے۔ پورے نہ کر سکتی تھیں' جب کہ اذان میں توحید الٰہی رسالت محمدیہ' امت کی اصلاح و فلاح وغیرہ کا سبق و اظہار اور نماز کے لیے اعلام و اعلان بھی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ رسول برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ علامات پر مبنی مشوروں کو قبول نہ کیا۔ بخاری و مسلم میں ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ (مندرجہ بالا مشوروں کے قبول نہ کرنے پر) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے تجویز بیان کی کہ"

"اولا تبعثون رجلا ینادی بالصلوۃ فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یا بلال قم منا ریا بالصلوۃ "

یعنی کیا نہیں بھیجتے تم ایک مرد کو کہ نماز کے لیے پکارے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت بلال کو) حکم دیا کے اے بلالؓ! کھڑا ہو اور آواز لگا۔

چنانچہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پکارا نماز کے لیے۔

حضرت بلالؓ کی یہ پکار شرعی اذان نہ تھی بلکہ حاشیہ سندھی نسائی' طبقات ابن سعد' تنقیح الرواۃ' تخریج المشکوۃ' نیل الاوطار' وغیرہ کتب میں ہے کہ یہ محض ندا تھی' چنانچہ بیہقی جلد ۱ ص ۳۹۰ میں ہے کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ عہد نبوی میں نماز کے وقت ایک شخص راستے میں دوڑتا ہوا جاتا اور الصلوۃ الصلوۃ کی دہائی دیتا جاتا۔ بیہقی ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ:

کانوا یجتمعون للصلوۃ یوذن بعضھم بعضا

کہ نماز کے لیے یوں جمع ہوتے کہ ایک دوسرے کو پکار کر نماز کے لیے آگاہ کر دیتے۔

اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی تسلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوئی کہ یہ ندا غیر کافی تھی چنانچہ پھر مجلس مشاورت قائم کی گئی۔ اس میں دیگر مشوروں کے علاوہ ایک مشورہ جھنڈا لہرانے کا تھا۔ لیکن کوئی مشورہ قابل قبول نہ ہوا۔ آخر کار یہ مجلس برخاست ہو گئی (تمام صحابہ اس فکر میں تھے کہ اجتماع صلوۃ کے لیے کیا علامت ہو؟ ابو داؤد اور دارمی نے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ' فرماتے ہیں کہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص ناقوس کو ہاتھ میں اٹھائے ہوئے تھا' میں نے اس سے کہا کہ یہ مجھے دے دو اس نے غرض پوچھی تو میں نے اجتماع صلوۃ بتائی۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤں؟ چنانچہ میرے اقرار پر اس نے "اذان مشہورہ و شرعیہ سکھلائی اور ایسے ہی تکبیر معروفہ" بھی بتلائی جب صبح ہوئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعہ سنایا۔ آپ نے اس کی تصدیق کی اور بلال رضی اللہ عنہ' کے ساتھ کھڑا کر دیا کہ جو میں نے رات والے فرد سے سیکھا ہے وہ اس کو (بلال کو) بتلاتا جاؤں اور بلالؓ بلند آواز سے (انہی کلمات سے) اذان دے۔

یہ اذان جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے سنی تو گھر سے اپنی چادر کھینچتے ہوئے جلدی سے نکلے اور مسجد میں آکر کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کو حق کے ساتھ بھیجنے والی ذات پاک کی قسم! میں نے بھی خواب میں ایسا ہی دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فللّٰہ الحمد" احادیث کی اکثر کتب کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ فقہ کی اکثر کتب میں بھی ہے۔ مظاہر حق شرح مشکوۃ میں گیارہ صحابہ مرقاۃ' فتح الباری' بحوالہ طبرانی میں حضرت ابوبکرؓ کا امام غزالی نے الوسیط میں دس صحابہ اور جیلی نے شرح تنبیہہ میں چودہ کا خواب دیکھا لکھا ہے اگرچہ ائمہ میں سے بعض نے ان افراد کا خواب دیکھنا نہیں مانا اور اس پر بحث کی ہے۔ بہر حال ہمارا یہ بحث لکھنے کا اصل مقصد یہ ہے کہ سمجھا جا سکے کہ اذان کی اہمیت اور حقیقت کیا ہے؟ اذان نماز کے لیے ایک اعلام ایک اعلان اور شعار ہے۔ اس کا ہر ہر کلمہ نماز کی تمام دعاؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کلمات کی نشاندھی کرنا اور دعوت دین کی طرف اشارہ کرنا ہے۔ اذان اور نماز کا تعلق ایک مقدمہ کتاب کی طرح ہے اور خلاصہ کی مانند بھی۔ (اذان کو مقدمہ کتاب اس لیے قرار دیا کہ اس میں وہی مضمون ہے جو نماز کی دعاؤں میں ہے۔ یہاں مختصرا اور شارۃ ہے۔) (اس کی وضاحت آگے آئے گی)

اذان کا لغوی معنی

عربی محاورہ میں اذان کا معنی پکارنا' خبر دینا' سنا دنیا وغیرہ ہے اور مطلب سب کا ایک ہی ہے۔

قرآن پاک میں ہے "اذان من اللہ ورسولہ الی الناس" الایتہ کہ اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے (لوگوں کو حج کے دن) یہ سنا دینا کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے۔ سورہ یوسف میں ہے کہ " ثم اذان المؤذن" یعنی پھر پکارنے والے نے پکارا (کہ اے قافلہ والو! تم چور ہو)

امام نوویؒ نے شرح مسلم (ج ۱ ص ۱۶۴) میں امام شوکانی رحمتہ اللہ نے (نیل الاوطار ج ۲ ص ۳۱) میں لکھا ہے کہ۔

"اہل لغت کے نزدیک اذان کا معنی اعلام ہے یعنی خبر دینا' آگاہ کرنا۔"

اذان کو ندا بھی کہتے ہیں۔ جس کے معنی پکارنا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اذان کے لیے آتا ہے۔

"اذا نادیتم الی الصلوۃ اتخذوھا ھزوا و لعبا" یعنی جب تم نماز کے لیے اذان کہتے ہیں تو (بے وقوف لوگ) اس کو ٹھٹھا اور کھیل بنا لیتے ہیں۔ (سورہ مائدہ)

اسی طرح سورہ جمعہ میں ہے۔

اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعتہ۔ (الایتہ)

اور جب تمہیں جمعہ کے دن اذان سنائی دے (تو نماز کے لیے جلدی کرو۔)

ایک حدیث شریف میں ہے۔ فاذا قضی الندا اقبل" کہ جب اذان ختم ہو جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ (بھاگا ہوا شیطان) آ جاتا ہے۔ اذان کو تاذین بھی کہا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے۔

"له ضراط حتى لا يسمع التاذين"

کہ شیطان پاد مارتا ہوا بھاگتا ہے۔ تا کہ اذان نہ سنے۔ (مشکوۃ) مرقاۃ ج ا ص ۴، ۲ پر ہے ہے۔

"واما الاذان المتعارف فهو من التاذين كالسلام من التسليم"

یہ تینوں الفاظ کتب احادیث میں اکثر وارد ہیں۔ بہر حال اذان کا لغوی معنی پکارنا، خبر دار کرنا، سنتا یا سنانا۔

اصطلاحی معنی

جب کہ اصطلاحی معنی (یعنی شریعت میں اذان کی تعریف) ہے۔ "الاذان هو الاعلام بدخول وقت الصلوة بالفاظ مخصوصته" (نیل الاوطار ج ۲ ص ۴۹)

یعنی نماز کے شروع ہونے کی خبر دینے کا نام اذان ہے۔

اس کے علاوہ بھی کئی تعریفیں ہوئی ہیں۔ جن میں ایسے ہی الفاظ ہیں۔ ہم صرف فتح الباری سے ایک اور عبارت نقل کر کے بحث آگے چلاتے ہیں۔ تا کہ مختصراً اس مسئلہ مختلف فیہ کی وضاحت ہو سکے اور سمجھ دار اور صلح کن عوام غلط کار پروپیگنڈہ کرنے والوں سے ہوشیار ہو سکیں۔

امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں اذان کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

ومعناه الاعلام لغته وخصته الشرع بالفاظ مخصوصته فى اوقات مخصوصته"

یعنی اذان کا لغوی معنی خبر دینا اور شرعی معنی خاص الفاظ سے خاص اوقات میں آگاہ کرنا (نماز سے) ہے۔

خاص الفاظ

ان تعریفات اذان میں ہم جان گئے کہ اذان کلمات و الفاظ مخصوصہ کو اوقات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوصہ میں ادا کرنا ہے۔ اب ہم نے دیکھنا ہے کہ الفاظ مخصوصہ کون کون سے ہیں' تا کہ ان کے علاوہ اور کوئی لفظ یا کلمہ ان میں شامل نہ سمجھیں۔ کہ اذان "الفاظ مخصوصہ" کے ساتھ ہے جو کہ صرف، وہ ہیں جو خواب میں مذکور صحابہ کرام کو سکھائے گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہلائے گئے' در مختار کے مطابق حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ادا کیے اور فتح الباری میں مختلف کتب سے منقول حدیث کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ کے خوابوں سے پہلے وحی سے نازل کیے گئے۔ جو صحاح ستہ' حدیث کی دیگر کتب' فقہا کی کتب اور مورخین و مفسرین سے منقول ہیں۔

فقہا نے جو اہل مکہ' اہل مدینہ' اہل کوفہ وغیرہ کی اذانوں میں نقل کیے ہیں اور جو آج بھی جمہور مسلمانوں میں اور تقریبا" تمام مسلم مکاتبِ فکر میں بالا تفاق ہیں۔ ان الفاظ مخصوصہ کے علاوہ کچھ بھی کہنا یا کوئی کمی بیشی اور ترمیم کرنا غلط ہے۔

امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے پوچھا گیا تھا کہ کوئی ایسی بات ہو جس میں اختلاف نہ ہو۔ تو امام مالک نے فرمایا تھا' اذان! الحمد للہ آج بھی اذان بالاتفاق ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں' اور جو اختلاف کرتا اور رکھتا ہے وہ مسلمانوں سے الگ ہے۔ اگر اہل تشیع اذان الگ کی ہوئی ہے تو کیا ہوا؟ وہ کلمہ سے لے کر قرآن و حدیث اور اماموں تک ہر ہر معاملہ میں الگ بلکہ اسلام سے الگ ہیں جو مسلمان کہلا رہے ہیں وہ تو الفاظ مخصوص سے علاوہ کوئی لفظ استعمال نہ کریں۔

محلی ج ۳ ص ۱۳۱ میں ہے کہ۔

"واما من لم یود الفاظ الاذان متعمدا فلم یوزن کما امر ولا اتی بالفاظ الاذان التی امر بھا فھذ الم یوذن اصلا" یعنی جس نے الفاظ اذان کو عمداً غلط ادا کیا ہے ویسے ادا نہ کیا جس طرح حکم ہے اس نے بالکل اذان دی ہی نہیں۔

در مختار اور شامی وغیرہ کتب حنفیہ میں تو یہاں تک لکھا ہے کہ اذان اور اقامت میں سلام اور چھینک کا جواب بھی نہ دے ایک حدیث میں فضائل موذن میں ذکر ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کہ وہی الفاظ ادا کرے' جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں۔

سنن کبریٰ بیہقی اور مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۰ پر ہے۔

عن بلال انہ کان ینادی بالصبح فیقول حی علی خیر العمل فامرہ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان یجعل ماکانہا' الصلوۃ خیر من النوم و ترک حی علی خیر العمل (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

کہ بلال سے روایت ہے کہ وہ صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کہتے تھے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ان کی جگہ "الصلوۃ خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا' چنانچہ حضرت بلالؓ نے (یہ الفاظ) یعنی "حی علی اخیر العمل" چھوڑ دیئے۔

غور کیجئے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فضیلت و عظمت والے چند الفاظ کہہ رہے ہیں اور الفاظ بھی بہت ہی اچھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے منع کر رہے ہیں' اس لیے کہ اذان محض علامت اجتماع نہ تھی بلکہ کچھ اور بھی تھی اور ہر ہر کلمہ علیحدہ علیحدہ مطلب و مفہوم لیے ہوئے ہے۔

سوال یہ ہے کہ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ جیسے عظیم المرتبت و رفیع المنزلت صحابی کے اچھے الفاظ اذان میں شامل نہیں ہو سکتے تو آج کے غلط نظریات کے حامل افراد کے شرکیہ الفاظ کس طرح اذان کا حصہ بن سکتے ہیں۔

بیہقی ج ۱ ص ۴۲۰ پر ہے۔

وھذہ اللفظ لم تثبت عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فیما علم (بلال) وابا محذورۃ ونکرہ الزیادۃ فیہ

یعنی یہ لفظ حی علی خیر العمل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں کیونکہ آپؐ نے یہ حضرت بلالؓ اور حضرت ابو محذورہؓ کو نہیں سکھلائے۔ ہم اذان میں زیادتی کو مکروہ سمجھتے ہیں۔

کتنی صاف بات بیان ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے گئے کلمات ہی اذان ہیں۔ باقی اذان میں زیادتی متصور ہوں گے کہ جنہیں ائمہ و فقہا مسلمان مکروہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خیال کرتے ہیں اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت ہے۔

محلی لابن حزم ج ۳ ص ۱۶۰ پر ہے۔

ولا نقول به لانه لم يصح عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ولا حجته فی احددونه یعنی ہم یہ کلمہ نہیں کہتے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کا قول حجت شرعی نہیں۔ کتنی حیرانی کی بات ہے کہ رسول اللہ ص کے علاوہ کسی کا قول محبت شرعی نہ ہوا اور پھر بھی آج کے جاہل ملا کا خلاف شرح قول حجت جانا جائے اور اس کے لیے لڑا جائے اور دوسروں کو برا بھلا کہا جائے اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور اور تعجب والی ہے کہ جب شیعہ جو کہ تمام باتوں میں علیحدہ ہیں اذان میں الفاظ مخصوصہ (منقول عن النبی والصحابہ) کے علاوہ کلمات اذان میں شامل کریں تو غلط مگر خود اذان میں اضافہ کریں تو صحیح اور جب دلیل پوچھی جائے تو آگے سے کہتے ہیں ممانعت کی دلیل کیا ہے؟ خود جب شیعہ پر اعتراض کرتے ہیں تو ان سے اثبات کی دلیل پوچھتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ ممانعت کی دلیل پوچھنے اور وہ بھی صراحت سے پوچھنے سے تو نہ صرف شیعہ کی اذان بلکہ بہت کچھ صحیح ہو جائے۔ اور غالباً" یہی یہ احباب چاہتے ہیں جو کہ خلاف اسلام سازش کا اعلان ہو گا۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مختلف روایات میں (الفاظ کی تبدیلی اور رواۃ کی کثرت سے) نقل ہے کہ

"من احدث فی امرنا هذا مالیس فیه فهورد"

کہ ہر وہ کام جو آج موجود نہیں (ثواب کی نیت سے) کیا جائے وہ مردود ہے اس حدیث پاک سے بڑھ کر کیا ممانعت کی دلیل ہو سکتی ہے کہ آج جو امر مختلف فیہ بتایا گیا ہے اور جس پر غلط اور ناروا باتیں کی جا رہی ہیں وہ اس وقت نہ تھا بلکہ یہ لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے ماضی قریب کے مولوی کی ایجاد ہے اور ہے بھی شرکیہ کلمات و الفاظ پر مبنی (اس کی بحث آگے آئے گی)

نیز اللہ تعالٰی نے الیوم اکملت لکم دینکم الخ میں دین کے اکمال اور اتمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کا اعلان کیا ہے جب کہ موجودہ امر اس بات کا اظہار ہے کہ یہ کام بھی دین کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ ہو سکا' نعوذ باللہ دین مکمل نہ ہوا تھا جو آج سے کچھ عرصہ قبل کا کام دین کا ہوا۔ اور ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ جو اس اعلان کے وقت موجود تھے' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنھوں نے یہ اعلان کیا اور جن پر یہ نازل ہوا۔ قرآن پاک جس میں یہ اعلان موجود ہے' جبرئیل علیہ السلام جو یہ فرمان لائے' اللہ تعالٰی جنھوں نے یہ پیغام نازل کیا اور جن کا یہ کلام ہے اور تمام وہ لوگ جن کا قرآن پاک' عدالت صحابہ' امانت جبرئیل' عصمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالٰی پر ایمان ہے۔ وہ جھوٹے ہیں' نعوذ باللّٰه ثم نعوذ باللّٰه کتنا غلط نظریہ ہے' اللہ بچائے' اپنی ایک غلط بات پر ضد کی جا رہی ہے۔ اس کے نتائج پر غور نہیں کیا جا رہا۔

اصل کلمات میں اضافہ تو دور کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص ارشادات' دعوات و اذکار وغیرہ میں مترادف الفاظ سے تبدیلی بھی غلط ہے۔ چنانچہ بخاری مع فتح الباری ج ۱ ص ۳۰۸ اور مسلم کتاب الذکر والدعا میں ہے۔ کہ

"عن البراء بن عازب رضی اللّٰه عنه' قال قال لی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم اذا اتیت فضحک فتوضا وضوءک للصلوة ثم اضطجع علی شقک الایمن ثم قل اللهم المت نفسی الیک ووجهت وجهی الیک وفوضت امری الیک والجات ظهری الیک رغبته ورهبته الیک ولا ملجا و لا منجی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت و بینک الذی ارسلت' فان مت مت علی الفطرة و اجعله آخر ماتقول اتسذکرهن و رسولک الذی ارسلت فقال الا اونبیک الذی ارسلت"

اس دعا میں ہمارے مضمون سے مناسبت والی بات اتنی ہے کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا سیکھی' جس کا کلمہ ونبیک الذی ارسلت تھا۔ حضرت براءؓ نے نبی کی جگہ رسول لگا دیا۔ آپ صلی اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم نے فوراً روک دیا کہ نہیں نبی ہی رہنے دو رسول نہ لگاؤ۔ (یہ حکم اس لیے تھا کہ نبی کی گفتار اور کردار اللہ کی طرف سے ہوتا ہے)

ایک چھوٹی سی دعا کے لیے تو یہ احتیاط ہے' کیا ایک خاص حکم کہ جس کو بلند بانگ اور ظاہراً کیا جائے اس کے لیے کچھ بھی حکم نہ ہو گا۔ حالانکہ وہ شعار دین ہے' فرض و واجب کا حکم رکھے ہوئے ہے (بحث آگے آ رہی ہے)

اسی طرح کلمات کے اضافہ کے بارے میں ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ خاصا مشہور ہے کہ شیخ علی محفوظ اپنی کتاب الابداع فی مضار الابتداع میں لکھتے ہیں۔

"عطس رجل بجانب سیدنا عبد اللّٰہ بن عمر فقال الحمدللّٰہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فقال عبد اللّٰہ بن عمر ما ھکذا علمنا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الحمد للّٰہ رب العالمین" (الحدیث)

کہ عبد اللہ بن عمر کی مجلس میں ایک آدمی کو چھینک آ گئی۔ اس نے کہا الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ' حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا یہ کیا؟ ہمیں تو اللہ کے رسول نے الحمد للہ کا سبق دیا ہے (تم یہ کیوں کہہ رہے ہو ایسا نہ کرو بلکہ تعلیم رسول کے مطابق کرو)

اس آدمی نے حالانکہ صحیح درود پڑھا' مگر چونکہ وہ تعلیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اور بتائی ہوئی دعا میں اضافہ تھا چنانچہ صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر دیا۔ نیز درود کا مقام ہے بغیر مقام کچھ نہیں کہنا اور کرنا چاہیے۔ مثلاً قرآن پاک کا پڑھنا بہت ثواب کا کام ہے۔ اسی طرح رکوع و سجود قرب الٰہی کا مقام ہے۔ مگر قرآن کا رکوع و سجود میں پڑھنا منع ہے۔ اس لیے کہ اس کا یہ مقام نہیں یہاں پڑھنے سے بجائے ثواب کے عتاب و عذاب ہو گا۔ کہ خلاف پیمبر ہے۔

صرف اتنا جاننا ہی ساری بحث کا حل اور نتیجہ ہے کہ ثواب اور عذاب ہماری سوچ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق نہیں بلکہ شریعت مطہرہ اور رسول اللہ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کی ہوئی حدوں اور تعلیمات کے مطابق ہے۔ گر ہر کام قرآن و حدیث کی نص کی مطابق ہے تو ثواب خواہ کتنا ہی محدود عقل اور افراد کے خلاف ہو اور اگر قرآن و حدیث کے مخالف ہوا خواہ لوگ کچھ ہی ہیں وہ عذاب کا مستحق ہے۔ ان الفاظ مخصوصہ کے علاوہ دوسرے الفاظ شامل کرنا دور کی بات' انہی الفاظ کو بغیر ترتیب کے ادا کرنا بھی جائز نہیں۔ (الفاظ بغیر ترتیب ادا کرنا اصطلاح میں تنکیس الاذان کہلاتا ہے)

محلی ج ۳ ص ۱۶۱' مسئلہ ۳۳۲ میں ہے۔

"ولا یجوز تنکیس الاذان ولا الاقامته ولا تقدیم موخر منها علی ماقبله فمن ذلک فلم یوذن ولا اقام ولا صلی باذان ولا اقامته"

یعنی اذان کو اوندھا کرنا الٹ پلٹ کرنا' پچھلے کلے کو پہلے اور پہلے کو پیچھے کرنا جائز نہیں۔ جس نے ایسا کیا (اس کی) اذان اور تکبیر نہ ہوئی اور نہ وہ نماز ہوئی جو ایسی اذان اور نماز سے پڑھی گئی۔

اس کے بعد امام ابن حزم نے ائمہ کے اقوال (اس بارے میں) نقل کیے ہیں اور فرمایا ہے کہ۔

اس بارے میں کوئی شبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اذان سکھلائی ہے اور جس ترتیب سے سکھلائی ہے اسی ترتیب سے اذان کہنے کا حکم فرمایا ہے تو اب کسی کے لیے جائز نہیں کہ ا ترتیب شرعی کو الٹ پلٹ کرے اور خلاف ترتیب اذان کہے اگر ایسا کرے گا تو وہ اذان شرعی نہ ہو گی کہ اس معمولی بہ ترتیب کے خلاف ہے اس ترتیب سے اذان کے کلمات امور توقیفیہ میں سے ہیں ان میں تغیر درست نہیں۔

لقب اہل حدیث

اہل حدیث لقب پر کیے گئے تمام اعتراضات کا مدلل اور مسکت جواب اہل سنت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور' اہل حدث کے ایک ہونے کے دلائل اور اہل حدیث کہلانا از روئے قرآن و حدیث صحیح ہونے کی بحث۔ (عنقریب شائع ہو رہی ہے)

اذان کا شرعی حکم

جب کلمات اذان میں تغیر و تبدل جائز نہیں تو اضافہ اور کمی کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔ یہاں ہم ایک اور طرح سے بحث کرتے ہیں کہ اذان کا شرعی حکم ہے؟ تاکہ پتہ چل سکے کہ اس میں کمی بیشی اور ترمیم و تغیر سے کیا جرم سرزد ہو رہا ہے۔ درمختار میں اذان کو' سنت موکدہ کالواجب قرار دیا گیا ہے' علامہ شامی نے رد المختار میں لکھا ہے کہ بعض حنفیہ امام محمد رحمتہ اللہ کے اس قول کی وجہ سے اذان پر واجب کا اطلاق کرتے ہیں۔ پھر قول سنت موکدہ اور قول بالوجوب میں تطبیق دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ دونوں میں کوئی فرق نہیں کیونکہ سنت موکدہ حکم واجب میں ہے کہ دونوں کے ترک سے گناہ لاحق ہے۔ لیکن دلائل سے دیکھا جائے تو پتہ چلے گا کہ اذان فرض ہے۔ المنتقی میں اس کا باب ہے۔ باب وجوبہ و فضیلتہ" پھر اس کے تحت حدیث لائے ہیں۔

عن ابی الدرداء قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول مامن ثلاثتہ لایوذنون و لاتقام فیھم الصلوۃ الا استحوذ علیھم الشیطان "

(رواو احمد)

یعنی اگر تین افراد یکجا ہوں اور اذان کہہ کر جماعت قائم نہ کریں تو ان پر شیطان غالب ہو جاتا ہے۔

امام شوکانی نے نیل الاوطار میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث اذان کے فرض ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس کے ترک پر شیطان غالب آجاتا ہے۔ بچنا پر بچنا اور دور ہونا فرض ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری حدیث نقل کی ہے۔

عن مالک بن الحویرث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا حضرت الصلوۃ فلیوذن لکم احدکم ولیومکم اکبرکم (متفق علیہ)

یہ حدیث اذان کی فرضیت کی دلیل ہے کیوں کہ اس میں صیغہ امروارد ہے اور امروجوب کے لیے ہوتا ہے جب تک کوئی دلیل صارفہ نہ ہو۔

امام نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۱۶۴ میں لکھتے ہیں

"والمختار الذی علیہ الجمہور افقہاء و محققوا اھل الاصول ان الامر اللوجوب"

یہی اصول اصول شاشی' نور الانوار وغیرہ میں بھی ہے۔ محلی ج ۳ ص ۱۹۷ میں ہے۔

"قال علی وقد اوضحنا ان امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلہ علی الفرض حتی یاتی نص آخر او اجماع متیقن غیر مدعی بالباطل علی انہ ندب نقف عندہ۔"

یعنی آپ کے سب امر فرض کے حکم میں ہیں اگر کوئی دلیل صارفہ نہ ہو! یعنی اجماع نہ ہو جائے جو استحباب پر دلالت کرے (ایسی صورت میں) ہم وہاں پر کھڑے ہو جائیں گے۔

نیل الاوطارج ۲ ص ۳۲ میں ہے۔ حدیث مالک بن حویرث سے اس شخص نے استدلال کیا ہے جو اذان کو فرض کہتا ہے کیوں کہ اس میں صیغہ امر ہے۔

بخاری میں ہے "فاذنا ثم اقیما" حدیث عبد اللہ بن زید میں ہے۔ "ثم امر بالتاذین" عثمان بن العاص کو حکم دیا گیا۔ "اتخذوا موذنا" دیگر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے بعد (اذان کے شروع ہونے سے لے کر) وفات تک مداومت و ملازمت' حضر و سفر میں التزام یہ بھی فرضیت کی دلیل ہیں یہی ائمہ محققین کا مذہب ہے' چنانچہ اکثر عشرت' عطاء' احمد بن حنبل مالک' اصطرخی' مجاہد' اوزاعی اور داؤد وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ائمہ اسی طرف گئے ہیں۔

(نیل الاوطار ج ۲، ص ۳۱)

بلکہ بعض امام اس فرض اذان کو نماز اور جماعت کے لیے شرط قرار دیتے ہیں۔

شامی جلد ۱ ص ۳۸۶ میں ہے۔

"ثم رایت صاحب البدائع (الحنفی) عد من واجبات الصلوۃ الاذان والاقامتہ"

محلی جلد ۳ ص ۱۲۲ میں لکھا ہے۔

"ولا تجزی صلوۃ فریضتہ فی جماعتہ اثنتین فصاعدا الابذان واقامتہ سواء کانت فی وقتھا اوکانت حقضیۃ للنوم سواء فی کل ذلک فان صلی شیاء من ذالک بلا اذان ولا اقامتہ فلا صلوۃ لھم"

پھر ص ۱۲۵ پر لکھا ہے۔

"وممن قال بوجوب الاذان والاقامتہ فرض ابو سلیمان واصحابہ وما نعلم لمن لم یرذلک فرضا حجتہ اصلا ولولم یکن الا استحلال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعاء من لم یسمع عندھم اذانا اموالھم وسبیھم لکفی فی وجوب فرض ذلک و ھوا اجماع متیقن من کان معہ من الصحابتہ رضی اللہ تعالی عنھم بلا شک فھذا ھوا لاجمع المقطوع علی صحبتہ"

خلاصہ یہ ہے کہ اذان اور اقامت کے بغیر نماز نہ ہو گی (جماعت والی) جو فرضیت کے قائل نہیں ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور اس کی یہی دلیل کافی ہے جس پر صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع ہے۔

محلی جلد ۳ ص ۱۲۴ میں ہے کہ حضرت ابو سعید خدری فرماتے ہیں یوم خندق کے دن فوت شدہ نمازوں کے لیے۔

"فامر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال فاذن"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ وجوب پر صاف دلیل ہے۔

نیل الاوطار میں مجاہد تابعی فرض کہتے ہیں۔ فتح الباری میں زید بن میسر مخصوص فرض بتلاتے ہیں۔

نیل الاوطار اور شامی فرض کفایہ کہتے ہیں۔

بہر حال اس تمام بحث سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ اذان فرض کا حکم رکھتی ہے۔ اور یہ سبھی لوگ جانتے ہیں کہ فرض ارکان میں کسی طرح کی کمی بیشی، ترمیم و تغیر اور تبدل جائز نہیں خواہ کوئی ثواب کی نیت سے ہی کرے اور پھر اذان ایک ایسا فرض ہے جو ہر وقت میں قریباً" ایک طرح ہے۔ جب کہ نماز کی فرض رکعتیں بدلتی اور کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہیں جب ان میں تغیر جائز نہیں اور باعث گناہ ہے تو پھر اس فرض میں جو ایک ہی طرح رہتا ہے تغیر کس طرح ہوا؟ س لیے اس میں کمی اور اضافہ درست نہیں۔

ایسے ہی شامی رد المختار جلد ا ص ۲۹۰، فتح الباری جزء ۳ ص ۳۳ مرقاۃ جلد ا ص ۴۱۵ فتح القدیر جلد ا ص ۹۳ اور بخاری شریف شرح مسلم شریف وغیرہ میں اس کو شعار اسلام یعنی اسلام کی علامت اور نشانی قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ سبھی جانتے ہیں کہ شعار میں تبدیلی غلط ہے۔ کسی طرح پر جائز اور درست نہیں۔ بلکہ یہاں تک متفق علیہ مسئلہ (جس میں ان کو بھی اختلاف نہیں جو آج اذان میں اضافہ کا موجب بنے ہیں) کہ کلمات اذان جو مشروع ہیں مقرر کردہ تعداد سے زیادہ ادا کرنا جائز نہیں۔

نیز یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اذان شرعی حکم ہے' اور شریعت میں کوئی بھی حکم خالی از حکمت نہیں۔ اللہ حکیموں کا حکیم ہے۔ اس کی طرف سے مبعوث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی حکیم روحانی ہیں یہ اصول بھی محکم ہے کہ حکیم کا کوئی قول اور فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا۔ اس بناء پر شریعت کا ہر مسئلہ حکمت پر مبنی ہے' اذان بھی ایک شرعی حکم ہے۔ اس لیے یہ بھی حکمتوں اور مصلحتوں سے بھرپور ہے۔

نووی شرح مسلم میں ذکر کرتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ذکر العلماء فی حکمتہ الاذان اربعتہ اشیاء اظہار شعار الاسلام و کلمتہ التوحید والا علام بدخول وقت الصلوۃ و مکانھا والدعا الی الجماعتہ

ان چار اشیاء کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بھی بلند ہو گیا' آپ کی رسالت کی شہادت بھی' شیطان بھی اس سے مرعوب ہو گیا۔ تبلیغ احکام بھی' اپنے اقرار توحید و رسالت پر مخلوق الہ کو گواہ بھی بنانا اور یہ اجل العبادات ہے جو موجب علو درجات ہے۔ اس کے ذریعے اس بات کی تشہیر بھی ہے کہ سب سے پہلے تمام عبادات اور احکامات کی اطاعت اللہ کے لیے ہی ہے' اس کے علاوہ کوئی اس لائق نہیں' صرف شریعت منزل منہ' پر ہی عمل ہو گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی اطاعت اور افعال کی اتباع اسی لیے کہ وہ اسی معبود حقیقی' کے مرسل ہیں۔ جو سب سے بڑا ہے۔ اللہ و رسول کی اطاعت و اتباع سے نماز ادا کرنی چاہیے جو فلاح کا موجب ہے اور نماز ادا کرنا یعنی ہر قسم کی پوجا اللہ کے لیے ہی ہے جو سب سے بڑا اور حقیقی و یکتا معبود ہے۔

اب ہمارے ہاں معمول یہ ہے کہ ان گنے چنے کلمات' کی حکمت' اعلان اور اظہار کے باوجود ان کی صریح مخالفت اور انکار کرتے ہوئے' ان سے پہلے خود ساختہ' شرکیہ اور غلط کلمات ادا کیے جاتے ہیں۔ کیا یہ اس بات کا اعلان نہیں کہ نعوذ باللہ اللہ کے کلمات مقصد پورا نہیں کرتے اور ان میں کسی طرح کی کمی یا تشنگی تھی' جو پوری کر دی گئی ہے۔ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ کتنی غلط روش ہے۔ شریعت تو صرف اللہ و رسول کی اطاعت کا نام ہے۔ اور کسی کا نام شریعت نہیں' یہ مخالفت تو ہو سکتی ہے۔ شریعت میں سے نہیں۔ ایسا کرنا خطوات الشیطن کی پیروی ہے' شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ واقعہ نظروں میں نہیں کہ تین صحابہ نے نے کہا تھا کہ ہم جنت کے التزام کے لیے

(۱) ساری عمر شادی نہ کروں گا۔

(۲) ساری عمر لگا تار روزے رکھوں گا۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) ساری ساری رات عبادت کروں گا۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا' میں تم میں سب سے زیادہ عبادت گزار ہوں' میں نے شادیاں بھی کی ہیں' اور روزے بھی رکھتا ہوں' افطار بھی کرتا ہوں' رات کو عبادت بھی کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' اور پھر وہ الفاظ ادا کیے تھے جو تمام فساد کو رفع کر دیتے ہیں کہ:

من رغب عن سنتی فلیس منی"

جس نے میری سنت سے الگ کام کیا ان کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

آج اذان کی شرائط پر اتنا زور نہین دیا جاتا جتنا خلاف پیغمبر اس فعل (کہ جو ایک فرض' شعار اسلام اور متفق علیہ امر میں کمی بیشی کا سبب ہے) پر دیا جاتا ہے کیا یہ قیامت کی نشانی نہیں کہ نبی کا کلمہ پڑھنے والے خود کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا محب کہنے والے اس طرح کھلم کھلا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کر رہے ہیں۔

نعوذ باللہ من شرور ھذہ السیئتہ والبدعتہ وانصلالتہ"

درود حقیقی

اب جب کہ ہم اپنے مضمون کی پہلی شق پر مختصراً بحث کر چکے ہیں اب دوسری مشق کی طرف آتے ہیں اور اسے اور زیادہ مختصر کر کے بحث کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیت نازل ہوئی "ان اللہ وملئکتہ یصلوز علی النبی یایھا الذین امنوا اصلوۃ تو صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول سلام تو ہم نماز میں بھیجتے ہیں یہ درود کون سا پڑھیں؟ تو آپؐ نے درود ابراہیمی سکھلایا اصل حدیث ملاحظہ فرمائیں جو وہاج شرح مسلم صحیح ابن حبان صحیح ابو حاتم المنتقی وغیرہ کتب احادیث میں ہے۔

"عن کعب بن عجرۃ قال قلنا یا رسول اللہ السلام علیک قد عرفنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکیف الصلوۃ علیک قال قولو اللھم صل علی محمد وعلی ال محمد کما صلیت علی ابراہیم و علی ال ابراہیم انک حمید مجید۔ اللھم بارک علی محمد وعلی ال محمد کما بارکت۔

اس کا ترجمہ میں مولانا عبد الوہاب الدہلویؒ کی مکمل نماز سے نقل کر رہا ہوں۔

اللھم اے اللہ (لائق عاجزی' انکساری' فروتنی' گڑگڑانے' سوال کرنے کے) صل ثناء و تعریف کر (نزدیک فرشتوں کے) مغفرت کر' رحمت بھیج' عظمت دے۔ علی محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند ہو ذکر آپ کا' پھیلے شہرت آپؐ کی' نہ پوشیدہ ہو دین آپ کا باقی رہے شریعت آپؐ کی ہر جگہ آپؐ ہی کا قانون فتویٰ مسئلہ کتاب و سنت مفتی بہ ہو جائے' رائے قیاس کی بیخ کنی ہوتی ہوئی نظر آئے بہت ثواب دیجؤ آپؐ کو شفیع سفارشی بنائیو آپؐ کو امت کا سفارشی کی بزرگی فضیلت آپؐ کی مقام محمود پر کھڑا کرنے کے ساتھ' اور (رحمت مغفرت بھیج) علی اوپر آل محمد آپؐ کی بیویوں۔ اولاد' دامادوں' اور پیروی کرنے والوں کے۔ کما جیسے صلیت تعریف کی۔ رحمت' مغفرت بھیجی تو نے علی ابراہیم اوپر حضرت ابراہیم کے وعلی آل ابراہیم اور اوپر بیویوں' اولاد اور تابع داری کرنے والوں کے۔ انک بے شک تو ہی ہے۔ حمید تعریف کیا گیا۔ مجید بزرگی والا۔ اللھم اے تمام خوبیوں والے' اچھے ناموں والے' لائق تعظیموں کے بارک برکت دے ترقی دے ہمیشہ رکھ (نبوت اور ذکر آپ) علی اوپر محمد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وعلی ال محمد اور برکت دے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں' اولاد اور اتباع کو' مغفرت کر ان تمام کی کما جیسے بارکت نے برکت کی علی ابراہیم حضرت ابراہیم پر ال ابراہیم اور ابراہیم کی آل اولاد پر انک تحقیق تو ہی ہے حمید تعریف کیا گیا' مجید بزرگی والا (یہ درود نماز میں لازماً" جاتا ہے)

اسی طرح ایک اور درود ہے جو کہ بخاری و مسلم میں حضرت ابوحمید سے مرفوعاً" ثابت ہے اور نماز میں پڑھنا مسنون ہے۔ "اللھم صل علی محمد وازواجه و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریته کماصلیت علی ابراہیم وبارک علی محمد وازواجه و ذریته کما بارکت علی ابراہیم انک حمید مجید معنی اس درود کے وہی ہیں یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ جو درود یا ذکر اذکار ہم کرتے اور پڑھتے ہیں عقاید بھی انہیں کے مطابق رکھنے چاہیے۔ ان دونوں درودوں کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے درود کے الفاظ کیفیت، وصف کا بیان آپؐ ہی پر منحصر وموقوف ہے۔ اور کسی کو اس میں دخل نہیں بعض الناس" میں سے بعض جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کیے ہوئے درود کو چھوڑ کر جاہل ملاؤں کے شرکیہ اور غلط درود کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں وہ درود کے فضائل خوبیوں اور ثواب سے محروم ہو گئے کہ انہوں نے آپ پر دوسرے کو فوقیت دے دی اور آپؐ کی تعلیم کے مقابل دوسرے کو لے گئے ہر عبادت اور اطاعت شریعت میں صرف آپؐ کی چلن اور طریقہ اختیار کرنا چاہیے درود بھی اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت ہے اور عبادت صرف آپؐ کے فرمان کے مطابق ہونی چاہیے ورنہ نیکی برباد گناہ لازم ہو گا۔ خود ہی سوچنا چاہیے جو برکت اور تاثیر رسول اللہ صلی اللہ وسلم کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میں ہے وہ کسی دوسرے کے الفاظ میں (اور وہ بھی جاہل اور مشرک کے الفاظ ہیں) کس طرح ہو گی؟

فتح الباری کی جلد نمبر ۱۱ (پرانی طبع والی) ص ۱۴۴ میں ابن العربی سے نقل ہے۔

"فائدة الصلوة عليه ترجع الى الذى يصلى عليه لدلالته ذلك على منصوص العقيدة وخلوص النيته واظهار المحبته والمداومته على الطاعته والاحترام للواسطته الكريمته صلى الله عليه وسلم" درود کا فائدہ درود پڑھنے والے کی طرف رجوع کرتا ہے اس لیے کہ درود پڑھنا اس بات کا باعث ہوتا ہے کہ اس کا عقیدہ کھرا، نیت خالص، اظہار محبت و مدارمت طاعت اور تعظیم حرمت ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اسے حاصل ہوئے۔

اسی صفحہ پر لکھا ہے۔

قال الحليمى المقصود بالصلوة عن النبى صلى الله عليه وسلم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التقریب الی اللہ بامثال امرہ وقضاء حق النبی صلی اللہ علیہ وسلم علینا۔

یعنی درود پڑھنا اس لیے ہے کہ ہم احکامات کی تعمیل سے، نبی پاک کا حق جو ہم پر ہے ادا کریں اور اللہ کا قرب حاصل کریں۔ سنن نسائی وغیرہ میں حضرت ابوبردہ بن نیاز سے مرفوعاً" روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے میری پیروی کرنے والوں میں سے ایک بار مجھ پر درود پڑھا، اخلاص دل سے، (جو میرے طریقے کے خلاف نہ ہو) تو اللہ کی طرف سے اس ر دس رحمتیں نازل ہوں گی، دس درجے بلند ہوں گے، دس نیکیاں لکھی جائیں گی، دس گناہ معاف ہوں گے۔" جامع ترمذی میں ہے کہ قیامت کے روز وہ مجھ سے بہت نزدیک ہوں گے جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتے ہیں۔

اور وہ القول البدیع " للسخاوی" مرقاۃ ملا علی قاری۔ مظاہر حق للنواب قطب الدین کے مطابق اہلحدیث ہیں (تفصیل آگے) مندرجہ بالا در درودوں کے علاوہ بھی کتنی ہی قسم کے درود احادیث میں ملتے ہیں چھوٹے سے چھوٹا بھی اور بڑا بھی چاہیے تو یہ تھا کہ ان میں سے کوئی اپنا لیا جاتا، مگر اپنے جاہل ملا کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دے دی گئی (العیاذ باللہ) پھر بھی دعویٰ محبت ہے۔ محبوب کی تو ہر ہر حرکت ناقابل فراموش ہوتی ہے نہیں اعتبار تو ابن عمرؓ وغیرہ اصحاب کے واقعات دیکھ لیجئے۔ افسانوی عشق و محبت کے قصے دیکھ لیجئے لیکن کچی اور ناپختہ محبت سنائی تو صرف محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی محبت ہی اصل ایمان ہے جو ان سے محبت نہیں کرتا وہ مومن نہیں۔ اور محبت یہ ہے کہ ان کے اقوال و افعال اور احوال کے تابع رہا جائے، ایک قدم اس سے آگے نہ ہو اور نہ ہی خلاف ہو کہ یہی معیار محبت ہے۔ جیسا کہ خود محبوبؐ نے فرما دیا۔

من احب سنتی فقد احبی و من احبنی کان معی فی الجنته"

کہ میری سنت سے محبت دراصل مجھ سے محبت ہے اور ایسی محبت کرنے والا ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دراصل جنتی ہوگا۔ ورنہ دوسری روش والا جو اپنے قول و فعل سے کمی بیشی کا مرتکب ہوا ہے یا خلاف تعلیم نبوی روش اپنائے ہوئے اس کے لیے صرف "سحقا سحقا" کے الفاظ ہیں

اللہ تعالٰی نے فرمایا: لا تقدموا بین یدی اللّٰہ ورسولہ" کہ اللہ و رسول سے آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔ یعنی ان کی بتائی ہوئی "شریعت میں کمی اور اضافہ نہ کرو، صرف وہی افعال و احکامات شریعت ہیں جو ان سے ثابت ہیں باقی سب غیر شریعت اور غلط ہے۔

درود اور اذان کا تعلق

اس بات سے جب آگاہی ہو گی کہ درود کی کئی اقسام ہیں چھوٹے سے چھوٹا یعنی تھوڑے الفاظ والا درود بھی ہے اور بڑا بھی اور ہمیں چاہیے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول درودوں میں سے ہے کوئی درود اپنائیں کہ اور اپنی طرف سے کوئی بنا ہو اور درود استعمال نہ کریں، خصوصا" شرکیہ اور غلطی الفاظ پر مشتمل درود سے بچیں کہ درود بھی اک عبادت ہے اور عبادت صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے اور انداز سے ہی ہو سکتی ہے۔ اپنے طریقوں سے نہیں۔ تو اب ہم اذان اور درود کا باہمی تعلق دیکھیں گئے کہ کیا ہے؟ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے سے الگ اور خلاف نہ ہو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ درود اذان کے بعد پڑھنا چاہیے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ "عن عبد اللّٰہ بن عمر و رضی اللّٰہ عنہما انہ سمع النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اذا سمعتم المؤذن فقولوا مثل ما یقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلوۃ صلی اللّٰہ بھا علیہ عشرا۔"

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جب موذن کو (اذان دیتے) سنو تم ویسا ہی کہو جیسا موذن کہے پھر (بعد از اذان) مجھ پر درود بھیجو، کہ جس نے مجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ اس پر دس مرتبہ رحمت کرے گا۔ اس حدیث سے دو باتیں واضح ہیں۔

(ا) اذان کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود واجب و فرض (لازمی ہے)

(۲) درود اذان کے بعد ہے۔

اس صریح اور واضح حکم کے ہوتے ہوئے کوئی درود کو اذان سے پہلے کر لے تو کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت نہ ہو گی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والا' آپ کا انکار کرنے والا ہے جو کہ جہنمی ہے اس پر بھی کہ ایک تو خلاف حکم رسولؐ اذان سے پہلے کر لیا' دوسرا رسول پاکؐ سے منقول درود چھوڑ دیا' تیسرا ایسا درود اختیار کیا جو شرکیہ الفاظ پر مبنی ہے چوتھا غلط کام کی وجہ سے فتنہ و فساد پھیلانا شروع کیا کہ جس سے دشمن اسلام و اسلامیاں کو تقویت ملی' پانچواں غط کام پر ضد اور ہٹ دھرمی سے قائم ہے' چھٹا تصحیح کرنے والوں کو برا بھلا کہتا ہے' ساتواں خود گستاخ رسولؐ ہے مگر دوسروں کو کہتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا واقع ہے کہ آپؓ نے لوگوں میں سے بعض کو عیدگاہ میں عید کی جماعت سے قبل نفل ادا کرتے دیکھا' آپ نے انہیں منع کیا اور کہا یہ تمہارے نفل تمہیں کچھ فائدہ نہ دیں گے بلکہ عذاب کا موجب بنیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں۔

ایسے ہی ایک اور صحابی رسول ابو سعید خدریؓ کا واقعہ ہے کہ دیکھا کہ اموی عید کی جماعت سے قبل خطبہ دے رہے ہیں تو بد دعا دی اور کہا تم نے خلاف رسولؐ کیا کہ وہ تو خطبہ نماز کے بعد دیتے تھے اور تم پہلے قربانی اصل میں نماز عید کے بعد ہے لیکن پہلے کرنے والے کی قربانی قربانی نہیں رہتی۔ اس لیے کہ خلاف تعلیم رسول ہے پھر بھلا موجودہ غلط عمل خلاف تعلیم رسولؐ ہونے کے باوجود صحیح کس طرح ہوا؟ یہ بھی غلط بلکہ بہت غلط ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک بات یہ مد نظر رہنی چاہیے کہ درود کا حکم (وجوبی طور پر) سامع کے لیے ہے' موذن کے لیے نہیں جب موذن کے لیے بعد از اذان بھی درود کا حکم نہیں تو بھلا پہلے کس طرح ہو سکتا ہے۔ اور پھر وہ بھی غلط الفاظ والے درود کے لیے۔

اب ایک دلیل ڈھونڈھی گئی ہے کہ قبل از اذان موجودہ درود پڑھا جا سکتا ہے اور دلیل میں ابوداؤد کی حدیث جو "باب الاذان فوق المنارۃ" میں ہے کہ حضرت بلال اذان سے قبل دعائیہ کلمات کہتے تھے۔ اس دلیل کو لانے والے وہی جاہل ہیں جو جہالت کے پائے ہوئے ہیں اول تو اس کی راوی احمد بن محمد بن ایوب کے بارے میں ابی داود کی شرح "المنهل العذب للورود" ص ۱۸۵ جلد ۴ پر ہے "يعقوب بن شيلبته ليس من اصحاب الحديث وقال الحاكم ليس بالقوی وقال ابو حاتم روی عن ابی يكر بن عياش احاديث منكرة"

دوم یہ اذان سحری کا ذکر ہے' جس کے یہ افراد قائل نہیں۔ اب دلیل لانے سے انہیں اذان سحری کا قائل ہونا پڑے گا۔ جو کہ ان پر دشواری اور بھاری ہے۔

۳: اس اذان کے بارے میں حنفی علماء کا کہنا ہے کہ اس سے مراد مروجہ الفاظ پر مشتمل اذان نہیں بلکہ محض منادی تھی کہ سحر ہو گئی روزہ رکھ لیں" جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔

"قال بعض الحنفيته ان النداء قبل افجر لم يكن بالفاظ الاذان وانما كان تذكيرا كما يقع الناس اليوم"

اس میں میرا بھی یہ موقف نہیں میں صرف الزامی جواب دے رہا ہوں کہ کبھی کچھ کہا جاتا ہے اور کبھی کچھ جھوٹے کے پاؤں جو نہ ہوئے' اب معلوم نہیں کون سی بات درست ہے۔ کہ ایک صرف تو کہتے ہیں کہ وہ اذان ہی نہ تھی دوسری طرف اس کو پیش کرتے ہیں۔ ایں چہ بوالعجی است؟

۴۔ صبح کی اذان میں تخصیص ہے۔ جیسا کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کے الفاظ کو داخل کیا گیا ہے۔ یہ تو پھر سحری کی اذان ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ کہیں نہیں کہ یہ کلمات جو حضرت بلال ادا کرتے تھے۔ اذان سے اسی طرح متصل تھے۔ جس طرح آج غلط درود متصل ہوتا ہے۔

بلکہ "ثم" کا لفظ یہ وضاحت کرتا ہے کہ ان کلمات دعائیہ اور اذان میں فرق ہوتا ہے کہ "ثم" ترخی کے لیے آتا ہے۔ دیکھیے اصول فقہ کی کتب کہ جن میں ہے:

ثمہ للترخی یفید عند ابی حنفیتہ"

۷۔ حدیث کے الفاظ پر غور ہو تو معلوم ہو گا کہ واقعتاً" اس دعا اور اذان میں فرق تھا کہ حضرت بلالؓ سحر کو دیکھا کرتے تھے' جب اسے دیکھ لیتے انگڑائی لیتے اور دعا پڑھتے پھر اذان دیتے۔" ہر صاحب شعور (مقلد نہیں) جانتا ہے کہ سحر مشرق کی طرف سے طلوع ہوتی ہے اور اذان قبلہ رخ' کھڑے ہو کر' کانوں میں انگلیاں لے کر دی جاتی ہے جب کہ حضرت بلالؓ انگڑائی بیٹھے بیٹھے لیتے تھے۔ اس طرح تو موجودہ موذن بھی اسپیکر کے سامنے کھڑے ہونے سے قبل اکثر کہتے ہیں" کہ فلاں! لاؤڈ اسپیکر لگاؤ" اور یہ کلمات کبھی اذان کا حصہ یا متصل نہیں ہوتے بعینہ حضرت بلالؓ بیٹھے بیٹھے دعا پڑھتے تھے' نہ کہ اس طرح اتصال سے جس طرح موجودہ غلط درود اذان سے متصل ہے

۸۔ یہ حضرت بلالؓ کی انفرادیت بھی ہے' جیسی کہ اذان میں حی علی خیر العمل والی انفرادیت بھی حضرت بلالؓ سے متعلق بھی اور جس سے رسول پاکؐ نے منع فرما دیا تھا اور یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ تعامل صحابہ اگر حجت ہے تو تو وہی جو بالا جماع ہو ورنہ انفرادیت سے کئی اور باتیں ماننا پڑیں گی جس طرح ابن مسعودؓ کا معوذ تین کا قرآن کا حصہ ہونے سے انکار اور بوقت رکوع گھٹنوں میں ہاتھ دینا وغیرہ۔ پھر آیا تعامل صحابہ سے یہ بھی آگاہی ہوتی ہے کہ وہ یہ کلمات ادا نہ کرتے تھے۔ اور نہ ہی کسی دوسرے سے منقول ہیں۔

۹۔ اگر بفرض محال' خلاف واقع متصل بالاذان بھی مان لیا جائے تو وہ دعائیہ کلمات میں موجوہ غلط درود نہیں جو خلاف تعلیم نبوی اذان سے قبل پڑھا جاتا ہے اور جو غلط اور شرکیہ الفاظ پر مبنی ہے۔ اگر بلال رضی اللہ عنہ کی دعا پر عمل کرنا ہے تو سحری کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اذان سے پہلے کر لیا جائے۔ ورنہ بات نہ کی جائے حضرت بلالؓ عام اذانوں کے بھی موذن تھے مگر یہ دعا صرف سحری کی اذان کے وقت ادا کرتے تھے اور اذانوں میں نہیں۔ یہ حضرات بھی سحری کی اذان دیا کریں اور اس سے پہلے یہ دعا پڑھ لیا کریں۔

۱۔ خود موجودہ امر میں تنازعہ کرنے والے گروہ کے علامہ محققین نے اس امر کی مخالفت کی ہے اور اسے غیر صحیح قرار دیا ہے چنانچہ آج سے کوئی پانچ سال قبل علی پور سیداں (بقول ان کے شریف) میں پیر جماعت علی شاہ کے مدرسہ کے شیخ الحدیث نے ایک کتابچہ اسی موضوع پر لکھا تھا جس کو مکتبہ لاثانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ نے شائع کیا تھا۔ افسوس وہ پسرور میں ہونے کی وجہ سے میرے پاس نہیں ورنہ میں اس میں سے کچھ عبارت نقل کرتا، بہر حال اسی وقت کا شائع شدہ انہیں کا ایک اشتہار انہی کے ادارے کی طرف سے شائع ہونے والا پیش کرتا ہوں اور عبارت صرف بحرف نقل کرتا ہوں۔

اذان سے قبل صلوۃ، تسمیہ، تعوذ بلند آواز سے پڑھنا غیر مشروع، ناجائز اور بدعت ہے

ماہنامہ انوارا الصوفیہ، قصور ترجمان، آستانہ علی پور شریف ہوسس اعلی حضرت امیر ملت مجدد العصر قبلہ، عالم پیر جماعت علی شاہ صاحب اعلی حضرت مولانا احمد رضا کان بریلوی امام اہلسنت مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور مرکز اہلست و الجماعت دارالعلوم خرب الاحناف داتا گنج بخش روڈ لاہور کے فتاویٰ:

سوال: آج کل ہم اہلسنت و الجماعت کی تمام مساجد میں باواز بلند اذان سے قبل صلوۃ و سلام پڑھتے ہیں اور بعض موذنین صلوۃ و سلام سے بھی پہلے اعوذ اور بسم اللہ اور آیت ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر یا کوئی اور آیت پڑھتے ہیں اور پھر صلوۃ و سلام اور پھر اذان پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟ جواب: اذان سے قبل اعوذ پڑھنا مشروع نہیں ہے اس کا حکم قرآن شریف کے ساتھ مخصوص ہے یعنی جب قران

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف پڑھنا چاہو تو آعوذ پڑھ لو' اس کے سوا کسی چیز سے پہلے پڑھنے کا حکم نہیں۔
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہر نیک کام کے اول پڑھنا باعث برکت ہے لیکن اونچی
آواز سے اور مزید برآن لاؤڈ اسپیکر میں پڑھنا فضول ہے آہستہ سے پڑھنا کافی ہے
قرون اولی میں بلکہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل کہیں بھی اذان کو اونچی
آواز سے بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا معہود نہیں ہے ایسے ہی اونچی آواز سے بالالتزام
صلوۃ و سلام اذان سے قبل پڑھنا اور اس کا عادت بنانا بھی مشروع نہیں ہے دراصل یہ
زوائد وہابیوں اور دیو بندیوں کی ضد سے یا نعت خواں قسم کے موذنین نے پیدا کیے ہیں
از منہ سابقہ میں سے قارئین جانتے ہیں کہ اذان اس زوائد سے خالی ہوتی تھی۔ اگر
ہمارے علماء عوام کی تائید میں کہ اب وہ اس راستے پر چل پڑے ہیں غور و فکر سے
اس کو جائز ثابت بھی کر دیں تو صرف جائز ہی ہو گا مستحب مندوب یا افضل نہیں ہو
گا۔ باقی رہ گئی یہ بات کہ اس پر ثواب بھی ہو گا۔ یہ بات تب ہو جب وہ مستحب
ہو'اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ سے اس کی بابت پوچھا گیا تو انہوں نے لکھا
کہ اذان کے بعد جب جماعت کا وقت قریب ہو کسی شخص یا موذن کا بطور تثویب
کے سلام وصلوۃ پڑھنا بہتر ہے یعنی اذان کے بعد صلوۃ و سلام پڑھنے کی وجہ ہو سکتی ہے
پہلے نہیں اور رسم کو جو اسلام میں معہود نہیں تھی جہلاء بڑھائے چلے جا رہے ہیں۔
اور علماء کرام خاموش ہیں پتہ نہیں کیوں؟ یہ عظیم المیہ ہے۔

(بحوالہ انوارا الصوفیہ علامہ غلام رسول گوہر ایڈیٹر ماہ جنوری ۱۹۷۸ء شمارہ نمبر ۴)

سوال : حضرت مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب السلام علیکم۔ گزارش ہے قرآن و
سنت کی روشنی میں ارشاد فرمائیں کہ پنج وقت نماز کے لیے جو اذانیں دی جاتی ہیں۔ ان
سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود صلوۃ باآواز بلند بھیجنا مسنون و مشروع
ہے؟ جیسا کہ ہمارے ہا معمول بنتا جا رہا ہے نماز فجر سے پہلے ہمارے محلہ کی مسجد میں
سے تین یا ساڑھے تین بجے ہی لاؤڈ سپیکر پر صوفیاء کا کلام یا کوئی اور کالم سنانا شروع کر
دیا جاتا ہے کبھی کبھی درود و سلام کو بھی سنایا جاتا ہے کیا محلہ والوں کو تین یا ساڑھے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تین بجے ہی جگا دینا اسلامی طریقہ ہے؟ صحیح فتویٰ دے کر عند اللہ ماجور ہوں (السائل محمد حنیف باغبانپور جی ٹی نمبر ۲۴۵ لاہور)

الجواب ہو الموفق للصواب

درود شریف پڑھنا مسلمان کے لیے ذریعہ نجات اور وسیلہ شفاعت ہے قرآن کریم میں واضح طور پر ایمان والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ محبت اور عظمت رسول کے لیے درود شریف پڑھا کریں۔ نماز کے اندر بھی درود شریف پڑھنے کا حکم ہے اس لیے کوئی صحیح العقیدہ مسلمان درود شریف پڑھنے سے گریز نہیں کر سکتا اور اگر کوئی ایسا تو یہ اس کی بدنصیبی ہو گی اذان کے کلمات مقرر ہیں اس میں کمی بیشی کرنا یا آگے پیچھے درود شریف یا قرآن کریم کی آیات بلا فصل ملنا بدعت اور عبادت الٰہی میں خلل ڈالنے کے مترادف ہے۔ اذان کے ساتھ اول درود شریف کو لازم قرار دینا یا اہل سنت کا شعار بنانا بھی بدعت اور عبادت معہودہ میں تحریف کرنے کی کوشش ہے بہتر یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے کی سعادت اگر حاصل کرنی ہے تو اذان کے علیحدہ پڑھی جائے کم از کم پانچ منٹ پہلے پڑھ لی جائے درمیان میں وقفہ دے کر اذان کہیں۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ اذان کے بعد دعا پڑھ کر درود شریف پڑھیں۔ جب لوگ سوئے ہوئے ہوں یا کسی کام میں مشغول ہوں نماز باجماعت سے پہلے قرآن کریم یا درود شریف یا کوئی وظیفہ یا صوفیاء کرام کا کام بلند آواز سے پڑھنا سنت کے خلاف اور اہل اسلام کو پریشان کرنے ان کو بلا وجہ تنگ کرنے کے گناہ کا ارتکاب ہے۔ بالخصوص فجر سے پہلے لارڈ اسپیکر پر صوفیائے کرام کا کالم پڑھنا غیر مستحسن اور دوسرں کو تکلیف دینے کے مترادف ہے۔ فجر کے وقت سوائے دو سنت کے نوافل پڑھنے کا حکم بھی نہیں ہے۔ حضور صلعم نمازیوں کی دشواری کی پیش نظر بعض اوقات نماز اور قرات میں تخفیف کر دیا کرتے تھے۔ امام و خطیب کو ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے جس سے اہل محلہ تنگ ہوں جب کہ اس کا عمل سنت بھی نہ ہو؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مفتی محمد حسین نعیمی جامعہ نعیمیہ لاہور)

از دارالعلوم حزب الاحناف

فجر ہونے سے پہلے لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں کیونکہ کاروباری آدمی سوئے ہوئے ہوتے ہیں ان کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ درالمختار میں ہے۔ فی حاشیته الحموی عن الا مام الشعرانی حموی میں ہے امام شعرانی نے فرمایا مسجدوں میں یا مسجدوں کے علاوہ جماعت کا ذکر کرنا مستحب ہے اس میں سلف وخلف کا اجماع ہے۔ اگر ان کا ذکر جہر سونے والے پر اور نماز پڑھنے یا قرآن پڑھنے والے پر مشوش ہو تو جائز نہیں (اور اعلی حضرت نے فتاوی رضویہ جلد سوم میں بھی قریب قریب ایسی ہی فرمایا ہے) لیکن انہوں نے مریض کا ذکر بھی فرمایا ہے۔ کہ بلند آواز سے ذکر کرنے سے اگر مریض کے آرام میں خلل آتا ہے تو ذکر جہر ممنوع ہے لہٰذا جب فجر طلوع ہو جائے تو لاؤڈ سپیکر پر درود شریف بلند آواز سے پڑھ سکتے ہیں' لیکن فجر سے پہلے نہ پڑھیں (مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۷۸)

ہم اہل سنت و الجماعت کو کوئی بات اس لیے رائج کرنا زیب نہیں دیتا کہ ہم امام اعظم ابوحنیفہؒ کے مقلد ہیں۔ فقہ حنفی میں اذان سے قبل صلواۃ وغیرہ ثابت نہیں ہے تو اب یہ غیر مقلدانہ عمل کرنا دراصل ثابت کرتا ہے کہ امام اعظمؒ اور صحابہ کرامؓ عشق کی اس منزل سے آشنا نہ تھے (نعوذ باللہ) جس سے آج کا جاہل سرشار ہے (برایں عقل و دانش بباید گریست)

شائع کردہ

دار اعظم اہلسنت و الجماعت آستانہ عالیہ چشتیہ صابریہ

دارالحق ٹاؤن شپ سکیم لاہور

نوٹ: اگرچہ اس اشتہار میں چند باتیں قابل مواخذہ بھی ہیں مگر حرف بحرف نقل کر دیا ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ حقیقت حال کھل چکی ہے اور جادو سر چڑھ کر بول رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

معلوم نہیں اپنے علماء کی اس تصریح کے باوجود بھی یہ لوگ صحیح بات پر عمل کر کے سرفراز کیوں نہیں ہوتے اور غلط بات پر کیوں ضد کیے جاتے ہیں۔ خلاف پیمبر خلاف صحابہؓ خلاف تابعین (تبع تابعین) (خلاف ائمہ و فقہا اور پھر اپنے علماء کے خلاف کیوں فتنہ و فساد کا موجب بن رہے ہیں۔ اور الجھنوں میں ڈال رہے ہیں۔

اللہ ایسے کم عقلوں کو عقل اور جاہلوں کو ہدایت عنایت فرمائے۔ آمین۔ اسی طرح ان کے مولانا احمد علی قصوری مرکز اہل سنت پاکستان کے بانی اور کنوینر نے فرمایا کہ "علمائے اہل سنت نہ تو اسے سنت گردانتے ہیں نہ فرض اور واجب مانتے ہیں نہ کوئی خاصہ لازمی سمجھتے ہیں اور نہ ہی اذان کا حصہ تصور کرتے ہیں۔ (نوائے وقت لاہور ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء ص ۵)

۱۱: ان کی فقہ کی مشہور کتاب' ہدایہ کے حاشیہ عنایہ ص ۲۴۶ جلد ۲ میں لکھا ہے "والا ذان الاعلام و قد صار معروفا مابهذه الكمت فلا يبقى اعلاما بغيره

کہ اذان اعلان کے لیے ہے جو کہ مشروع و معروف کلمات پر مبنی ہے ان الفاظ کے علاوہ کلمات اذان نہیں رہتے۔ اسی طرح فقہ حنفی کی مسہور کتاب در مختار سے معلوم ہوتا ہے کہ اذان کے بعد صلواۃ و سلام پڑھنے کا رواج قرون مشہور لہابالخر میں نہ تھا بلکہ بقول امام سخاوی ۷۹۱ء میں اور وہ بھی صرف مصر میں۔ چنانچہ کشف الاشار میں ہے القول لا يعبا بنما لم يثبت عن النبي صلى الله عليه وسم ولذا اتكره بعض الماليكه و منعوه وما رايت احد من مشائخ هذا الزمان يقول يه (در مختار مع کشف الاستار ص ۶۴ جلد ۱)

یہ کام نبی پاکؐ سے ثابت نہیں تبھی اس کا انکار کیا گیا ہے اور کوئی بھی مشائخ ایسا نہیں کرتا' علامہ طحاوی شرح در مختار میں لکھتے ہیں لم یکم ذلک فی زماننا ولیس فی عبارۃ السیوطی المنقول فی النہر ایضا (ص ۱۸۶ جلد ۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۲ : امام سخاوی (ولادت ۸۳۱ء وفات ۹۰۲ء) نے درود و سلام پر کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے۔ القول البدیع فی اصلوۃ علی الحبیب الشفیع (اور جیسے بریلوی کتب خانہ مکتبہ لاثانیہ اقابل روڈ سیالکوٹ نے گزشتہ سالوں میں بڑے اہتمام سے شائع کیا تھا' اور جس کا اشتہار رضائے مصطفیٰ میں شائع ہوتا رہا ہے) اس میں امام صاحب فرماتے ہیں کہ کچھ موذنوں نے صبح اور جمعہ کی اذانوں سے پہلے درود پڑھنے کی بدعت جاری کی ہے اور مغرب میں بالکل نہیں پڑھتے کہ وقت تھوڑا ہوتا ہے" (ص ۱۱۴ مطبع ۱۳۳۱ء) یہ اور اس طرح کی بہت سی باتیں ہیں جو ان کی دلیل کی تردید کرتی ہیں۔ بہرحال یہ امر خلاف عقل و نقل ہے۔ یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ درود کا اذان کا تعلق اتنا سا ہے کہ اذان سن کر الفاظ اذان کے دھرانے کے بعد درود و ثناء چاہیے اب اس کو شروع میں کرنا اور وہ بھی اس طرح کہ کار ثواب گرد انا اور نہ پڑھنے والے کو برا بھلا کہنا ایک واضح بدعت ہے کہ بدعت ہر اس کام کو کہا جاتا ہے جو ثواب سمجھ کر کیا جائے اور جس کا وجود عہد رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو۔ حدیث شریف میں ہے "من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھورد" کہ ہر وہ کام جو اج اس کو دین میں شامل کیا جائے وہ مردود ومطرود ہے' تعریف بدعت میں حدیث ھذا اصل اصول عند المحدثین ہے کیونکہ تمامی انواع و اقسام بدعت کو حاوی اور محیط ہے۔ دوسری حدیث کل بدعتضلالته وکل ضلالته فی النار کہ ہر نئی چیز (جو ثواب کی نیت سے جاری کی جائے) گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں داخل کرے گی۔ سنن ابن ماجہ میں جابر سے روایت ہے واشرالا مور محدثاتها وکل بدعته ضلالته کہ کاموں میں سے برا کام وہ ہے جو نیا دین میں جاری کیا ہو (وہ بدعت ہے) اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ نیز فرمایا الا ایاکم و محدثاته الامور فان شرالا مور محدثاتها وکل محدثته بدعته وکل بدعته ضلالته کہ خبردار نئے نئے کاموں سے بچے رہنا کہ بے شک دین میں نئے کام' برے کام اور بدعت ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ عینی حنفی عمدۃ القاری میں بدعت کی تعریف کرتے ہیں مالم یکم لہ اصل فی الکتب والنستہ بدعت وہ ہے جس کی کتاب و سنت میں کوئی دلیل نہ ہو اور فرمایا "اظہا شیء لم یکم فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا فی زمن الصحابتہ"

کہ کسی شے کا اظہار جو کہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ صحابہؓ کے دور میں ہو۔ فتح الباری نمبر ۸ ص ۲۱۶ میں ہے:

والبدعتہ اصلھاما احدث علی غیر مثال سابق و تطلق فی الشرع فی مقابل النستہ فتکون ھی مذمومتہ"

یعنی بدعت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو سابقہ مثال کے بغیر ظہور پذیر ہو' شریعت کے مقابل ہونے کی وجہ سے وہ مذموم ہے۔

علامہ شاطبی کی الاعتصام ص ۱۰ پر ہے۔ وکان مالک کثیرا ما انشد:

وخیر امور الدنیا ماکانا سنتہ وشرالا مورا لمحدثات البدائع

کہ دنیا میں اچھے کام وہی ہیں جو سنت ہیں اور برے کام وہ ہیں جو دین میں نئے جاری کیے گئے ہیں حضرت عمر کی حدیث ہے۔

من وتر اھل بدع فقداعان علی ھدام الاسلام"

کہ جس نے بدعتی کی توقیر کیا س نے گویا اسلام کے مٹانے میں اس کی اعانت کی۔

علامہ شاطبی الاعتصام ص ۹۹ پر لکھتے ہیں کہ شرابیوں کبابیوں ناچنے والوں کے پاس بیٹھنے سے بدعتی کے پاس بیٹھنا زیادہ برا ہے بدعت کی پہچان کے لیے ایک واقعہ بہت خوب ہے۔ مسند دارمی مطبع نظامی کانپور ص ۳۸ مجمع الذوائد مسند احمد و بزار اور طبرانی کبیر میں برواۃ ثقات واقعہ مرقوم ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ایک مسجد میں ایک جماعت کو دیکھا کہ حلقہ باندھ کر سو سو مرتبہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کنکریوں پر پڑھ رہے تھے حضرت ابن مسعود نے فرمایا تم یہ کیا کر رہے ہو اس کا کچھ ثواب نہ ہو گا' یہ تو نیکی برباد گناہ لازم والا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ ہے۔ کہ تم نے عبادت کی ایک خاص صورت اختیار کرلی ہے جو عہد رسول میں نہ تھی۔ یہ بدعت ہے انہوں نے کہا ہم تو نیکی کے لیے کر رہے ہیں اور صف تکبیر و تہلیل کا ورد کر رہے ہیں تو ابن مسعود نے فرمایا بہت سے ایسے ہیں جو احداث و ابتداع (بدعت) کی وجہ سے نیکی تک نہیں پہنچ سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایسے لوگ ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے مگر قرآن ان کے حلقوں سے آگے نہ اترے گا۔ ممکن ہے وہ تم ہو اور پھر ناراضگی کی حالت میں مسجد سے نکل گئے۔

یہی واقعہ الروالمختار شرح درمختار المعروف شامی جلد ۵ ص ۲۶۳' فتاوی بزازیہ حاشیہ فتاوی عالمگیر جلد ٦ ص ۳۸۷ میں بھی ہے۔

غور کیجئے کہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کتنے مبارک اور فضیلت والے کلمات ہیں مگر اک صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بدعت کہہ رہا ہے اور موجب عذاب گردانتا ہے۔ اور یہ سب اس لیے کہ یہ خلاف تعلیمات نبوی ہے' عبادت کی اک شکل اختیار کرنا جو منقول از رسول اللہ نہ ہو بدعت ہے درود بھی اک عبادت ہے اور موجود شکل خلاف تعلیمات نبویؐ ہے جو ائمہ محققین اور خود بریلوی علامۂ کے نزدیک بدعت ہے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے نیز ان کے مولوی احمد علی قصوری رضا خانی نے خود لکھا ہے کہ درود پڑھنے کی کچھ خاص جگہیں ہیں۔ یہ ہر جگہ نہیں پڑھا جاتا (ہمارا موقف بھی یہی ہے) چنانچہ لکھتے ہیں "علاوہ ازیں قرآن کے عمومی حکم کے باوجود فقہ حنفی میں بہت سے مقامات پر درود شریف پڑھنے سے روکا گیا ہے جیسے ذبح تعجب کے موقع پر پھسلنے اور چھینک کے وقت تجارت کے سامان کی شہرت کے لیے درود شریف پڑھنا مکروہ ہے۔ کسی بڑے آدمی کی آمد کی خبر دینے اور فرض نماز میں التحیات میں جب حضور کا نام آئے تو درود پڑھنا ناجائز ہے۔ قرآن کریم میں جب حضور کا اسم گرامی آئے تو درود نہ پڑھنا افضل ہے۔

(فتاوی شامی بحوالہ نوائے وقت لاہور ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء ص ٦ مضمون احمد علی قصوری رضا خانی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ رب العزت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں ہی اعلان کروا دیا تھا کہ "الیوم الملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی و رضلیت لکم الا سلام دینا۔"

کہ آج کے دن میں نے دین تمہارا' تمہارے لیے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور پسند کیا تمہارے لیے دین اسلام۔

شاہ عبد القادر موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔

اس کی تکمیل دین اور اتمام نعمت کی نوید دی گئی ہے' عرب اکمل کا لفظ اس وقت بولتے ہیں جس کسی کام کی غرض و غایت حاصل ہو جائے۔

ایسا ہی مفردات القرآن میں امام راغب نے لکھا ہے' دوسرا لفظ "اتمام کا ہے۔ جس کس معنی ہے۔" تمام الشی انتہاء ہ االی حد لا یحتجا الی شی خارج عنہ کسی چیز کے تمام ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ چیز اس انتہا تک پہنچ گئی کہ اب اس میں کسی خارجی چیز کے مزید اضافہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ (مفردات القرآن لامال راغب لا صفہانی) اب ذرا سوچا جائے کہ جب دین مکمل اور پورا ہو گیا؟ اس میں کسی طرح کی خارجی چیز شامل نہیں ہو سکتی تو آج کا غلط درود کس طرح داخل ہو گیا۔ یہ نہ صرف اس آیت کا صریح انکار ہے بلکہ شریعت مطہرہ سے مذاق بھی ہے کہ ایک ایسا کام جو ماضی قریب میں ہوا' نہ ہی احتجاجی گروہ کے اسلاف سے ثابت ہے اور نہ ہی اسلاف حق سے پھر صحیح کسی طرح ہو گیا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولوا فان اللّٰہ لا یحب الکفرین"

کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور جس نے اس سے انکار کیا اللہ ایسے کافر کو پسند نہیں کرتا۔

نیز فرمایا "فلیحذر الذین یخالقون عن امرہ ان تصیبھم فتنتہ او یصیبھم عذاب الیم کہ جو شریعت کے احکامات کی مخالفت کرتے ہیں وہ ڈر جائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ ان پر فتنہ یا درد ناک عذاب مسلط ہو گا۔

فرمایا لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ کہ اللہ و رسول سے آگے بڑھ کر دین میں اضافہ نہ کرو۔

فرمایا "لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی" نبی کے حکم پر کوئی بات نہ بناؤ یعنی کوئی کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے علاوہ نہ کرو۔ بلکہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کرو جو دین ہے اور اصل اسلام بھی۔ ورنہ دین سے بے رغبتی ہے اور مخالفت رسول بھی۔

ابن مسعود فرماتے ہیں۔ "اتبعوا ولا تبتدعوا فقد کفیتم کہ اتباع کرو نئی چیز ایجاد نہ کرو' اتباع ہی تمہیں کافی ہے۔

ابن ماجہ میں ہے ابی اللہ ان یقبل صاحب البدعۃ حتی یدع بدعتہ کہ اللہ تعالٰی اس وقت تک بدعتی کا کوئی عمل قبول نہیں کرتا جب تک وہ بدعت چھوڑ نہ دے (یہی بات ابن مسعود نے تکبیر و تہلیل کے بدعیوں سے کہی تھی)

صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیخ الدحلان ص ۳۰ میں ہے: عن عثمان بن حاضر الاردی قال فدخلت علی ابن عباس فقلت اوصینی فقال نعم علیک بتقوی اللہ والا ستقامتہ ابتع ولا تبتدع"

عثمان بن حاضر الازدی کو حضرت ابن عباس نے نصیحت کی اللہ کا ڈر طاری رکھ' قائم رہ' اتباع کر (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی) اور کوئی نئی چیز دین میں ایجاد نہ کر' یعنی بدعتی نہ بننا۔ اسی صفحہ پر ابن مسعود سے نقل ہے۔

انکم ستجدون اقواما یز عمون انھم ید عونکم الی کتاب اللہ وقد نبذوہ وراء ظھورھم فعلیکم بالعلم وایاکم والتبدع وایا کم والتنطع وایا کم والتعمق وعلیکم بالعتیق وفی روایتہ فاذا رایتم محدثۃ فعلیکم بالا مرالا ول"

یعنی تم ایسی قومیں دیکھو گے جو کتاب اللہ کی داعی ہوں گی مگر درحقیقت کتاب اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پس پشت ڈالا ہو گا ایسے میں تم کتاب و سنت کی پیروی کرنا' نئی نئی باتوں سے (جو دین میں جاری ہوں) بچنا' گھری اور فلسفیانتی باتوں کی بجائے پرانی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ماننا' ایک روایت میں ہے جب تم دین میں کوئی نئی بات دیکھو تو "امر اول" یعنی ابتدائی اسلام کے دور (قرن اول) کی طرف رجوع کرنا۔

الحمد اللہ (اہلحدیث) ایسا ہی کر رہے ہیں' بجائے نئی بات' غلط درود کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور کی طرف' صحابہ کے دور' تابعین' تبع تابعین ائمہ دین' فقہاء دین وغیرہ کی راہ پر چلے جا رہے ہیں اور ہر طرح بدعت صریحہ و قبیحہ سے بچ رہے ہیں امام شاطبی نے الاعتصام" میں مذکورہ بالا حدیث نقل کر کے بدعت اور بدعیوں کی خوب ترعیم کی ہے جلد ا ص ۹۸ پر لکھتے ہیں۔

بدعتی سے اتنی نفرت کرو کہ جس راستے سے وہ گزرے اس سے نہ گزرو کیونکہ اس کا جلس ہم نشیں نفس امارہ کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔

"من جالس صاحب بدعته نزعته منه العصمته ووکل الی نفسه"

بدعیوں کا حال یہ ہے کہ "هم یحسبون انهم یحسنون صنعا۔"

اور جب ان کے سامنے آیات و احادیث تلاوت ہوں تو اس وقت بقول رب العلمین "اذا تتلی علیهم ایاتنا بینت تعرف فی وجوه الذین کفروا المنکر یکادون یسطون بالذین یتلون علیهم ایتنا"

یعنی چہرے بدل جاتے ہیں' ماتھے پر بل آ جاتے ہیں' غصہ میں ایسے بھرتے ہیں کہ بس چلے تو منہ نوچ لیں۔

الاعتصام للشاطبی اور فتح البیان میں تحت آیت فاقعد وامع الخللفین میں بدعتی سے مکمل ترک تعلق کا حکم ہے۔

ابن ماجہ ص ۲۱۷' نسائی جلد ۳۸۲ میں ہے۔

" ایاکم والغلو فی الدین فان اهللک من کان قبلکم الغلو فی الدین۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم سے پہلے غلو (دین میں کمی بیشی کی وجہ سے) ہلاک ہوئے ہیں تم اس ہلاکت سے بچنا۔ تاریخ الخلفاء ص ۲۳۶ میں ہے۔

" قال عمر بن عبد العزیز خذوا من الرای ما من کان قبلکم ولا تاخذوا ما ھو خلاف لھم فانھم خیر منکم والعم"

ان تمام احادیث و آیات اور اقوال میں بدعت اور بدعتیوں کی مذمت ہے دین میں خلاف تعلیمات نبوی قرون اولی کے برعکس نئی نئی باتیں دین کے نام پر ایجاد کرنے کی ممانعت ہے' یہ سمجھ لینا چاہیے کہ ہر وہ کام جو ثواب کی نیت سے کیا جائے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منصوص نہ ہو یا مشروع کیفیت سے نہ ہو بدعت ہے' اور بدعت کی تمام اقسام گمراہی ہیں جو جہنم کے عذاب کا موجب ہے موجودہ درود کے بارے میں کون نہیں جانتا کہ یہ ماضی قریب کا ایجاد شدہ ہے جو نہ قرون اولی میں تھا اور نہ ہی اس فرقہ (جو شور مچا رہا ہے اور انگریزوں کی پیدوار ہے) کی ابتداء میں۔ تو گویا صریحاً" بدعت ہے اور اس کے ادا کرنے والے بدعتی۔ باقی ان کا یہ خیال کہ اچھی نیت سے کیا گیا کام کوئی بھی ہو صحیح ہے' بہت ہی غلط خیال ہے اس طرح یہود و ہنود اور مجوس وغیرہ تمام فرقے یہی کہیں گے کہ ہماری نیت اچھی ہے' متعہ والے بھی تو یہی کہتے ہیں۔ نیز تاریخ اسلام کی ان عورتوں کا واقعہ تو فراموش نہیں کیا جا سکتا جو تاریخ میں "نوابات" کے نام سے معروف ہیں ان عورتوں کے متعلق علاء۔ شاطبی الاعتصام میں لکھتے ہیں "یہ عورتیں ضرورت مندوں کے لیے حصول ثواب کی خاطر اپنی شرم گاہوں کا صدقہ کیا کرتی تھیں" نیت تو ان کی بھی ثواب کی اور اچھی تھی ان کے بارے میں اہل بدعت کا کیا خیال ہے؟

بہر حال درود کا اذان سے بعد کا تعلق ہے' اذان سے پہلے درود پڑھنا خلاف تعلیمات نبوی اور بدعت ہے' جو اسلام میں کسی طرح بھی روا نہیں ہو سکتا اور تغیر و تبدل کرنے والا گمراہ' بدعتی اور لااصل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط درود اور اس کے مضمرات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکامات کی صریح مخالفت کرنے والے ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف دعوہ کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے سرشار ہیں لہٰذا اذان سے قبل درود پڑھتے ہیں۔

حالانکہ ان کی یہ بات کتنی غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو فرمائیں کہ میرا محب وہ ہے جو میرے طریقے پر چلتا اور میری سنت کو قبول کرتا ہے اور جو میری سنت کو چھوڑتا ہے وہ میرا محب نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق وہ کافر یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کا انکار کرنے والا ہے اور پھر جو درود بنایا گیا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ اور بتائے و سکھلائے ہوئے درود سے الگ علیحدہ اور خلاف شرع بنایا ہے۔ ان اصحاب دجل و فریب کے بنائے ہوئے درود نے ان کی محبت کی قلعی کھول دی۔ کیا آپؐ کی محبت کا یہی تقاضہ ہے کہ ان کی تعلیم سے منہ موڑ لیا جائے اور اپنے الفاظ سے درود گھڑ لیا جائے اس کا تو یہی مطلب ہے کہ یہ حضرات اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے درودوں سے مطمئن نہیں' انہیں ناقص سمجھتے ہیں یا اس لائق نہیں جانتے کہ ادا کر سکیں اور اپنے بنائے ہوئے درود کو اہمیت دیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر آپؐ کی توہین اور گستاخی کیا ہو گی۔ آج کل لوگ شعراء' ادباء کے کلام اپنے محبوب کے اشارے' ادائیں' اسٹائل (بالوں سے لے کر چال تک) اپنائے ہوئے ہیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اور سکھلائے ہوئے درود کو پسند نہیں کرتے' حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو درود ابراہیمی اپنے الفاظ و معانی کے اعتبار سے ایک جامع درود ہے کہ نبی کے سوا دنیا کا کوئی انسان بھی اس سے بہتر درود مرتب نہیں کر سکتا اور کرے بھی کس طرح کہ نبیؐ جو کچھ فرماتے ہیں۔ ماینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی کی شہادت سے اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ اللہ کی طرف سے بولتا ہے' پھر بھلا اللہ کے کام کا کوئی انسان مقابلہ کس طرح کر سکتا ہے۔ اور پھر یہ تو ایک عبادت ہے (درود پڑھنا) اور تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تر عبادتیں اللہ کی طرف سے نازل طریقے اورانداز سے ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ درود ابراہیمی میں فصاحت و بلاغت کا اعلیٰ معیار ہے۔ اور یہاں کچھ بھی نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے تمام درودوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اس طور ہے کہ کسی میں بھی امتی کا ان سے خطاب نہیں اور ان کے ہاں ہے ہی محض آپؐ سے خطاب اور وہ کتنا غیر فصیح! یہاں اللہ کے بغیر کوئی درود نہیں اور ان کے ہاں وہ بھی نہیں یہاں صرف ایک نکتہ کی وضاحت سے ہی معلوم ہو جائے گا کہ درود ابراہیمی اور اہل بدعت کے درود میں کتنا فرق ہے اور یہ کہ کون سا درود شان رسالت کے مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا "ان اللہ وملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔"

کہ اے یمان والو! اس (اپنے نبی) پر درود پڑھو۔

اور جب صحابہ نے پوچھا کہ آپؐ پر کیسے درود پڑھیں تو ناطق بالوحی نے درود ابراہیمی سکھلایا۔ کہ جس کے الفاظ ہیں اللھم صل علی محمد الخ اے اللہ محمدؐ پر رحمت نازل فرما۔ امام شوکانیؒ فرماتے ہیں جب اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو درود پڑھنے کا حکم دیا تو چاہیے تو یہ تھا کہ درود کے الفاظ ایسے ہوتے جس سے اس بات کا اظہار ہوتا کہ ہم اے نبی! آپؐ پر درود بھیجتے ہیں' مگر ہوا یوں کہ ہم نے اللہ ہی سے دعا کی کہ وہ ہماری طرف سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ امام موصوف فرماتے ہیں۔

اس کی حکمت یہ ہے کہ امتی کا علم ناقص ہے اور کوئی شخص بھی سرور عالم کے حقیقی مرتبہ و مقام اور شان و شوکت سے کما حقہ آگاہ نہیں کہ آپؐ کی حیثیت اور شان کے مطابق درود بھیج سکے اور چونکہ اللہ تعالیٰ آپؐ کے مقام اور شان سے پوری طرح آگاہ ہے اس لیے درود ابراہیمی میں امتی اللہ ہی سے دعا کرتا ہے کہ اے اللہ! چونکہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے پوری طرح آگاہ ہے لہٰذا میری طرف سے' ان کی شان کے مطابق ان پر درود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھیج۔

یہ وہ حکمت ہے جس کی بنا پر قرآن کریم کی تعمیل میں ہم اپنی طرف سے درود بھیجنے کی بجائے اللہ ہی سے درود بھیجنے کی دعا کرتے ہیں اب اس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اہل بدعت نے درود ابراہیمی منقول از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں جو درود بنا رکھا ہے وہ معنوی اعتبار سے کس قدر کمتر درود ہے۔ کیونکہ اس میں اپنی طرف سے بغیر اللہ کے درود بھیجتے ہیں جب کہ مسنون درود میں یہ کام ہماری طرف سے اللہ تعالیٰ کرتے ہیں۔

نیز درود ایک عبادت ہے اس کا طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے' جب کہ بدعتیوں کے درود میں اور طریقہ ہے جو کہ سراسر بدعت ہے۔ غلط درود کے مضمرات میں پہلا یہی ہے۔ کہ یہ بدعت ہے اور بدعت کو انتہائی ناپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ بحث آپ پڑھ چکے ہیں بہرحال اس جگہ بھی کچھ عبارتیں نقل کرتا ہوں۔ (صرف ترجمہ اور پہلی عبارتوں کے علاوہ)

شیخ الاسلام ابن تیمہ" فرماتے ہیں:

"بدعت ایک ایسا مرض ہے جس سے چھٹکارا پانا انسان کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے شرابی شراب نوشی' زانی زنا اور بدکار بدکاری سے توبہ کر لیتا ہے کیونکہ وہ جب یہ اعمال کرتا ہے تو انہیں گناہ سمجھتے ہوئے کرتا ہے' آخر کبھی نہ کبھی اس کا مائل اس کی مخالفت کرتا اور وہ توبہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے مگر بدعتی انسان ایسا بدنصیب اور سیاہ بخت ہے کہ اسے توبہ و رجوع الی اللہ کی توفیق بہت ہی کم نصیب ہوتی ہے کیونکہ وہ جن بدعات کو حرز جاں سمجھتا ہے وہ انہیں گناہ نہیں سمجھتا بلکہ ثواب اور نیکی کا کام سمجھ کر کرتا ہے لہذا ایسے شخص کو توبہ کی توفیق کیسے حاصل ہو سکتی ہے"۔

بدعتی شخص ساری عمر بزعم خویش نیکی کا کام کرتا ہے مگر درحقیقت وہ اپنے دامن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آگ کے انگارے جمع کر رہا ہوتا ہے۔ وہ اجر و ثواب کی نیت سے بدعت پر عمل کرتا ہے مگر روز قیامت سے حرماں نصیبی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا "وجوہ یومئذ خاشعة عاملة ناصبة۔ تصلی نارا حامیة۔

روز قیامت بعض چہروں پر خوف و ہراس ہو گا۔

هل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ الذین ضل سعیهم فی الحیوة الدنیا وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا۔ کیا ہم تمہیں بتائیں اعمال میں بڑے نقصان والے کون لوگ ہیں (وہ) جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گی اور وہ سمجھتے وہ جو کر رہے ہیں اچھا ہے۔

ایوب سختیانی کا قول ہے "بدعتی بدعت میں کوشاں ہونے کے برابر اللہ سے دور ہوتا جاتا ہے۔

ہشام بن حسان کا قول ہے "بدعتی کا کوئی بھی عمل قبول نہیں" اور بدعت پر وعید اس قدر اس لیے ہے کہ بدعت دراصل اللہ و رسول پر افترا یعنی جھوٹ باندھنے کے برابر ہے۔

۲۔ اس غلط درود کی وجہ سے آدمی ندا لغیر اللہ کا مرتکب ہوتا ہے جو صریحا" شرک ہے (علمائے نے اس موضوع پر مستقل کتابیں اور رسائل تصنیف کیے ہیں) ہم یہاں مختصر بحث کرتے ہیں۔

ندا ہمیشہ دو طرح کی ہوتی ہے ا۔ عبادت کی غرض سے ۲۔ استعانت کے لیے

(ا) عبادت کے لیے ہو تو بالاتفاق شرک ہے' کہ اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہیں ہو سکتی' یہی الا اللہ کا معنی ہے اور یہ اصل اسلام ہے۔ ولا یشرک بعباۃ ربه احدا خواہ عبادت قولی ہو خواہ فعلی (بدنی اور مالی) تمام تر اقسام کی عبادت اللہ ہی کے لیے ہے۔ یہاں یہ بات سمجھ لیں تو بہت بہتر ہے۔ کہ عبادت صرف اس کی ہوتی ہے جو ہر قسم کے تصرفات پر کامل اختیار رکھتا ہو۔ (اور آیتہ الکرسی سے استنباط کرتے ہوئے) جس کو نیند تو دور کی بات اونگھ بھی نہ آئے' جو کبھی تھکتا نہ ہو' زمین و آسمان کی تمام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشیاء اس کے علم میں ہوں ہر طرف اسی کی حکمرانی ٹیں ہو' جو جیسے چاہے کرے۔ نفع و نقصان کا مالک ہو' پیدائش و موت جس کے اختیار میں ہو ہر طرح ہر چیز پر قادر ہو۔ اور وہ صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ چنانچہ عبادت صرف اللہ کی ہو گی اور کسی کی بھی نہیں اور یہی رسول اللہ کی تعلیمات کا نچوڑ ہے۔ اس لیے عبادت کے لیے ندا صرف اللہ کی طرف ہو گی' یعنی صرف اللہ کو پکارا جائے گا۔ یہاں یہ بات پھر لا رہا ہوں' کہ درود بھی ایک عبادت ہے" یہی وجہ ہے کہ مشروع (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلایا) وہاں فاعل (یعنی درود بھیجنے والا) اللہ ہی ہے۔ اور کوئی درود اللہ کے بغیر نہیں ' نیز ندا اللہ ہی طرف ہے' لیکن غلط درود میں اللہ کو نکال دیا گیا (نعوذ باللہ) اور تخاطب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے جو ایک شرکیہ فعل ہے۔

(۲) دوسری قسم ندا کی استعانت کے لیے ہوتی ہے۔ استعانت و استنصار اور استغاثہ ان کا معنی ہوتا ہے مدد طلب کرنا ان کی دو قسمیں ہیں' ایک زندہ سے مدد طلب کرنا' دوم' مردہ سے طلب کرنا' یعنی طاقت و قدرت والے سے' اور غیر طاقت و قدرت والے سے' پہلے قسم کو اصطلاح میں استعانت شرعیہ اور دوسری قسم کو استعانت شرکیہ کہتے ہیں۔

استعانت شرعیہ: صرف ان امور میں ہے جن کا وہ اختیار رکھتا ہے (میں نے زندہ کو قید اس لیے لگائی ہے کہ مردہ کچھ بھی نہیں کر سکتا) جیسے حکم ہے۔

تعاونوا علی البر والتقوٰی کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسری کی اعانت کرو۔ نیز فرمایا استنصر وکم فی الدین فعلیکم انصر اگر ' وہ تم سے دینی معاملات میں مدد چاہیں تو انکی لازماً" مدد کرو۔ حدیث میں "انصر اخاک ظالما او مظلوما" ذوالقرنین نے کہا تھا فاعلینونی بقوۃ

یہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ روز مرہ معاملات میں اکثر ہے اس لیے کہ یہ اس کا اختیار رکھتے ہیں' لیکن مردہ تو کوئی اختیار نہیں رکھتا اس لیے اس سے استعانت نہیں ہو سکتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعانت: وہ استعانت ہے جس کی بجز ذات باری تعالیٰ کسی کو طاقت و قوت نہیں امور میں (جو اللہ کے علاوہ کسی کے بس میں نہیں) مخلوق سے مدد چاہنا' یا جلب نفع دفع نقصان کے لیے سای کو ندا کرنا حرام و شرک ہے۔

"واما لا یقدر علیه الا اللّٰه فلا یستعان فیه الا به ومنه ایاک نعبد وایاک نستعین"

یعنی جن امور میں کوئی طاقت نہ رکھے ان میں صرف اللہ سے استعانت مانگنی چاہیے یہی آیت مبارک!؟ کا مطلب ہے یعنی ندا عبادت کی ہو یا استعانت کی طرف اللہ کی طرف ہونی چاہیے "کہ ہر آدمی دن میں کئی کئی دفعہ اس بات کا اظہار کرتا ہے کہ ایاک نعبد و ایاک نستعین کہ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے اعانت چاہتے ہیں۔"

پھر جب بات "ہی" سے ہوتی ہے تو اس کو "بھی" میں کیوں بدلا جائے؟ اور اللہ کے علاوہ کسی کو ندا کیوں دی جائے؟ کہ یہ تو شرک ہے۔

علامہ و بزرگ ابویزید بسطامیؒ کا قول ہے۔

"استغاثته المخلوق بالمخلوق کا ستغاثه الغریق بالغریق" شیخ سعدی نے کہا تھا

نداریم غیراز تو فریا درس
توئی عاصیاں رابخش و بس

ساری مخلوق (اللہ کے علاوہ تمام مخلوق ہے' کہ خالق جب اللہ ہے تو باقی تمام مخلوق ہی ہوا خواہ انبیاء ہوں خواہ اولیاء) اللہ کی محتاج ہے کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید المرسلین ہیں لیکن خود ہر معاملہ میں اللہ سے مدد مانگتے تھے۔ حدیث میں ہے یاغیاث المستغیثین یعنی اے (اللہ) فریادیوں کی فریاد رسی کرنے والے۔ دعاء استسقاء میں آپؐ فرمایا کرتے تھے۔

"اللھم اغثنا اللھم اغثنا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے ہی جگہ جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں منقول ہیں۔ جب اتنا بڑا آدمی خود اللہ سے مانگتا ہے، تو ہم بھلا کیوں نہ اللہ سے مانگیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کردار اس بات کا اعلان ہے کہ استعانت کی ندا صرف اللہ کے لیے ہے اور کسی کے لیے نہیں اور جو صرف اللہ کے لیے ہو وہ کسی اور سے متعلق کرنا شرک ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

"وانا المسجد للّٰه فلا تدعوا مع اللّٰه احدا"

کہ مسجدوں میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو" کتنی واضح آیت ہے پھر اللہ کے علاوہ کسی نبی ولی کو بلانا اللہ کی آیت کا انکار ہے۔ اور ایک طرح سے مذاق بھی، کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلقین کی کہ مسجدوں میں اللہ کے علاوہ کسی کو نہ پکارو انہوں نے کہا تم ہمیں منع کرتے ہو کہ کسی کو نہ پکارو ہم تمہی کو پکاریں گے۔

نعوذ باللّٰه من شرور انفسهم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"ان الذين ينادونك من وراء الحجرات اكثرهم لا يعقلون"

کہ یہ لوگ جو آپؐ کو حجرات کے باہر سے پکارتے ہیں وہ اکثر بے وقوف ہیں۔ غور کیجئے آپؐ کی زندگی میں حجرات کے وراء سے پکارنا تو بے وقوفی ہوا اور آپؐ کی موت کے بعد نہ صرف وراء حجرات بلکہ ہزاروں میلوں کی دوری سے پکارنا کیا ہوا محض بے عقل و بے وقوفی۔ یعنی نری جہالت۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو معبود ہیں اور نہ ہی مستغاث طبرانی نے ایک حدیث نقل کی ہے۔

"انه كان فى زمن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم منافق يوذى المومنين قال بعضهم قوموا بنا نستغيث برسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم من هذا المنافق فقال النبى صلى اللّٰه عليه وسلم لا يستغاث بى وامنا يستغاث باللّٰه"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ایک منافق مومنوں کو ایذا دیا کرتا تھا ان (مومنوں) میں سے بعض نے کہا چلو رسول اللہؐ سے مدد مانگتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا میں فریاد رسی نہیں کر سکتا' فریاد رسی کرنے والا صرف اللہ ہے۔ گویا ایاک نعبد وایاک نستعین ندا عبادت کی ہو یا استعانت کی صرف اللہ سے متعلق ہے اللہ کے علاوہ کسی سے متعلق کرنا شرک اور محض شرک ہے۔ گویا "غلط درود" جو جہالت کا نمونہ ہے۔ (جیسے جاہل مولویوں نے اہلحدیث اہل توحید کی ضد میں گھڑا ہے) اور جو بدعت ہے' اس کے الفاظ شرکیہ ہیں کہ ان میں ندا لغیر اللہ ہے۔ اور اللہ کے علاوہ ندا کرنا خصوصاً" فوت شدگان کو شرک ہے۔ اور شرک بہت بڑا ظلم ہے' جسے اللہ تعالیٰ کبھی معاف نہیں کریں گے۔

۳۔ اس غلط درود کے مضمرات میں ہے نمبر ۳ بھی شرک کا لازم ہونا" کہ اس میں "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ناظر ہونا" سمجھا جاتا ہے' جو کہ شرک اور آپؐ کی توہین پر مبنی عقیدہ ہے (اس موضوع پر بھی علماء حق کی مستقل تصنیفات ہیں) ہم یہاں اختصاراً سمجھا دیتے ہیں۔

غلط درود میں حاضر ناظر ہونے کا عقیدہ شرک پر مبنی ہے اس لیے کہ ہر جگہ حاضر ناظر ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ اور کوئی ایک جگہ رہ کر دوسری جگہ حاضر ناظر نہیں ہو سکتا اگر ایسا سمجھا جائے یا عقیدہ بنایا جائے تو جان لیجئے کہ کفر ہے ان آیات و احادیث کا جن میں اس بات کی وضاحت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جگہ رہ کر دوسری جگہ نہ تھے۔ اور واقعہ معراج وغیرہ کا بھی انکار ہوں گا۔ بیعت رضوان بھی ناقابل یقین اور واقعہ ہجرت بھی افسانہ بن جائے گا۔ یہ تو ایک طرح سے اسلام کے خلاف سازش ہے جو مسلمانوں لوگوں نے کی ہے شاید اسی وجہ سے اس غلط درود پر اتنا زور دیا جا رہا ہے۔

ذرا غور کریں کہ اس عقیدہ سے کس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے' کہ جب آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر نہیں تو لامحالہ جواگاہ' زنا گاہ' چوری کے وقت'

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈکیتی، قتل، فسق و فجور اور دیگر برائیوں کے وقت موجود ہوتے ہیں آج کا جاہل ملاں تو ایک غلط بات کے لیے اتنا شور کرے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس نے تکالیف اٹھا اٹھا کر اللہ کا دین پہنچایا وہ ان برائیوں سے منع نہ کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی کام پر کاموشی اس کے اثبات کی دلیل ہے اور وہ کام آپؐ کی سنت سمجھا جاتا ہے۔ گویا آپ کے ان برائیوں پر خاموش ہونے کی وجہ سے یہ جائز ہو گئے۔ (نعوذ باللہ) جہاں ظلم ہو جہاں عصمت دردی ہو، حق غصب ہو۔ وہاں غیور و بہادر اور معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے؟ لعنت ایسی سوچ پر! تف ایسے عقیدے پر! حیف ایسے خیال پر!

کیا یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے۔ کیا محبت کی علامتیں یہی ہیں کہ ہتک عزت کی جائے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بے عزتی والی ہر بات پر لعنت ہو۔ اتنے غلط عقیدے پر مبنی عبارت کو درود کا نام دینا بھی اصطلاح اسلامی کی توہین ہے، پھر اس کو نبی پاک کے درود کے مقابل لانا نبی پاک اور اسلامی احکامات کی توہین ہے۔ اور سب سے بڑھ کر توہین آمیز عبارت والے "غلط درود" کو بلند بانگ پکارنا، اس کے لیے، جدوجدل کرنا یہ سب اللہ، رسولؐ اسلام کی توہین، کفر اور اک سازش ہے۔

احادیث مبارکہ ور قران پاک میں اکثر ایسے واقعات ہیں جہاں ہے کہ آپؐ ایک جگہ ہوتے ہوئے دوسری جگہ نہ تھے، یا آپؐ ان جگہوں پر موجود ہی نہ تھے اور پھر ایک کم عقل والا فرد بھی یہ جان سکتا ہے کہ مسئلہ علم غیب اور مسئلہ حاضر ناظر دو متضاد مسئلے ہیں۔ جب آپؐ ہر جگہ حاضر ناظر تھے اور ہیں تو علم غیب کیا ہوا؟ دونوں عقیدے غلط ہیں اور دونوں انہی غلط لوگوں کے ہیں۔ ہم یہاں صرف قرآن پاک سے چند آیات نقل کر دیتے ہیں۔

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اللہ سے کلام کے واقعے کا ذکر فرمایا:

"وما کنت بجانب الطور اذنا دینا۔" (ق صلی اللہ علیہ وسلم)

توکوہ طور پر نہ تھا جب ہم نے آواز دی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ حضرت مریم علیہ السلام کی کفالت کا قصہ ذکر ہوا۔

وماکنت لدیھم اذیلقون اقلامھم" (ال عمران)

"جب انہوں نے اپنی قلمیں ڈالیں تو وہاں نہ تھا"

۳۔ حضرت نوح کے واقعہ میں فرمایا:

تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک" (ھود)

یہ تیرے عدم حضور کی باتیں ہیں جو ہم وحی کے ذریعے تجھے بتا رہے ہیں۔

۴۔ حضرت یوسف کے واقعہ کے بارے میں فرمایا:

ذلک من انباء الغیب نوحیہ الیک" (یوسف)

یہ تجھ سے علیحدہ وقت کی بات ہے جو بذریعہ وحی تجھے بتا رہے ہیں۔

۵۔ عام واقعات کے بارے میں فرمایا:

کذلک نقص علیک من انباء" (طہ)

اسی طرح ہم واقعات تجھے بتلاتے ہیں اسی طرح انہیں افراد (جو شور مچا رہے) کی فقہ کی مشہور کتاب بحر الرائق جلد ۵ ص ۱۲۴ پر لکھا ہے "قال علماء ئنا من قال ارواح المشائخ حاضرۃ تعلیم یکفر کہ جس نے کہا مشائخ کی ارواح حاضر ہوتی ہیں اس نے کفر کیا فتاویٰ عالمگیری (کہ جس کا نفاذیہ چاہتے ہیں) میں ہے جس نے بوقت نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کیا اس کا نکاح (عدم گواہ کی وجہ سے) نہ ہوا' گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم ہر جگہ حاضر ناظر نہ تھے اب تو ہونے کا سوال ہی نہیں۔ اس لیے حاضر ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہے قرآن پاک میں ہے۔

"وکفی باللہ شھیدا" وھو معکم این ماکنتم وغیرہ۔

اس خصوصیت میں کسی دوسرے کو اللہ کے ساتھ شریک کرنا شرک ہے' لہٰذا "غلط درود کی عبارت (کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حاضر ناظر ہونا ظاہر ہو رہا ہے) شرکیہ ہے۔ اس لیے اس سے بچنا لازم ہے۔ اسی طرح یہ بھی قابل غور بات ہے کہ اپنے کسی بزرگ کو ترنم سے سلام کیا جائے تو گستاخی متصور ہوتی ہے کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترنم سے سلام کرنا گستاخی نہ ہو گی؟"

۴۔ مضمرات میں نمبر ۴ اس غلط درود کا خلاف محبت رسول ہونا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے جس کو آپؐ سے محبت نہیں وہ ایمان والا ہی نہیں' کہ اتباع و اطاعت محبت سے کی جاتی ہے جس سے محبت نہ ہو آدمی اس کی اتباع و اطاعت تو دور کی بات ذکر سننا گورا نہیں کرتا' جتنا اس کی ذات اور صفات سے بچے اتنا ہی بہتر جانتا ہے یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی محبت ایمان کی شرط اول قرار دی گئی کہ آپؐ کی کامل اتباع و اطاعت ہو سونے سے لے کر جاگنے تک' چلنے سے بیٹھنے تک ہر طرح اتباع و اطاعت۔ اسی طرح درود کا معاملہ ہے آپؐ کی محبت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپؐ کے سکھلائے اور بتائے ہوئے درود کے علاوہ کچھ نہ پڑھا جائے۔ لیکن آپؐ کی تعلیم کیے ہوئے درود کو چھوڑ کر' توہین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکیہ عبارت پر مشتمل درود کا پڑھنا آپؐ سے محبت نہیں بلکہ عداوت ہے۔ کہ درود آپؐ کی سنت ہے' اور جو آپؐ کی سنت سے الگ ہو وہ محبت کرنے والا نہیں بلکہ نافرمان اور منکر ہے۹ جس کا آپؐ سے کوئی تعلق نہیں' جیسا کہ حدیث میں ہے۔

"من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة" اور "من رغب عن سنتی فلیس منی"...... نیز

"کل امتی یدخلون الجنة الا من عصانی"

موجودہ غلط درود سے ہٹ کر جو بدعت پر مشتمل ہے اور جو شرکیہ اور توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مبنی الفاظ سے بنا ہے اس کا پڑھنا اس کی تصحیح کا نظریہ رکھنا اس پر ثبات رکھنا' بحث و جدل اختیار کرنا اس کی وجہ سے مسلمانوں کو برا بلا کہنا سب محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے منافی ہے اگر یہ محبت ہوتا' یا اس طرح ادا کرنا محبت ہوتا تو وہ لوگ کرتے جو سچے عاشق تھے اور ہیں۔ بلالؓ ابن ام مکتومؓ ابو محذورةؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ مؤذن تھے' یہ ادا کرتے' صحابہ کرامؓ کرتے' تابعین کرتے' ائمہ دین کرتے' فقہاءؒ و علماء کرتے۔ مگر یہ تو کسی نے نہ کیا' کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان جاہل مولویوں کی محبت ان سے زیادہ ہے؟ یا ان کی محبت جھوٹی ہے؟) کہ ان کے مذہب کے بانیوں نے ایسا نہ کیا بلکہ آج کل بھی یہ صرف اسپیکر پر ادا ہوتا ہے ورنہ نہیں گویا محبت بجلی کی مرہون منت ہے۔ محبت نہ ہوئی ۶۰ واٹ کا بلب ہو گیا۔ کہ ادھر بٹن دبایا بجلی ہوئی تو جل گیا ورنہ نہیں بلکہ بعض ان کے تو کہتے ہیں۔ یہ لاؤڈ اسپیکر کی ٹیسٹنگ کے لیے ہے' بہرحال یہ درود خلاف محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

۵۔ مضمرات میں سے پانچواں یہ ہے کہ اس کی وجہ سے امت محمدیہ میں فتنہ و فساد پھیل رہا ہے۔ اور مخالف قومیں اس سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ علماء کے خلاف حلقہ اس کو بہانہ بنا کر علماء کے خلاف باتیں بنا رہا ہے۔ کہ دیکھو اب اس پر لڑنے لگے' اور عوام و ملک کا کچھ خیال نہیں۔ ملک و ملت کو نقصان کا خدشہ ہے کہ اس کی وجہ سے الجھاؤ سے عوام باہمی منافرت اور دشمنی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ جو ایک ملک اور قوم کے لیے بہت ہی ضرر رساں ہے۔ فتووں کے بے دریغ استعمال اور ایک کا دوسرے کو کافر کہنا نوجوان نسل کو اسلام سے دور کر رہا ہے۔ اس طرح اس ملک میں اسلام کے نفاذ کی راہ میں مشکلات آ رہی ہیں۔

۶۔ چھٹے نمبر پر ذہن اس طرف مائل ہوتا ہے کہ اسلام مکمل نہیں بلکہ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس میں ترمیم ہو سکتی ہے۔ اور یہ کون نہیں جانتا کہ اس طرح عیاش فطرت مفاد پرست لوگوں کو کھیل کھیلنے اور اسلام کا نام استعمال کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ اور نظریہ ضرورت کے تحت کچھ بھی کر سکیں گے۔

۷۔ اسلاف و صلحاء سابقین کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت و محبت مشکوک ہو جاتی ہے۔ نیز یہ سمجھا جائے گا کہ وہ اتنی سوچ کے مالک نہ تھے جتنی کہ موجودہ ملاں مولوی۔

۸۔ غلط درود کے اذان سے اتصال اور اس پر بحث و مباحثہ سے سابقین کی صحیح اذان بھی مشکوک ہو جاتی ہے۔ کہ ان کی اذان مکمل نہ تھی یا انہیں اذان کہنا نہ آتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے اعلیٰ اور عیوب سے مبرا ہونے پر یقین نہیں رہتا۔ بلکہ ذہن یہ بن جاتا ہے کہ اسلام کی تعلیمات عربی ہونے کے باوجود معیاری نہیں۔ یا درود ابراہیمی وغیرہ منقول از ناطق بوحی صلی اللہ علیہ وسلم کے درود معانی کو محیط نہ تھے' یا ان میں کمی رہ گئی تھی۔

۱۰۔ شریعت کی دی ہوئی تعلیم کے برعکس اپنے ناقص ذہن سے عبادات وضع کرنے اور اپنی مرضی سے ان پر عمل کرنے یا اپنی مرضی سے انہیں ادا کرنے کا نظریہ قائم ہو جائے گا۔ اور اس طرح تمام عبادات کے ارکان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور قرآن پاک سے ملنے والے تمام احکامات سے قطع تعلق کا ذہن بن جاتا ہے۔ (اللہ بچائے) یہ دس مضمرات میرے ناقص علم کے مطابق اس غلط درود کے غلط استعمال سے پیدا ہوتے ہیں ان مضمرات کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی بھی دیندار اور اللہ و رسولؐ کے احکامات کو پسند کرنے والا' غلط درود پر عمل تو درکنار اسے پسند بھی نہ کرے گا۔ انشاء اللہ۔

درود کا منکر کون؟

جب موجودہ غلط درود کو گھڑنے والوں کو اہل حق نے کہا کہ تمہارا یہ فعل شریعت کے رو سے غلط ہے کہ اس میں بیک وقت کئی برائیاں ہیں تو انہیں نے "الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے' اور" الٹے بانس بریلی چلے" کی مصداق اہل حق کو درود کا منکر کہنا شروع کر دیا۔ حالانکہ ان کا نیا درود گھڑنا اور وہ بھی غلط الفاظ و کلمات پر مبنی ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اصلی اور مشروع درود کے منکر ہیں۔ ورنہ انہیں نیا درود بنانے اور گھڑنے کی ضرورت کیا تھی؟

ظاہری بات ہے انہوں نے درود وضع ہی اس لیے کیا ہے کہ صادق و امین اور ناطق بالوحی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے ہوئے درود پسند نہیں آئے۔ اور ناپسندیدگی کا اظہار ہی تو انکار ہوتا ہے=

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمیں محض اس وجہ سے درود کا منکر کہنا کہ ہم غلط درود کی بجائے مشروع درود ادا کرتے ہیں، ان جاہل اور غلط لوگوں کی مقرر کی ہوئی جگہوں کی بجائے مشروع اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی جگہوں پر پڑھتے ہیں۔ اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے درود اور بتائی جگہ نہ چھوڑنے اور ان کی باتوں پر نہ چلنے کی وجہ سے درود کے منکر ہیں تو ہمیں اس سے بڑھ کر کوئی طعنہ نہیں چاہیے، غلط کاروں کا یہی طعنہ ہماری محبت و عقیدت کی علامت ہے۔

نیز اس طرح تو ان کے مذہب کے بانی علماء مثل شاہ احمد رضا، بریلوی نعیم مفتی الدین مراد آبادی محدث کچھو چھوی پیر جماعت علی شاہ علی پوری، وغیرہ تمام درود کے منکر ہوئے ان کے منبع و موخذ شرعی فتاویٰ عالمگیری و فتاویٰ قاضی خاں وغیرہ کے لکھنے والے درود کے منکر ہوئے، ان کے وہ امام جن کی تقلید کرتے ہیں درود کے منکر ہوئے، جب درود کے منکر گستاخ رسولؐ ہیں، تو ان کا گھر ہی تباہ ہو گیا، ان کے اشراف ارزال ہو گئے، ان کے معززوں کی انہی کے ہاتھوں مٹی پلید ہو گئی۔ ان کا باقی کیا بچا؟ (جہنم کی آگ)

جب کہ اہلحدیث کا ہر ہر لحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے ہوئے گزرنا ہے، ہر حدیث میں جہاں کہیں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا ہے وہاں درود و سلام پڑھتا ہے اہل حدیث تو مصروف ہی احادیث میں رہتے ہیں خود ہی سوچیے پھر بھلا اہلحدیث سے بڑھ کر کون درود کا قائل اور ادا کرنے والا ہو گا؟

چنانچہ امام سخاوی اپنی کتاب القول البدیع فی الصلوۃ علی الجیب الشفیع ص ۲۵۱ میں (مطبع مکتبہ لاثانیہ اقبال روڈ سیالکوٹ جو بریلوی احباب کا مطبع ہے) میں لکھتے ہیں:

"عن انس قال قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا کان یوم القمیتہ جاء اصحاب الحدیث بایدیهم المحابر فلیامر اللّٰہ جبریل ان یاتیهم فیسالهم فیقول من انتم فیقولون نحن اصحب الحدیث فیقول اللّٰہ ادخلوا الجنته علی ما کان منکم کنتم تصلون علی نبی فی حوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الدینا" (رواہ الطبرانی)

حضرت انس فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن اہلحدیث آئیں گے اور ان کے ہاتھوں میں دواتیں ہو گی۔ (روشنایاں لگی ہوں گی) اللہ تعالٰی جبریل کے ذریعے پوچھیں گے تم کون ہو؟ وہ کہیں گے ہم اہلحدیث اللہ فرمائے گا تمہارا عمل کچھ بھی ہو تم جنت میں داخل ہو جاؤ' کیونکہ تم لوگ دنیا میں میرے نبیؐ پر (سب سے زیادہ) درود بھیجا کرتے تھے۔ (سبحان اللہ)

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد امام سخاوی نے مسند فردوس وغیرہ کے حوالے سے اس حدیث پر بحث کی ہے اور اسے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔

نیز یہی حدیث تاریخ بغداد میں علامہ خطیب بغدادی نے' ص ۲۱۰ جلد ۳ اور صواعق ا بیہ بحوالہ جواہر الاصول میں درج ہے۔ غور فرمائیں اہلحدیث کے درود اور رسول اکپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی گواہی خود ناطق بالوحی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صدق لسان سے فرما رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اہلحدیث کے درود کو پسند کرنے اور پڑھنے کی دلیل کیا ہو سکتی ہے؟

اسی طرح اہلحدیث کے درود پڑھنے کے بارے میں احتجاجی گروہ کے ایک بڑے محقق ملا علی قاری اپنی کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص ۵ طبع مصر میں فرماتے ہیں۔

"قال ابن حبان عقب هذا الحديث في هذا اخبر بيان صحيح على ان اولى الناس برسول الله صلى الله عليه وسلم فى القيمته يكون اصحب الحديث اذليس فى هذه الامته قوم اكثر صلوة عليم منهم وقال غيره لانهم يصولن عليه قولا وفعلًا۔ (انتهى)

یعنی امام ابن حبان نے یہ حدیث روایت کر کے کہا کہ اس حدیث میں صحیح بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب قیامت کے دن اہلحدیث ہوں گے کیونکہ اس امت میں یہی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ درود پڑھتے تھے۔ اور دوسروں نے کہا کہ یہی لوگ قول اور فعل میں رسول اللہ صلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتے تھے۔

نواب قطب الدینؒ نے مظاہر حق شرح مشکوۃ میں باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ملا علی قاریؒ کی مانند لکھا ہے۔

مقام غور ہے کہ اکثر ان جاہلوں میں سے اہلحدیث پر اعتراض کرتے ہیں کہ اہلحدیث درود کے منکر ہیں اور گستاخ رسول ہیں۔ ہم نے ان کا جھوٹا الزام رفع کرنے کے لیے انہیں کے انہی کے دو گواہ . بمصداق الفضل ماشھدت بہ الاعداد" اور انہی کا جوتا انہی کے سر پیش کر دیئے ہیں تاکہ میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن۔ شاید انہیں زبان بندی نصیب ہو اور کچھ عقل آئے۔

انصاف سے سوچا جائے کہ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنے کی وجہ سے سب سے زیادہ قریب ہوں گے وہ بھلا درود کے منکر اور گستاخ کیوں کر ہونے لگے؟ بلکہ وہی اللہ کے حبیب صلی اللہ وسلم سے محبت کرتے اور درود بھیجتے ہیں۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ جو انؐ کے مقابل اپنی طرف سے شرکیہ اور غلط الفاظ و کلمات پر مبنی درود' آپؐ کے طریقے اور حکم کے خلاف ادا کرتے ہیں وہی درود کے منکر اور گستاخ ہیں۔

یہ بھلا کس طرح ہو سکتا ہے کہ کوئی کسی کی بات نہ مانے اور پھر اس سے محبت کا دعویٰ بھی کرے۔ مجھے رہ رہ کر حکایات رومی کی وہ حکایت یاد آ رہی ہے جس میں ہے کہ۔

محمود غزنوی اپنے وزیر ایاز سے بہت اچھا سلوک کرتا تھا' دوسرے وزراء اور درباری اس سے حسد کا شکار ہو گئے اور محمود کے کان ایاز کے خلاف بھرنے لگے کہ ایاز آپ کو پسند نہیں کرتا' بلکہ شاہی کے خواب دیکھ رہا ہے۔ محمود نے ایک دن بر سردربار اپنے تاج کی زینت ہیرا درمیان میں رکھا اور ایک ایک کر کے سب کو اس توڑنے کا حکم دیا۔ ہر کوئی آتا' اور ہیرا توڑنے سے ان الفاظ سے معذرت کرتا' کہ عالی پناہ! میری یہ جرات کیونکر ہو سکتی ہے کہ آپ کے تاج کی زینت ختم کروں۔ میں یہ کام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتا۔ آخر کار ایاز کی باری آئی محمود نے ایاز کو حکم دیا۔

"ایاز! یہ ہیرا توڑ دو۔"

ایاز نے اف نہیں کی اور ہیرا توڑ دیا ٹکڑے دیکھ کر سارے حاسد خوش ہو گئے کہ اب ایاز کی شامت آئی' محمود نے پوچھا' ایاز! جب سب نے میرے تاج کی زینت ختم کرنے سے انکار کیا ہے تو تم نے کیوں توڑ دیا۔ ایاز نے کہا آقا! آپ کا حکم اس ہیرے سے زیادہ قیمتی تھا!

ع الا ان المحب لمن یحب مطیع

محبت خالی دعویٰ کا نام نہیں' محبت محبوب کی اطاعت اور بات ماننے کا نام ہے۔ اطاعت کرنے والا دعویٰ نہ بھی کرے وہ محب ہی ہے اور دعویٰ کرنے والا ریاء کار تو ہو سکتا ہے محبت کرنے والا نہیں یہی حال جاہلوں کا ہے کہ خالی دعویٰ ہی ہے' اطاعت و اتباع نہیں اور ایسا فرد گستاخ ہے محب نہیں۔

آیئے جاتے جاتے ان کی فقہ کے چند حوالے ملاحظہ کرتے چلیں جن سے معلوم ہو گا کہ درود کے منکر کون ہیں ہم نہیں ان کے اکثر فتاویٰ میں ہے کہ درود اگر زندگی میں ایک دفعہ بھی پڑھ لیا و کافی ہے درود مباح ہے فرض نہیں عدم فرضیت کے لیے دیکھیے ہدایہ جلد ۱ ص ۳۶۸ شرح وقایہ ص ۱۰۶ اسی طرح صرف تشہد کو درود کے بغیر کافی سمجھتے ہیں چنانچہ شرح وقایہ میں ہے امام نے تشہد کے بعد باتیں کی اور مسجد سے نکل گیا تو نماز جائز ہے ص ۱۱۶ مقتدی نے تشہد کے بعد امام سے باتیں کی تو نماز جائز ہے (درمختار جلد ۱ ص ۳۴۵) تشہد میں پاد مارا تو نماز ہو گی سلام کی ضرورت نہیں درمختار جلد ۱ ص ۲۴۵' ہدایہ جلد ۱ ص ۴۰۵ ص ۳۸۰ شرح وقایہ ص ۱۱۵۔

متفرق باتیں

الحمد للہ ہم نے غلط درو کی وضاحت میں قریبا" تمام طرح سے مختصر بحث کر دی ہے اور واضح کیا ہے کہ مشروع اذان میں کلمات معدود و متعین ہیں ان میں کمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیشی نہیں ہو سکتی نہ ان کی ترتیب بدل سکتی ہے۔ درود اذان کے بعد ہے۔ پہلے نہیں اور وہ بھی اصلی اور مشروع منقول از رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہ آج کل کا بناوٹی اور غیر اصلی درود۔ جب کہ بناوٹی درود غلط اور شرکیہ ہے جس کے کئی ایک مضمرات ہیں اور یہ کسی طرح بھی اصلی درود کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور پھر یہ بھی بتا دیا گیا' کہ اہلحدیث ہی درود پڑھنے والے ہیں' دوسرے درود کے منکر ہیں جو نماز میں بھی درود کو اہمیت نہیں دیتے۔

اس تمام بحث سے ثابت ہو گیا کہ موجودہ فعل جس کے روکنے کا محکمہ اوقاف نے سرکلر جاری کیا ہے بدعت' غیر مشروع اور ناجائز و غیر صحیح ہے اس لیے اس کو بند کر دینا چاہیے۔

ایک بات بڑی عجیب ہے جب بھی کوئی صحیح بات ہوتی ہے تو یہ یک دم حکومت سعودی پر پل پڑتے ہیں اور فرماتے ہیں کسی غیر ملکی کو ہمارے ہاں دخل دینے کی ضرورت نہیں اور دین باہر سے نہیں لانے دیا جائے گا۔ اتنی عقل نہیں بیچاروں کو کہ دین تو وہی ہے جو اسی ملک سے آیا ہے جو وہاں سے نہیں آیا وہ دین نہیں بے دین کے دماغ کا خلل ہے۔ پھر یہ نہیں تو اپنے حکیم الامت احمد یار خان کی' جاء الحق ہی دیکھ لیں جس میں تقلید کی بحث میں لکھا ہے کہ حجاز میں کوئی غلط نظریات والا فرد امام نہیں ہو سکتا کہ وہاں کی حفاظت اللہ کے ذمہ ہے۔

بہر حال بات غلط غلط ہی ہو گی' اور اسے غلط کہنے کا ہر ایک کو حق ہے غلطی والے کو چاہیے کہ وہ اپنی غلطی سے باز آ جائے اور غلطی کی نشاندھی کرنے والے کا شکریہ ادا کرے۔ قرآن و حدیث کی رو سے۔ ائمہ کے نزدیک بھی موجودہ فعل امر قبیح ہے اس سے رک جانا چاہیے اور جلد از جلد اس غلط درود کے غلط ورود سے قطع تعلق اختیار کرنی چاہیے۔ تاکہ اللہ بھی خوش ہو اور دین و دنیا میں بہتر رہے۔

تکملہ

میں اپنا مضمون ختم کر کے کاتب صاحب کے حوالے کر چکا تھا' کہ محترمی بزرگوارم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قاری سلطان احمد صاحب میانوالی کے ہاں جانا ہوا' آپ نے میری کاوش پر مجھے شاباش دی اور ساتھ ہی مفتی غلام سرور صاحب بریلوی کی ایک کتاب بھی دکھائی اور حکم دیا اس کے جواب کو بھی اپنی کتاب میں شامل کروں' کتاب کو دیکھا تو پتہ چلا وہی باتیں ہیں جن کا جواب ہم دے چکے ہیں' (بغیر نام لیے) بہر حال قارئین اگر بغور پڑھیں گے تو سبھی کچھ جان لیں گے۔

محترم قارئین! مفتی غلام سرور صاحب کی قریباً" تمام ہی باتوں کو جواب آپ میری کتاب میں پالیں گے' انہوں نے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ جو کام ثواب کی نیت سے ہو وہ بدعت نہیں حالانکہ ہرذی شعور سمجھتا ہے کہ وہی تو بدعت بنتا ہے جو ظاہرا بھلا لگے' اگر بظاہر ہی برا ہو تو دین کے نام پر اسے قبول کون کرے گا؟ باقی رہی بدعت حسنہ کی اصطلاح تو معلوم نہیں بدعت بھی ہو اور حسنہ بھی ہو' یہ کیا ہے؟ شراب بھی اور مطہر بھی! مشرک بھی اور اچھا بھی! رات بھی اور سفید بھی! دو متضاد باتوں کو ایک کے حکم میں رکھنا ایں چہ بوالعجبی است؟ محترم! ہر اصطلاحی بدعت گمراہی! کل بدعتہ ضلالہ الحدیث۔ ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ ان بریلوی حضرات کی طلقوں کو کیا ہوا ہے؟ ہر جگہ تضادات کا شکار ہیں' ایک طرف نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان بھی مانتے ہیں' دوسری طرف ان کی بتائی ہوئی کھلی کھلی باتوں کے برعکس' نئی نئی باتیں بھی دین میں شامل کیے جاتے ہیں' حالانکہ منزل من اللہ شریعت کا فرمان ہے کہ دین مکمل اور پورا ہو چکا پھر دین میں ان باتوں کی کیا ضرورت تھی تو کیا رسول اللہؐ کی زبان سے اعلان جھوٹ تھا؟ (نعوذ باللہ) پھر یہ کہنا کہ بدعت وہ ہے جس کی اصل نہ ہو؟ اذان سے قبل درود کی اصل ہے کہ حکم ربی ہے درود پڑھو (مطلقاً") اس کو اصل بنا کر ہر جگہ درود پڑھا جا سکتا ہے۔ حالانکہ خود انہی کی فقہ نے ور ان کے علماء نے (جیسا کہ مولوی احمد رضا قصوری کا حوالہ ہم پیچھے دے چکے ہیں) درود کو ہر جگہ صحیح نہیں بتایا' بلکہ نماز میں ضروری سمجھا' نیز یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان کے بعد کا تعین کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کرنا نہ صرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت بلکہ صریحاً" ضلالت ہے۔

اور پھر جب اللہ کے ساتھ آپ کا ذکر ہو گا اللہ تعالیٰ کے بعد ہی ہو گا' یہاں اشعار اسلام' نماز کے اعلان و اعلام میں بھی سب سے پہلے اللہ کی کبریائی ہے' خود ساختہ درود سے اس کی نفی ہوتی ہے۔

عجیب بات ہے احمد رضا خان کے ترجمے میں بسم اللہ الخ کے ترجمے میں سب سے اول لفظ "اللہ" لانے کو تو ادب الٰہی قرار دیا جائے اور دیگر مترجمین کو غلط اور نامعلوم کہا گیا؟ اور یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کی کھلم کھلی نفی کی جائے' شعار اسلام کو بدلا جائے اور اللہ کی کبریائی و عظمت سے شرکیہ الفاظ کو متقدم کر لیا جائے تو "شرم نہ آئے" تفو بر تو اے .... تفو!

اوپر سے دیدہ دلیری دیکھئے اسے نیکی کا کام کہا جا رہا ہے ہم نے ان تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا واقعہ نقل کیا ہے' جو عبادت وریاضت اور صوم و صلوٰۃ میں (اصل ہونے کے باوجود) بڑھنے لگے تو رسول اللہ نے انہیں ڈانٹ پلائی کیا وہ بدعت حسنہ نہ تھی ترمذی اور ابو داؤد میں ہے کہ سالم بن عبید کی محفل میں اک شخص نے چھینک کے بعد "السلام علیکم" کہا تو حضرت سالم نے فرمایا "علیک وامک" اس شخص نے برا محسوس کیا تو آپ نے فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا "چھینک آئے الحمد للہ" کہنا چاہیے۔

اسی طرح ابن عمر نے الحمد للہ کے ساتھ "والسلام علی رسول اللہ" کے الفاظ ادا کرنے سے منع فرمایا تھا (یہ ترمذی میں ہے) میں ہے ہم اسے بھی نقل کر چکے ہیں) حالانکہ باہمی سلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کی اصل ہے۔

ایسے ہی ان لوگوں کا ذکر بھی ہم نے کیا ہے جو حلقہ باندھ کر ورد کر رہے تھے اور ابن مسعودؓ نے کیا ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا"

دراصل معاملہ کچھ اور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت فرما کر "وصایا شریف کے مطابق احمد رضا خان کی کتب میں موجود دین پر چلنا چاہتے ہیں' یہی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وجہ ہے کہ ہر معاملہ میں شریعت کے خلاف عمل ہے' حتی کہ اتنی دیدہ دلیری کا مظاہرہ ہے کہ کہا ہے کہ درود ابراہیمی نامکمل ہے" (نعوذ باللہ) دیکھئے گجراتی کی نورالعرفان' صفحہ ۶۷۹ مرآۃ شرح مشکواۃ جلد ۲ صفحہ ۹۸ ماہ نامہ رضائے مصطفیٰ جمادی الثانی ۱۴۱۳ء صفحہ ۶ کیجئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ بلکہ ماینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی کی شہادت سے اللہ کا عطا کیا ہوا درود نامکمل ہوا اور جہالت کی پیداوار' شرکیہ الفاظ پر مبنی صحیح اور مکمل۔

اسی طرح ان کا مطاع احمد رضا خان بریلوی الملفوظ جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۱ میں لکھتا ہے۔

اس عبدہ ورسولہ سے (کہ عبد پہلے اور رسول بعد میں ہے) مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینے سے پیٹھ کر نکل گیا" یہاں یہ بات یاد رہے کہ ہر مسلمان ہونے والے کو یہ الفاظ ادا کرنے ہوتے ہیں جو بریلوی صاحب کو بہت ہی ناگوار گزرتے ہیں (مسلمانی کیا رہی؟)

حقیقتاً" یہ لوگ کم علمی' تعصب' عداوت اہل حق جھوٹی اور سستی شہرت' فروغ منافرت' اعدائے اسلام سے اخوت و محبت' عوامی کثرت' حرص و منافعت کے لیے نئی نئی اور خلاف حقیقت و شریعت حرکتیں اور باتیں کرتے رہتے ہیں۔ اور ایسے میں عوام کو دھوکہ دینے کے لیے غیر صحیح' موضوع' غیر اصل اور غیر حقیقی روایات و عبارات پیش کرتے ہیں' اللہ تعالٰی ان کے فریب سے بچالیں۔ آمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تتمہ

سارے مسودے کی کتابت ہو چکی تھی' کہ بریلوی حضرات کا ایک اور کتابچہ نظر سے گزرا لکھنے والے ہیں ابو الصالح محمد فیض احمد اویسی" اس میں مروجہ درود پڑھنے کی وجہ لکھتے ہیں کہ

○ لاؤڈ اسپیکر کی خرابی معلوم کرنے کے لیے ہیلو ہیلو' ون ٹو تھری کی جگہ تاکہ لاؤڈ اسپیکر کی نبض معلوم ہو سکے

○ عوام میں مساجد کے امتیاز کے لیے تاکہ لوگ وہابی یا دیوبندی امام کے پیچھے اور ان کی مسجد میں نماز ضائع نہ کرلیں۔

○ وہابیوں اور دیو بندیوں سے اپنی نمازوں اور مساجد کو بچانے کے لیے بطور شعار

○ وہابیوں دیو بندیوں کی اس امر میں مخالفت کے رد عمل کے طور (ضد کرتے ہوئے)

○ ضرورت زمانہ کے مطابق احکام شرعیہ کی ھیت کذائیہ تبدیل ہوتی ہے چنانچہ اذان کے ساتھ مروجہ درود بھی ضرورت زمانہ ہے۔ (ص ۳ تا ۷)

قارئین خود ہی غور فرمائیں کہ مندرجہ بالا وجوہ کا شریعت میں کتنا دخل ہے؟ اور کیا ان وجوہ کی بناء پر شریعت میں زیادتی جائز ہے؟ نعوذ باللہ! قطعیت کا یہ عالم اللہ رسول سے دور تو کر سکتا ہے نزدیک نہیں۔

اس کتابچہ کے ص۱۱ تا ص ۱۳ پر ایک حوالہ سے بھی اپنے اس فعل کی تائید کرتے ہیں ہم اس حوالہ کو بغیر کسی تبصرہ کے یہاں نقل کر رہے ہیں فیصلہ قارئین خود کرلیں کہ یہ ان کی تائید ہے یا تردید لکھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ سے جو کہ ملا علی قاری شارح مشکواۃ کے استاذ ہیں اذان کے متعلق چند سوالات کیے گئے موصوف نے اپنے فتاویٰ کبریٰ میں ان کے جوابات لکھے' ان سوالات میں تین سوال یہ بھی تھے کہ :

۱۔ نبی علیہ السلام پر اذان سے قبل درود شریف مسنون ہے یا نہیں جیسا کہ بعد اذان مسنون ہے؟

۲۔ یہ کہ صلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل (اذان کے بعد) محمد رسول اللہ کہنا مسنون ہے یا نہیں؟

۳۔ یہ کہ محمد رسول اللہ اذان کے فوراً بعد کہنے سے اور قبل الاذان صلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روکا جائے گا یا نہیں؟

علامہ موصوف نے فرمایا:

"اما الصلواۃ و السلام علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد الاذان والاقامتہ فانھما مندوبان"

یعنی اذان و اقامت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلواۃ و سلام پڑھنا مستحب ہے۔

ولم نری فی شئی منھا التعرض للصلواۃ علیہ قبل الاذان ولا الی محمد رسول اللّٰہ بعدہ ولم نری ایضا" فی کلام ائمتنا تعرضا لذلک ایضا" محینئذ کل واحد من ھذین لیس بسنتہ فی ذلک المحل المخصوص نھی عنہ ومنع منہ الانہ تشریع بغیر دلیل ومن شرع بال دلیل یز زجرعن زلک و ینھی عنہ

یعنی قبل اذان ہم نے یہ حکم کسی حدیث میں نہیں دیکھا اور اذان کے بعد محمد رسول اللہ کہنے کا حکم بھی ہم نے کسی حدیث میں نہیں پایا لہٰذا ان میں سے کوئی بھی اپنے محل مزکور میں سنت نہیں۔ جو شخص ان دونوں میں سے کسی ایک کام کو بھی اس کے محل مخصوص میں اس کے سنت ہونے کا معتقد ہو کر کرے گا۔ اسے روکا جائے گا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ صاحب کتابچہ نے اپنی طرف سے بڑھائے ہیں۔ اصل عبارت میں مزکور نہیں اور خط ہم نے کھینچا ہے تاکہ ان کی ذہنیت اور تحریف واضح ہو اسی طرح کچھ عبارت کا ترجمہ چھوڑ گئے ہیں وہ ترجمہ یوں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمہید و تحقیق مسئلہ اعلان بالصلوۃ و السلام

حضرت امام ابو اسحق شاطبی غرناطی نے اہل بدعت کی پہچان اور شناخت کے لیے بہت سے نشان اور علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک ' علامت یہ بھی ہے کہ کتاب و سنت کے دلائل کو اپنے اصلی مقام سے ہٹا کر دوسرے مقام پر لے آتے ہیں۔ اس وہم سے کہ دونوں مقام ایک ہی ہیں اور گمان غالب یہ ہے کہ جو شیخ دین اسلام کا اقرار کرتا ہے اور اسی بات کو اپنے مقام سے ہٹانا برا سمجھتا ہے وہ کھلم کھلا تو ایسا نہیں کرتا مگر کسی شبہ کی بناء پر یا جہالت اسے حق سے روک لیتی ہے یا ہوا یعنی جی لگتا مذہب اور اپنی ذاتی پسند اسے دلیل کو صحیح مقام پر لانے سے روک لیتی ہے اس لیے وہ بدعتی ہو گا۔

اس کا بیان یہ ہے کہ دلیل شرعی جب کسی عبادت کا تقاضا کرے اور عمل کرنے والا بھی اسی معیار پر اس کام کو کرے مثلاً اللہ کا ذکر دعا نوافل وغیرہ کا حکم کہ صاحب شریعت نے ان کو کھلا چھوڑ دیا یعنی ان کو ادا کرنے کا کوئی خاص طریقہ خاص جگہ خاص وقت یا خاص تعداد مقرر نہیں فرمائی کیونکہ نفلی عبادات ہر شخص کا انفرادی عمل ہے اور افضل یہ ہے کہ ان نفلی عبادتوں کو پوشیدہ طور پر ادا کرے (حضرت امام شاطبیؒ کی شخصیت کے تعارف کے لیے دیکھو مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۵۱ (امام فاسیؒ) اور حضرت فاسیؒ کے لیے دیکھو فتاویٰ شامی بحث درود شریف)

اس حکم کی تعمیل بھی اگر اسی طرح مجمل شکل میں ہو گی جیسا کہ حکم مجمل ہے تو یہ عمل اپنی حقیقت کے اعتبار سے بھی درست ہو گا اور سلف صالحین بزرگان دین کی پیروی بھی حاصل ہو جائے گی عمل کرنے والا اگر اس عمل کو کسی خاص طریقہ یا خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت یا خاص جگہ یا کسی مخصوص عبادت کے ساتھ ملا کر کرنے لگے اوراس کی پابندی پر اصرار کرے تو دیکھنے سننے والے یہ خیال کریں گے کہ یہ پابندیاں اس عمل کے ساتھ مقصودی طور پر لگی ہوئی ہیں حالانکہ وہ دلیل ان پابندیوں سے بالکل خالی ہے۔ مثلاً شرع نے ذکر الٰہی کی ترغیب دی ہے تو کچھ لوگوں نے کسی خاص وقت یا خاص طریقہ سے آواز ملا کر بلند آواز سے ذکر شروع کر دیا جو دین میں نہیں تھا تو یہ کام خلاف شرع ہوگا کیونکہ غیر ضروری چیزوں' طریقوں کی پابندی سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دین کا حکم ہے خصوصاً جب مذہب کے پیشوا اور امام مسجد وغیرہ مسجدوں میں ایسا عمل پابندی سے کرنے لگیں اور اسے پوری طرح ظاہر کیا جائے جیسا کہ دین کے تمام نشان اور شعار مثلاً آذان' نماز عید نماز استسقاء' نماز کسوف کو ظاہر اور مجمع میں ادا کیا جاتا ہے تو بلاشک و شبہ اس عمل کو فرض نہ سہی تو سنت اور دین کا اصول تو ضرور سمجھا جائے گا اس لیے اب وہ بری بدعت بن جائے گا۔ (الاعتصام ص ۱۹۹)

الامام القدوۃ المحقق نخبتہ العلماء حضرت امام شاطبی مالکی کے ارشاد سے ہمارا مسئلہ صلوٰۃ و سلام کافی حد تک واضح ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان صلوا علیہ وسلموا تسلیما مجمل تھا۔ پھر حضرات صحابہ کے سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا قولو اللھم صلے علی محمد الخ یہ اس کا بیان ہے۔ پھر حضرات صحابہ اور تابعین پھر بزرگان دین کے درود شریف بتا رہے ہیں کے صلوٰۃ و سلام اللہ کی جناب میں دعا ہے خواہ مخاطب کا لفظ ہو یا غائب کا' ماضی کا لفظ ہو یا مضارع اور امر کا۔ درود پڑھنے والا اس عبادت کو انفرادی طور پر ادا کرے گا اور کوئی اجتماعی شکل نہیں دے گا نہ اس عبادت کے لیے اپنی طرف سے کوئی وقت مقرر کر سکتے ہیں نہ خاص موقعہ اور مقام۔ نماز کے آخری قعدہ میں تو درود شریف کا ضروری مقام دین کی طرف سے مقرر ہے کیونکہ نماز کی قبولیت میں اثر رکھتا ہے لیکن بلند آواز سے پڑھنا منع ہے۔

لان الاصل فی الاذکار الاخفاء (البحر الرائق ص ۳-۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی تمام اذکار میں اصل آہستہ پڑھنا ہے۔ اس کے علاوہ جہاں بھی درود شریف پڑھنے کا موقع ہے کہیں بھی بلند آواز سے پڑھنا ثابت نہیں ہوتا البتہ آہستہ کی تاکید موجود ہے جیسا کہ بیان ہو گا۔

مسئلہ صلوٰۃ وسلام قبل اذان ایک رسالہ پہنچا ہے مصنف کا نام ہے حضرت قبلہ علامہ مفتی غلام سرور قادری جس کے روئے سخن تو ایڈیٹر انوار الصوفیہ مولانا مفتی غلام رسول گوہر کی طرف ہے لیکن بزرگان دیوبند اور جماعت اہلحدیث پر نگاہ التفات اور نظر عنایت جاری ہے۔

وہی پرانا بدایونی ہتھیار یعنی مسائل اور دین کے اصولوں کی چیزیں تصور کر کے اباحت اصلیہ کے فقہی قاعدے سے ان کو جائز بنانا اور جب سب کام جائز ہیں تو بدعت ایجاد کرنے پر اعتراض کون کر سکتا ہے۔ ہمیشہ سے اسلام کی فطری سادگی کا محافظ یہی قاعدہ تھا کہ جو بات کتاب و سنت اجماع امت تعامل صحابہ اور آئمہ دین کی تعلیمات میں نہیں ہے وہ بدعت ہے۔ اہل بدعت کے ایک منظم گروہ نے اس قاعدہ کو ختم کرنے کے لیے اس کی جگہ ایک اور قاعدہ بنایا' چیزوں میں اصل اباحت اور جواز ہے اس لیے مسائل میں بھی اصل جواز ہے جس بدعت کی حرمت ممانعت دین میں نام لے کر موجودہ نہ ہو وہ مباح اور جائز ہے۔ ذیل میں اسی اصول پر بحث کی جاتی ہے۔

الاصل فی الاشیاء الاباحۃ حضرات فقہا کا ایک اختلافی مسئلہ تھا۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت کی دلیل اگر نہ ملے تو اسے اصل کی طرف لوٹانا چاہیے۔ اصل کیا ہے؟ بعض فقہا کے نزدیک اصل اباحت ہے۔ امام ابن عابدین شامی نے فتاویٰ میں تو یہی فرمایا ہے لیکن البحر کے حاشیہ میں النہر الفائق کے حوالے سے فرماتے ہیں:

المذهب المنصور عندهم الخ

یعنی فقہا کے نزدیک دلائل کی مدد سے کامیاب مسلک یہ ہے کہ اصل میں توقف کرنا چاہیے یعنی کچھ فیصلہ حلال و حرام کا نہ کیا جائے۔ مگر بات یہ ہے کہ فقہا کئی دفعہ کہہ دیتے ہیں کہ اصل اباحت ہے اور در مختار کے مصنف بڑے زور شور سے فرماتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں کہ ایسی چیزوں کو حرام نہ کہو نہ حلال کہو' توقف کرو اور مباح کہنا معتزلہ کا مذہب قرار دیتے ہیں۔

(درمختار مع شامی جلد ۳ ص ۲۴۴ باب استیلاء الکفار)

بعض علماء شافعیہ و حنفیہ ممانعت کے قائل ہیں یعنی ایسی چیزوں کو استعمال میں لانا کھانا پینا منع ہے۔ معلوم ہوتا ہے فقہا حنفیہ اس مسئلہ میں تین جماعتوں میں بٹے ہوئے ہیں اور اکثریت رک جانے اور توقف کرنے کا فیصلہ کرتی ہے لیکن ہمارے مہربان دوستوں کو بدعات کی کھپت کے لیے اباحت کے سوا اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا۔ بدعات کے تحفظ کے لیے اسے مضبوط مورچہ سمجھ کر اس کے پیچھے چھپتے رہتے ہیں۔ دراصل تو یہ اصول فقہاء نے شریعت نازل ہونے سے پہلے مالوں کے حکم پر اٹھایا تھا۔ اجتہاد کے دور میں ایسی چیزیں بھی سامنے آئیں جن کے حلال حرام ہونے کے متعلق کتاب و سنت خاموش تھے۔ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ذرونی ماترکتکم کی بناء پر صحابہ میں سوالات کا حوصلہ بہت کم تھا۔ دربار رسالت سے جو کچھ مل جاتا اسے دل و جان سے قبول کرتے اور مزید پوچھنے کی جرات نہ فرماتے۔ ماسکت عنہ فھو عفو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے کسی ضروری پہلو میں خاموشی نہیں فرمائی دین کا بیان آپ کی شان تھی۔ اصول و فروع کا خاکہ خود مکمل فرمایا۔ حضرات صحابہ پھر تابعین اور علماء دین میں سوچ و بچار غور و فکر اعتبار و اجتہاد کا ملکہ پیدا کرنے کے لیے بعض چیزوں کے متعلق ارادۃ خاموشی اختیار فرمائی گئی کیونکہ اس خاکہ میں رنگ بھرنے والے انہی نشانوں پر پیچھے آ رہے تھے تاکہ دین کی فروعی تکمیل میں آپ کے نائب بھی حصہ دار ہوں۔ اب ہمیں چیزوں کی اصل معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حضرات مجتہدین کی تحقیق سامنے موجود ہے ہر شخص اپنے ذوق سے کوئی مکتب فکر اختیار کر سکتا ہے وہاں ہر چیز کی دلیل موجود ہے مذاہب مدون ہو چکے ہیں چیزوں کی اصل معلوم کرنا دور اجتہاد کے مسائل تھے۔ اب ہمارے مہربان دوستوں کو یوں سوجھی کہ بدعات کو چیز بنا کر اصل الاشیاء کے قاعدہ سے مباح اور جائز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ سنت و بدعت چیز نہیں بلکہ دین کا اہم اور کلی اصول ہے۔ دین کے اصولوں کو چیز کہنا بے انصافی اور کجروی ہے۔

بار ثبوت اور دلیل کی ذمہ داری

علامہ مفتی صاحب رسالہ کے ص ۵ پر فرماتے ہیں:

کسی بات کے جواز کی نہیں عدم جواز کی دلیل پوچھی جائے گی۔ عدم جواز کی دلیل نہ ملے تو یہی کافی ہے۔

ص ٦ پر ایک قاعدہ بیان فرمایا ہے:

جس کام کے کرنے کا حکم بھی نہ ہو اور ممانعت کی دلیل بھی نہ ہو وہ بلا شبہ جائز قرار پاتا ہے۔

ص ۸ پر فرماتے ہیں:

جب ممانعت کی دلیل شرعی ہے ہی نہیں تو اس کا جواز خود بخود ثابت ہو گیا۔

جواب: جس بات کا دین میں حکم نہ ہو اور ممانعت بھی نہ ہو وہ مباح اور جائز تو ہو گی لیکن اس کو دین کا کام سمجھنا بدعت ہو گا۔ علماء دین نے قبر پر اذان نماز و غائب رجبی کو اسی قاعدہ پر منع فرمایا' بدعت قرار دیا کہ نہ ان باتوں کا دین میں حکم ہے نہ صاف ممانعت ہے اس لیے عبادت کے لیے کرنا بدعت ہو گا۔ مثال کے لیے ایک آدمی روزانہ آدھی رات کے وقت تہجد کے واسطے لوگوں کو جگانے کے لیے گھر کی چھت پر بلند آواز سے اذان کہتا ہے اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ میں سیدنا بلالؓ کی سنت قائم کرتا ہوں کیونکہ عہد نبوت میں سیدنا بلال کی اذان رمضان میں سونے والوں کو جگانے کے لیے تھی۔ صحیح بخاری میں موجود ہے۔ پھر ہر شہر میں اس کی نقل کرنے والے پیدا ہو جائیں تو آپ کے اصول کے مطابق تو اس کی نیت بھی نیک ہے۔ کام ایسا ہے کہ دین میں اس کا حکم بھی نہیں ہے ممانعت کی دلیل بھی کہاں ہے۔ زیادہ سے زیادہ آپ اس کو یہ کہیں گے کہ وہ تو رمضان شریف کی خصوصیت تھی۔ وہ یہ جواب دے گا کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رمضان کے علاوہ گیارہ مہینوں میں آدھی رات کو اذان کہنے کی ممانعت قرآن مجید' حدیث شریف اور فقہ حنفی میں کہاں ہے۔ اب آپ تلاش کرتے رہیں آدھی رات کا لفظ فقہ کی کتابوں میں نہیں ملے گا۔ اور غور فرمائیں تو قبر پر اذان توبالکل بے دلیل بے ثبوت اٹکل پچو کی بات ہے۔ لیکن بلالیہ فرقہ کے پاس بہت زیادہ مضبوط حدیثیں موجود ہیں۔ یہ بلالی حضرات پکے اہل سنت و الجماعت ہوں گے اور آپ کو گستاخ بے ادب منکر سنت کہیں گے۔

جس کام کا حکم دین میں نہ ہو تو اس پر جائز اور مباح کا حکم آپ کہاں سے لے آئے۔ وہ تو ایسا بیج ہے جس کو سمندر پار سے ہوا اڑا لائی۔ ایسی چیز کو دین میں داخل کرنے والے دین کی نظر میں مجرم ہیں۔ یہ بدعت ہے۔ اس کے بعد وہ حضرات آئیں گے جو مسجد میں گتکا کا کھیل دکھائیں گے۔ ان کا دعویٰ یہ ہو گا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پیاری سیدہ عائشہؓ کو ساتھ لے کر ہمارا کھیل دکھانے تشریف لاتے ہیں اور صحیح بخاری کی روایت پیش کریں گے۔

بدعت کی تعریف

دین میں کوئی طریقہ ایجاد کیا گیا جو شریعت سے مشابہ ہو۔ اس پر چلنے کا مقصد دین میں مبالغہ اور زیادہ کوشش ہو۔

دین میں ایجاد کا لفظ اس لیے ہے کہ دنیا کی ایجادات مثلاً کئی قسم کی مشینری سائنس کی تحقیقات ریل گاڑیاں اور ہوائی جہاز کاریں سب چیزوں کو بدعت نہیں کہا جائے گا کیونکہ یہ چیزیں دین میں ایجاد نہیں ہیں دنیا کی ایجادات ہیں یہ بدعاعت نہیں ہیں۔ اور دین میں ایجاد وہ ہے جس کی سابقہ مثال دین میں نہ ہو دین کے اصول و قواعد سے اس کا اشارہ نہ نکلتا ہو تو ایسے علوم جن کا اشارہ دین میں موجود تھا حسب ضرورت بعد میں ایجاد ہوئے۔ مثلاً صرف ونحو کا علم' لغت عربی ا علم' علم معانی اور بیان' علم اصول فقہ' اصول حدیث وغیرہ۔ یہ علوم اگرچہ اسلام کے مرکزی دور میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجود نہیں تھے لیکن یہ دین کے خادم علوم ہیں۔ ان کے اصول دین میں موجود ہیں اس لیے ان علوم کو دین میں ایجاد نہیں کہا جائے گا بلکہ دین کی خدمت کہا جائے گا۔ مثلاً قرآن مجید کے اعراب یعنی زبر زیر پیش کو صحیح پڑھنے کا حکم حدیث میں موجود ہے اس حکم کی تعمیل میں یہ علوم صرف ونحو ایجاد ہوئے۔ اصول فقہ کا مقصد یہ ہے کہ شرعی دلائل کے قوانین پوری تحقیق سے مجتہد کے سامنے حاضر اور موجود رہیں اور عام آدمی کو مجتہد کی تحقیق سے فائدہ اٹھانے میں آسانی ہو۔ اسی طرح علم معانی بیان اعجاز قرآن کی خاطر علم کلام وغیرہ ان باتوں کو بدعت اور دین میں ایجاد نہیں کہا جائے گا۔ ورنہ قرآن مجید کا جمع کرنا بھی بدعت ہو گا جب کہ وہ اصل دین ہے ور باتفاق صحابہ ایک جگہ جمع ہوا ہے اور مدارس کی شکل کی بنیاد فقہاء کا یہ اصول ہے مالایتم الواجب الابہ فھو واجب یعنی واجب اور ضروری چیز کے انتظامات بھی واجب ہیں اور حضرت قاری نے فرمایا شافعی اور حنفی علماء کے ہاں یہ قاعدہ مقرر ہے کہ وسائل اور ذرائع مقصد کا حکم رکھتے ہیں چنانچہ نیکی کا وسیلہ بھی نیکی ہے اور گناہ کا وسیلہ بھی گناہ ہے۔ (مرقاۃ ۱۲۹/۴)

بدعت کی تعریف میں دوسرا جملہ جو شریعت کے مشابہ ہو کا مطلب یہ ہے۔ اگر وہ کام صاف طور پر دین کے خلاف ہو تو اسے دین سمجھنا مشکل ہو گا دیکھنے میں دین نظر آتا ہے، عوام جہلاء کو مغالطہ ہو سکتا ہے کہ یہ دین ہے۔

تیسرا جملہ یعنی اس طریقہ پر چلنے والے اس کام کو دین کی رونق، عزت اور عبادت پھر دین کی خوبصورتی سمجھتے ہوں۔ دراصل یہ جملہ سورہ کہف کی آیت

الذین ضل سعیھم فی الحیوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا ○

وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں ضائع ہو گئی اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کرتے ہیں۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرات صحابہ کے دو قول ہیں جیسا کہ بخاری کتاب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التفسیر میں ہے کہ حضرت ابن ابی وقاصؓ اس آیت کو یہود اور انصاریٰ پر چسپاں کرتے تھے۔ سیدنا علیؓ اس کو اہل بدعت پر لگاتے تھے۔ امام رازیؒ اس آیت پر لکھتے ہیں سیدنا علیؓ سے روایت ہے کہ ابن الکواء نے آپ سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا اہل حروراء ؎۱ ہیں یعنی خوارج ہیں اور اصل قاعدہ یہ ہے کہ جو شخص بھی عمل کرے نیکیاں سمجھ کر اور وہ در حقیقت گناہ ہیں۔ (تفسیر کبیر)

اور حافظ امام ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ علامہ محدث ابن جوزیؒ نے فرمایا ہے علموں میں خسارہ کی وجہ یہ ہے کہ ان لوگوں نے بے اصول عبادت کی تو سنت کی بجائے بدعت جاری کی تو ان کی عمریں اور اعمال ضائع ہو گئے۔

فتح الباری ص ۱۴۱۔۱

؎۱ حروراء ایک بستی کا نام ہے جہاں سے خارجی فرقہ اٹھا تھا۔

اسلام میں سب سے پہلے بدعت یہی خارجی فرقہ تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق بہت سی معلومات اور علامات بیان فرمادی تھیں قرآن مجید نے بدعتی فرقوں کے جو نشان بتائے ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ تفرق اور فرقہ بندی
۲۔ آیات کی غلط تاویل اپنے مطلب کی طرف پھیرنا
۳۔ مسلمانوں کو قتل کرنا۔

ہمیشہ بدعتی فرقے ان تینوں علامتوں سے پہچانے جاتے ہیں۔

سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے خطبہ کے دوران ابن الکواء کو فرمایا تو بھی ان میں سے ہے۔ ابن الکواء مشہور خارجی لیڈر تھا جو آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوا مارا گیا۔ اس وقت تک اس خروج (بغاوت) کی نوبت نہیں آئی تھی اتباع سنت کے ذوق سے جو لوگ محروم ہوتے ہیں انہیں بدعت میں حسن نظر آتا ہے۔ تعجب ہے کہ بریلوی علماء اپنے عقیدہ کی ذمہ داری سے کیوں گریز کرتے ہیں دلائل کا بوجھ اٹھانا ہر مدعی کا حق ہے۔ ہمارا گناہ صرف یہ ہے کہ ہم بصد ادب پوچھتے ہیں اجی حضرت مولانا مفتی صاحب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ بلند آواز سے صلوٰۃ و سلام کیا سیدنا بلالؓ کی سنت ہے یا فقہاء کاا اجتہاد ہے۔ دین میں اس کو کس بزرگ نے جاری کیا تو بریلوی حضرات جواب دیتے وقت کئی صدیاں چھوڑ کر پیچھے ہٹتے ہٹتے سلطان صلاح الدین ایوبی پر آ جاتے ہیں۔ سلطان صلاح الدین بڑے نیک دل بادشاہ تھے آپ نے اپنے بیٹوں کے لیے بہت تھوڑا مال چھوڑا کیونکہ مصرو شام اور ساحل کی تمام فتوحات ان پر تقسیم کر دیں (دیکھو وفیات الاعیان قاضی ابن خلکان) اس لیے سلطان مرحوم لائق تحسین ہی نہیں لائق اتباع بھی ہے۔ دیکھو رسالہ مفتی صاحب ص ۳۵)

لائق اتباع کا لفظ بھی قابل غور ہے جن لوگوں کی نظر میں دین کی قیمت صرف اتنی ہے کہ ایک نیک دل بادشاہ کو لائق اتباع اور دین کا امام مانتے ہیں ان کی نظر میں سنت و بدعت کی پہچان کی کیا ہوگی۔ تحقیق مسائل میں ان کا معیار کیا ہو گا۔ جہالت اور نادانی کی پستی سے ان کو نکالنا کس قدر مشکل ہو گا۔ چوری کا مال جس گھر سے برآمد ہو (یعنی بدعات) وہ دلیل اور ثبوت کا مطالبہ پولیس والوں سے کرے تو یہ کیسی انوکھی بات ہو گی۔ ممانعت کی دلیل پوچھنے والے غور فرمائیں کہ بینہ یعنی شہادت اور ثبوت کا بھار ہمیشہ مدعی پر ہوتا ہے۔ البینة علی المدعی۔ (الحدیث)

آپ حضرات کا دعویٰ ہے کہ یہ چیزیں دین کا حصہ ہیں تو آپ لوگ مدعی ہیں ممانعت کرنے والا حق رکھتا ہے کہ آپ لوگوں سے دلیل اور ثبوت مانگے اور آپ کا حق بنتا ہے کہ کتاب و سنت سے ثبوت پیش کریں۔ منع کرنے والے سے دلیل کا ذمہ دار ہے۔ آپ لوگوں کا قلم اٹھتے ہی اباحت اصلیہ کی دہائی دینے لگتا ہے شاید آپ لوگوں کو اتنا بھی علم نہیں کہ اباحت اصلیہ کا تعلق چیزوں سے تو ہو گا لیکن مسائل کی بحث میں تو اباحت شرعیہ درکار ہے۔ اباحت اصلہ تو لا حرج فیہ کا درجہ رکھتی ہے اور مباح شرعی وہ ہے جس کا شریعت نے کرنے اور چھوڑنے کا اختیار دیا ہو۔ تو اختیار کی دلیل دین میں ہو گی اس لیے دلیل کا مطالبہ بجا ہے۔ اباحت اصلیہ کا تعلق ان چیزوں سے ہے جن کے متعلق دین خاموش ہے۔ یہ لاحرج کے درجہ میں مباح ہیں حضرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام محمد رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی شخص کو شراب اور مردار کھانے پر مجبور کیا گیا اور قتل کی دھمکی دی تو اسے چاہیے کہ جان بچا لے ورنہ گناہ کا خطرہ ہے کیونکہ یہ چیزیں اصل میں حرام نہیں تھیں دین آنے کے بعد حرام ہوئی ہیں دیکھو فتاوٰی شامی ص ۲۷' یعنی جب اضطراری حالت میں دین کی طرف سے رخصت اور لاحرج کا درجہ ہے تو جان بچا لینا بہتر ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کام کو کرنے اور چھوڑنے کی اجازت شریعت کی طرف سے مل چکی ہے جیسے عمدہ لذیذ کھانے اور قیمتی لباس تو اس میں اعلیٰ درجہ تو زہد اور قناعت کا ہے لیکن اگر نیکی میں قوت حاصل کرنے کی نیت سے کھائے اور اللہ کی نعمتوں کا نشان دکھانے کے لیے پہنے تو اس مستحب پر ثواب کی بھی امید ہے۔ لیکن وہ مباح جس کا معنی لاحرج ہے وہ تو خود مکروہ تنزیہی کے درجہ میں ہے وہ تو گنجائش کے درجہ میں ہی رہے گا اور اس میں نیک نیت سے ثواب نہیں ہو گا۔

بریلوی حضرات خود ہی وضاحت فرمائیں کہ وہ جائز اور مباح سے کیا مراد رکھتے ہیں آپ لوگوں کی ایجادات مباح شرعی ہیں یا مباح اصلی۔ اگر مباح اصلی ہے تو کس ضرورت کے درجہ میں آپ نے ان چیزوں کو لاحرج کا درجہ دیا اور اگر مباح شرعی ہیں تو دلائل کتاب و سنت اجماع امت قیاس مجتہد سے ثابت کریں۔ عالم اسلام کی نظر میں سلطان صلاح الدین صاحب سنت نہیں ہیں۔ پھر خدا نخواستہ اگر آپ کے عوام کو پتہ چل جائے کہ ہمارا سارا دین اباحت اصلیہ پر قائم ہے تو ان کا کیا حال ہو گا۔

حضرت علامہ علی قاریؒ کے عہد میں طواف کے وقت سینہ پر ہاتھ باندھنے کی بدعت جاری ہوئی۔ دیکھا دیکھی بہت سے لوگ اس راستہ پر چل پڑے' کیونکہ عوامی مزاج ہر نئی بات کو پسند کرتا ہے۔ جب ان لوگوں سے پوچھا گیا تو ان لوگوں نے حدیث پیش کر دی۔ الطواف کالصلواۃ طواف نماز جیسی چیز ہے چونکہ نماز میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں اس لیے طواف میں باندھنا ہو گا۔ حضرت علامہ قاری نے اس پر ایک رسالہ لکھا ہے جس کے جستہ جستہ فقرات درج ذیل ہیں۔

حمدوصلواۃ کے بعد فرمایا۔ الاصل فی الاشیاء المکنتہ ھو العدم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غالباً" الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کا جواب ہے۔ تحد من آداب البحث والجدل عنداد باب الل: والنحل یعنی پھر تمام مذاہب میں بحث کا اصول یہ ہے کہ منع کرنے والا دلیل اور ثبوت کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں کسی بات کو ثابت کرنے والے کا حق ہے کہ اگر وہ قضیہ نقلیات سے ہے تو نقلی ثبوت کرے کہ یہ کہاں لکھا ہے۔ پھر فرمایا' ولی من سد المنع ما یبلغ الی حد الجمع اور میرے پاس منع کرنے کی دلیل بھی موجود ہے جو اطمینان کی حد تک پہنچتی ہے وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو فرمایا سیکھ لو مجھ سے حج کے مناسک تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے وقت اپنے ہاتھ باندھتے تو آپ کے صحابہ ضرور آپ کی پیروی کرتے۔ پھر سلف صالحین ان کا اتباع کرتے اور علماء اسلام ہم تک ضرور پہنچاتے کیونکہ دین میں سلسلہ روایت مربوط اور مسلسل ہے۔ جو چیز نہیں پہنچی اس کا وجود ہی نہیں ہے (تو عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم ہوا) اور منع کی دوسری دلیل یہ ہے کہ چاروں امام اور ان کے پیرو فقہاء کرام نے کہیں بھی طواف میں ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں کیا نہ سنتوں میں نہ مستحبات اور آداب میں تو معلوم ہوا کہ یہ بات غیر مشروع ہے۔ پھر ایسا کرنے سے عوام کو یہ وہم پیدا ہو گا کہ یہ اچھا کام ہے اور تیسری دلیل یہ ہے کہ حرمین شریفین کے باشندوں کا عمل بھی ایک دلیل ہے بالخصوص جب کہ بیرونی لوگوں کی ایک جماعت بھی ان کے ساتھ اتفاق کرے تو سب کا عمل اس بات پر متفق ہے کہ طواف میں ہاتھ باندھنا سنت نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا افد فع بند اما توزمہ ابن نجر حیث قال ویمکن الخ یعنی اس تقریر سے شیخ ابن حجر مکی کا جواب نکل آیا جو انہوں نے کہا ممکن ہے کہ اس حدیث کے عموم پر عمل کرتے ہوئے طواف میں ہاتھ باندھنا مستحب ثابت ہو جائے کیونکہ یہ قول ان کے مذہب شافعی میں بھی معتبر نہیں ہے۔ رسالہ کے اختتام پر حضرت قاریؒ نے رد بدعات کی دو حدیثیں لکھ دی ہیں جو رد بدعات میں اصل الاصول ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ا۔ من احدث فی امرنا مالیس منه فهورد

جس نے ہمارے دین میں باہر کی چیز لا کر داخل کر دی وہ چیز مردود ہے نامنظور ہے۔

۲۔ من عمل عملاً لیس علیه امرنا رد

جس نے ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ عمل نامنظور ہے۔

پھر فرماتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے صحیح ثابت ہے کہ انہوں نے فرمایا ماراہ المسلمون حسنا الخ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھا ہے اور اس میں شک نہیں کہ سب مسلمان سے مراد (جمیعھم اور الجمھور منھم) یا تو کل دنیا کے مسلمان یا جمہور اہل اسلام جن کو سواد اعظم کہا جاتا ہے یعنی علماء دین کی اکثریت۔

از ارشاد الساری شرح مناسک القاری مطبوعہ مصر ص ۱۱۔ ۹۔ ا

حضرت قاری رحمتہ اللہ علیہ کے رسالہ ارسال البدین کے اقتباسات ہر بدعت کو روکنے پر حرف آخر ہیں۔ یہی اصول ہر بدعت کو روکنے کے لیے ہمیشہ سے علماء دین نے پیش کیے ہیں۔ بدعات کے متعلق اتنی مختصر اور جامع تقریر اتنی مدلل اور مکمل حضرت قاری کی کرامت ہے۔

ا۔ منع کرنے والا تو اتنا کہدے گا یہ بات دین میں ہے تو دکھاؤ۔ منع کرنے والے کے پاس منع کی دلیل ہوتی تو بلالیہ فرقہ لاجواب کیوں کرتا۔

۲۔ دلیل اور ثبوت کا ذمہ دار وہ شخص ہو گا جو کسی بدعت کو مباح جائز مشروع کہہ کر سنت مستحب بناتا ہے۔ جس کی نظر میں دین غیر محفوظ ہے جس کے علمی ذخائر ہلاکو کے حملہ میں جل چکے ہیں جس کا دین شیخ فکری کبیر کے اعتماد پر قائم ہے جس کے عقیدہ میں سلطان صلاح الدین مرحوم لائق اتباع ہیں۔

۳۔ جو شخص مدعی بن کر منع کرنے والے سے دلیل مانگتا ہے وہ بحث کے مسلمہ اصول سے بھاگتا ہے حضرت قاری نے یہ مسلمہ اصول مرقاۃ میں بھی ارشاد فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والمانع لا يطلب منه الدليل (ص ۱۲۶، ۵)
منع کرنے والے کو دلیل کی ضرورت نہیں ہے کسی بات کو دین میں داخل کرنے والے سے دلیل مانگی جائے گی۔

۴۔ حافظ ابن حجر شافعیؒ مذہب کے علماء میں سے متساہل مشہور ہیں حضرت قاری نے مرقاۃ میں جا بجا ان پر تنقید فرمائی ہے۔ ہر جگہ ابن حجر کے نام سے یاد کیا ہے ان کے شاگرد ہیں ثبوت کا محتاج ہے۔ قاری صاحب کی طرز کلام سب سے بڑی شہادت ہے اور ذوق میں بھی کافی اختلاف ہے۔

۵۔ دین کا علم نہایت قابل قااعتماد ذرائع سے ہم تک پہنچا ہے اور قیامت تک اہل علم امانت کے طور پر پہنچاتے رہیں گے۔ اس کو مشکوک بنا کر جعلی سنتیں دین میں داخل کرنا کیسا جرم ہو گا۔

۶۔ دین میں نئی بات کو داخل کرنے والا تو یہی کہتا ہے کہ مستحب ہے لیکن وہ اسے فرض واجب اور دین کا پکا اصول بنا لیتے ہیں۔ صد ذرائع کے قاعدہ سے یہ موہوم درخت کاٹنے کے قابل ہیں کیو نکے جاہلوں کی نظر میں یہ درخت رضوان الہی کا درخت ہے۔

یا رسول اللہ کی چڑ

جناب مفتی صاحب ص ۱۹ پر فرماتے ہیں۔ کیا کیا جائے ہمارے ان دوستوں کو یارسول اللہ سے چڑ ہے اور اس کی پاداش میں وہ ہمیں اذان میں زیادتی کا الزام دے رہے ہیں۔

جواب: السلام علیک یا رسول اللہ اور السلام علیک وایھا النبی دونوں کا معنی ایک ہے۔ ہمیشہ سے علماء دین کی اکثریت تشہد میں السلام علیک ایھا النبی پڑھتے آئے ہیں اور پڑھتے ہیں۔ رسول اللہ مان لینے کے بعد محبت تعظیم اقتداء اتباع کا کوئی درجہ باقی نہیں رہتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمدؐ عربی کا بروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک برسرا است

اور یا حرف ندا تو نابینا کی روایت میں بھی موجود ہے۔ حضرات بزرگان دین نے اس کی جو تاویل فرمائی ہے وہ ہمیں جان و دل سے منظور ہے۔ دلائل الخیرات کے الفاظ تعظیما لحقک یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح میں امام فاسی فرماتے ہیں:

هذا نداء له صلى الله عليه وسلم باسمه مقرونا" بالتعظيم من الصلوٰة والتسليم مع كونه ليس على حقيقته النداء۔

آپ کو پکارنا ہے اور ندا کرنا ہے نام مبارک کے ساتھ صلوٰۃ سلام کی تعظیم کے ساتھ ملا کر کیونکہ یہ ندا حقیقی نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت امام محمد مہدی فاسی نداء حقیقی کی وضاحت فرماتے ہیں:

من طلب اقبال لمنادى وابابته لكونه حيا حاضراً

نداء حقیقی یہ ہے کہ جس کو پکارا جائے وہ زندہ اور سامنے موجود ہو تو اس سے توجہ اور جواب طلب کیا جائے چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری زندگی سے بھی زندہ نہیں ہیں اور ہمارے سامنے حاضر ناظر بھی نہیں ہیں اس لیے یہ نداء یہ بلانا حقیقی نہیں ہے غیر حقیقی یعنی مجازی ہے۔ او بحيث يسمع او يزجى سماعه یا ایسی صورت کہ جس کو پکارا جائے وہ سامنے تو نہ ہو لیکن آواز سنتا ہو جیسا کہ دیوار کے پیچھے ہو یا ایسی صورت ہو کہ کسی طرح آواز سن لینے کی امید کی جا سکے ایسی تمام صورتوں میں بلانا حقیقی معنوں میں پکارنا ہوتا ہے۔ چونکہ آپ ظاہری زندگی سے بھی زندہ نہیں ہیں بلکہ حقیقی اور اخروی زندگی سے زندہ ہیں۔ حاضر ناظر بھی نہیں اور ایسی بات بھی نہیں کہ آپ ہماری بات سنتے ہوں یا دور سے سننے کی امید کی جا سکے تو آپ کو پکارنے کا مقصد نہ تو آپ کو متوجہ کرنا ہے نہ جواب کی طلب ہے کیونکہ صلوٰۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اس لیے یہ پکارنا نداء حقیقی نہیں اس لیے یا رسول اللہ اور السلام علیک ایها النبی سب درست ہے۔ فلا باس بهذا الدعاء تو ایسی غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیق پکار میں کوئی حرج نہیں ہے وقد جاء نظیرہ من السلف اور سلف صالحین سے بھی ایسے پکارنے کی مثال موجود ہے۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے بھی انتقال شریف پر کہا تھا۔

اذکرنا یا محمدؐ عند ربک

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس ہمارا بھی ذکر کرنا۔ یہ بھی نداء غیر حقیقی ہے۔ (مطالع المرات شرح دلائل الخیرات ص ۲۷۹)

رائے یا عمل جس میں اللہ کے دین کی رہنمائی اور نفس کی پسند کا مقابلہ ہو وہاں چڑ بھی ہو سکتی ہے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ کتنے صحابہ آنحضرت رسول اللہ ص کی وفات شریف کے بعد تشہد میں السلام علی النبی پڑھتے تھے۔ اور جو حضرات صحابہ حاضر اور مخاطب کے لفظ پر قائم رہے وہ یہ نہیں کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلے بھی حاضر تھے اور اب بھی حاضر ہیں بلکہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو یہ جواب دیا ھکنا علمنا و ھکذا نعلم یہی لفظ ہم کو سکھائے گئے ہیں اور ہم بھی یہی سکھاتے ہیں۔ فتح الباری ص ۴۵۵ یعنی الفاظ میں اتباع مقصود ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدثؒ دہلوی کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

در حقیقت ایں دعا است در نماز اگرچہ بصیغہ خطاب است یعنی مخاطب کے لفظ سے آپ کو مخاطب کرنا مقصود نہیں ہے کیونکہ سلام در حقیقت اللہ کی جناب میں دعا ہے یعنی صحابہ نے اسی لفظ کو محفوظ رکھا جو اللہ کی طرف سے آیا اور آپ نے صحابہ کو سکھایا۔ حضرت شیخ فرماتے ہیں۔

کرمانی در شرح صحیح بخاری گفتہ کہ ایں در زمان خصور و حیات آں سرور بود و صحابہ بعد اذان ایں چنیں سلام مے فرستادند السلام علی النبی : کرمانی نے صحیح بخاری کی شرح میں فرمایا ہے کہ حاضر کے لفظ سے سلام پڑھنا آپ کی حاضری اور زندگی میں تھا صحابہ آپ کے بعد اس طرح سلام پڑھتے السلام علی النبی ورحمتہ اللہ و برکاتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مدارج النبوۃ ص ۱/۵-۲ بیان تشہد)

نیز امام سبکی نے شرح منہاج میں فرمایا کہ اگر یہ روایت صحیح ثابت ہو جائے تو معلوم ہوا کہ آپ کے بعد آپ کو سلام میں مخاطب کرنا ضروری نہیں ہے تو یوں کہا جائے گا السلام علی النبی اس کے متعلق امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں یہ روایت بلاشبہ درست ہے۔ کیونکہ حضرت عطا سے روایت ہے کہ صحابہ جب آپ زندہ تھے تو السلام علیک ایھا النبی پڑھتے تھے جب وفات ہو گئی تو السلام علی النبی پڑھتے تھے اور یہ اسناد صحیح ہے۔

فتح الباری ص ۴۵۸'۴

ان روایات سے ظاہر ہے کہ جو صحابہ وفات شریف کے بعد آپ کو غائب کا سلام یعنی غائب قرار دے کر سلام پڑھتے تھے ان کو یارسول اللہ کہنے کی چڑ نہیں تھی بلکہ وہ حضرات فقط جاہلوں اور وہم پرستوں کو بتانا چاہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد اب ہمارے سامنے حاضر نہیں ہیں' سلام کہنے والے کا سلام آپ خود نہیں سنتے بلکہ فرشتے پہنچاتے ہیں اس لیے ہم غائبانہ سلام پڑھتے ہیں۔ گو آپ کی موجودگی میں بھی نماز بھی نماز کے اندر آہستہ سلام پڑھا جاتا تھا کیونکہ اللہ کی جناب میں دعا ہے اور دور کی مسجدوں میں بھی نمازی جب نماز میں سلام پڑھتے تو کسی عقیدہ یہ نہیں تھا کہ آپ کو سنا رہا ہوں' کیونکہ اللہ کو سنانا مقصود ہے۔ پھر بھی وفات شریف کے بعد سلام بدلنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی زمانہ میں کوئی بدعتی جاہل یہ گمان نہ کرے کہ آپ سلام سننے کے لیے میرے سامنے حاضر ہیں اور میں آپ کو مخاطب کر رہا ہوں۔ پھر جو صحابہ مثلاً حضرت عبد اللہ ابن مسعود اور سیدنا عمر بن خطابؓ تو منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو السلام علیک ایھا النبی سکھاتے تھے ان کا مقصد یہ تھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھائے ہوئے الفاظ میں تبدیلی نہ ہو اسی لیے امت کی اکثریت حاضر کے لفظ پر قائم ہے اور معلوم ہے کہ بعض صحابہ نے جو تشہد روایت کیا ہے وہ غائبانہ الفاظ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ تشہد میں یوں سلام پڑھتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام علی النبی ورحمتہ اللہ' پھر جب سلام پھیرتے یعنی نماز سے فراغت کے وقت تو یوں کہتے السلام علی النبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ (موطا امام مالک ص ۳۱)

اور سیدنا علیؓ کا تشہد جو شفاء میں ہے وہ یوں ہے :

السلام علی نبی اللہ السلام علی انبیاء اللہ و رسولہ السلام علی رسول اللہ السلام علی محمد بن عبد اللہ السلام علینا و علی المومنین۔

(دیکھو شفاء مع شرح حضرت ملا علی قاریؒ ص ۱۳۲)

اب یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ صحابہ میں حاضر کا لفظ چھوڑ کر غائبانہ سلام پڑھنے والے کسی قدر عالی مرتبہ بزرگ موجود تھے تو یہ اپنے ذوق پر مسائل کی تحقیق ہے چڑ کی بات نہیں ہے۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اگر مراد ایں دارند کہ خطاب آنحضرت باوجود غیبت از خصائص است نیز وجھے دارد۔ اگر یہ مارد رکھیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غائب ہونے کے باوجود مخاطب کرنا آپ کی خصوصیات میں سے ہے تو یہ بھی ایک معقول بات ہے اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ معراج کی رات رب العزت کی طرف سے آپ پر جو سلام آیا وہ مخاطب اور حاضر کے لفظ سے تھا اس لیے اس کے بعد بھی اسی شکل پر چھوڑ دیا گیا۔ شیخ کے تین لفظ قابل غور ہیں' در زمان حضورؐ حیات اور باوجود غیبت۔ علماء کی تحقیق یہی ہے کہ نداء غیر حقیقی سے درود و سلام کے علاوہ بھی کسی نبی یا ولی کو مخاطب کرنا فریاد سنانا حاجت طلب کرنا سب جائز ہے کیونکہ مانگنا مقصود نہیں ہوتا۔ حضرت امام فاسیؒ کا حوالہ اس مسئلہ میں بڑی سند ہے۔ امام فاسی کا مقام علمی دنیا اعلی حضرت بریلوی سے پوچھیے۔ بزرگان دین کے ذوقیہ اشعار میں استمداد کی شکل پر نداء اور پکار اسی اصول کے ماتحت ہے۔

مستحب پر اصرار اور تنازع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب پر اصرار اور تنازع

علامہ مفتی صاحب نے ایک اور اصول بیان فرمایا ہے:

مستحب کو مستحب سمجھنے کے لیے کبھی کبھی ترک کر دینا ضروری نہیں بلکہ اسے مستحب سمجھنا ہی کافی ہے .... بلکہ حدیث شریف میں مستحب عمل کو دائمی طور پر اور ہمیشہ پڑھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہتر فرمایا ...... غرض یہ کہ کسی فصل کے بغیر اذان کے ساتھ درود شریف پڑھنا مستحب اور مسنون ہے۔

رسالہ مفتی صاحب ص ۲۱، ۲۲

جواب: تعجب ہے کہ مفتی صاحب کو حدیث افضل الاعمال ادومہا تو یاد ہے لیکن نوافل کو شہرت دینے کی ممانعت اور گھروں میں خفیہ ادا کرنے کا حکم بھول گیا۔ عمل میں تو درود و سلام کو شعار السلام بنا کر اذان کے ساتھ ادا کرتے ہیں بلند آواز سے اور عقیدہ میں مستحب قرار دیتے ہیں بلکہ سوچا جائے تو درود شریف کے ساتھ اذان پڑھتے ہیں۔ مفتی صاحب دین میں کوئی ایسا عمل دکھائیں جو مستحب ہو اور اسے شعائر اسلام کی طرح مسجدوں میں کسی شعار کے ساتھ ملا کر باآواز بلند پڑھایا ادا کیا جاتا ہو۔ نفلی عبادات کو مشتہر کرنا دین کے مزاج اور احتیاطی تدابیر کے خلاف ہے۔ صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے یہ نفلی نماز تم گھروں میں پڑھا کرو کیونکہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو گھروں میں ہو فرائض کے سوا۔ اور یہ بھی فرمایا گھر کی نماز افضل ہے مسجد کی نماز سے۔ آپؐ کے قول و عمل سے ثابت ہے کہ نوافل ہمیشہ شہرت اور اعلان سے خالی ہوتے ہیں اور جماعت نوافل چند اتفاقی تقریبات کے بغیر ثابت نہیں ہے۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ بدعات نصف شعبان بدعت رجب نماز رغائب جو رجب کی پہلی جمعرات کو اجتماعی شکل میں پڑھی جاتی تھی، علماء اسلام نے ایسی تمام بدعات کو بالاتفاق ممنوع قرار دیا۔

دیکھو البحرالرائق ص ۵۲ فتاویٰ شامی ۴۶۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا علی القاری کی تحریر کے مطابق نصف شعبان کی ہزاری نماز کو نماز رغائب سمیت جاہل امام مسجدوں نے کمائی کا ڈھنگ بنایا ہوا ہے۔ ۴۴۸ ہجری میں یہ بدعت پیدا ہوئی تو علماء کے متفقہ مقابلہ کے باوجود آٹھویں صدی کے شروع میں ختم ہوئی۔ مرقاۃ ص ۱۹۸

امت کی تاریخ میں سیاہی کے دھبے یہ متفقہ بدعات آپ حضرات کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں۔ ان چیزوں کے خلاف اس وقت کے علماء کا متفقہ فیصلہ کس بنیاد پر تھا۔ نفلی عبادت تھی نماز کے تمام ارکان باقاعدگی سے ادا ہوتے راتیں بھی مبارک ہیں۔ لوگوں کے ذوق و شوق کا حال قاری صاحب سے پوچھئے کان للعوام بھذہ الصلواۃ افتتان عظیم عوام اس نماز کے سخت گرویدہ تھے یا لوگ اس نماز کے فتنہ میں پڑھتے ہوئے تھے عوام الناس جب بھی کسی بدعت کے پیچھے پڑتے ہیں تو اسے کھیل تماشا اور فضول شغل بنا دیتے ہیں چنانچہ یہی ہوا بہت زیادہ برائیاں اس رات ہونے لگیں۔ پھر معاملہ یہاں تک پہنچا کہ مرد عورتیں اس رات نماز کے بہانہ سے آوارہ ہو کر گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ قاری صاحب کے الفاظ یہ ہیں کہ اولیاء اللہ عذاب نازل ہونے کے خوف سے شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں کی طرف بھاگ گئے۔ غور کرنے سے معلوم ہو گا کہ خلاف سنت کام یعنی بدعات یعنی نوافل کو علانیہ یا اجتماعی شکل دینا برائیوں کی جڑ ہے۔

بدعت کی ابتداء

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ یہ بدعت کیسے شروع ہوئی۔ ہر بدعت کی ابتداء بالکل بھولی بھالی اور معصوم بے گناہ ہوتی ہے۔ امام طرسوسی عیسیٰ بن یونس مفتی طرسوس فرماتے ہیں کہ مسجد بیت المقدس میں رجب اور شعبان کی نفلی نماز کا رواج نہیں تھا۔ ایک دن ایک شخص جس کا نام ابن ابی الحمیراء تھا شب برائت کو آگیا نفل نماز کی شکل میں خوش آوازی سے قرآن پڑھنے لگا۔ خوش آوازی سے متاثر ہو کر ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آدمی اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ پھر دوسرا آیا پھر تیسرا تو نماز ختم ہونے سے پہلے بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی۔ اگلے سال وہ پھر آیا تو بڑی مخلوق اس کے پیچھے نماز میں شامل ہو گئی پھر دیکھا دیکھی گھروں میں لوگ پڑھنے لگے۔ پھر جاری ہو گئی یہاں تک کہ آج سنت بن چکی ہے۔ (الاعتصام للشاطبی ص ۱۳۱)

اصل بات یہ ہے کہ نوافل کے انفرادی عمل کو نبی ص نے تراویح کے سوا گھروں میں الگ الگ ادا کرنے کی ترتیب دی ہے نوافل اور مستحبات جب انفرادی شکل چھوڑ کر اجتماعی اختیار کر لیتے ہیں۔ پھر مساجد میں اصول بن کر ہر روز یا ہر نماز کے ساتھ یا ہر جمعہ کا دستور بن جاتے ہیں پھر بلند آواز کی بدعت بھی شامل ہو جاتی ہے تو اب وہ مستحب مستحب نہیں رہے گا۔ اس کی اصلاح کا طریقہ صرف ایک ہے کہ اس کی علانیہ صورت بالکل ختم کر دی جائے۔

ترک مستحب کی دلیل

چنانچہ حضرت قاری کا ارشاد غور سے پڑھیں۔ من اصر علی منعب وجعله عزما ولم یعمل بالرخصته فقد اصاب منه الشیطان من الاضلال۔ جو شخص کسی مستحب کام پر اصرار کرے اور اسے عزیمت بنا لے رخصت پر عمل نہ کرے تو شیطان اس کو گمراہ کرنے میں کامیاب ہوا۔ جب مستحب پر اصرار کا یہ حال ہے وکسی بدعت یا برے کام پر ضد کرنے کا کیا حال ہو گا۔ قاری صاحب کے الفاظ یہ ہیں۔

فیکف من اصر علی بدعته اومنکر ص ۳۵۳ مرقاۃ شریف

حضرت قاری علیہ رحمتہ الباری نے یہ اصول سیدنا عبد اللہ بن مسعود کے اس قول کی شرح میں فرمایا ہے کوئی شخص اپنی نماز کا کچھ حصہ شیطان کو نہ دے اس اعتقاد کی بناء پر کہ نماز ختم کر کے دائیں طرف منہ پھیرنا ضروری ہے کیونکہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بار ہا بائیں طرف منہ پھیرتے دیکھا۔

ترک مستحب کی دوسری دلیل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترک مستحب کی دوسری دلیل

دوسری دلیل بھی حاضر ہے کہ مستحب عمل کو کسی مغالطہ سے بچنے کے لیے چھوڑنا بہتر ہے سیدنا ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورہ سجدہ پہلی رکعت میں اور سورہ دھر دوسری رکعت میں پڑھتے تھے۔ حدیث سے اتنا تو معلوم ہوا کہ آپ کا دائمی نہ سہی اکثری عمل تو تھا جیسا کہ علماء کی تصریحات بھی موجود ہیں۔ سنت نہ سہی تو مستحب ہونا یقینی ہے۔ پھر بھی حنفی اور مالکی علماء نے تو مطلقاً" اس عمل کو جاری نہ رکھا مستحب کی پابندی سے عوام اس کو ضروری بنا لیتے ہیں جیسا کہ جاہل لوگ نوافل کو بھی فرائض کا حصہ سمجھتے ہیں لیکن شافعی حضرات اس عمل کو سنت یا مستحب سمجھ کر پابندی کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلی رکعت میں سجدہ تلاوت دیکھ کر احناف عوام یہ سمجھے کہ شافعی حضرات صبح کی نماز تین رکعت پڑھتے ہیں اور شافعی عوام کو یہ مغالطہ ہوا کہ پہلی رکعت میں جمعہ کی صبح کو سورۃ سجدہ اور دوسری میں سورہ دھر لازمی اور فرضی کام ہے۔ آخر کار شافعی علماء بھی اس بات کے قائل ہوئے کہ عوام کی حفاظت اور نگہبانی کے لیے اس مستحب کو کبھی کبھی چھوڑنا بہتر ہے۔ چنانچہ امام ابن دقیق العید شافعی مسلک کے ممتاز عالم دین کا قول ملاحظہ ہو۔

لکن اذا انتہی الحال الی وقوع ہذہ المفسدۃ فینبغی ان تترکا حیانا" لتدفع۔

لیکن جب معاملہ اس خرابی تک پہنچا ہے تو مناسب ہے کہ اس عمل کو کبھی چھوڑ بھی دیا جائے تاکہ لوگوں کا مغالطہ دور ہو سکے۔ آگے فرماتے ہیں۔

فان المستحب قد یترک لدفع المفسدۃ المتوقعۃ

کیونکہ مستحب کو بھی متوقع خرابی سے بچنے کے لیے ترک کر دیا جاتا ہے یعنی مستحب کی پابندی سے خرابی پیدا تو نہیں ہوئی لیکن فساد یا بگاڑی کی توقع ہے تو مستحب کو ترک کر دیا جاتا ہے (خرابی اور بگاڑ یہ ہے کہ مستحب کی پابندی سے عوام اسے دین کا ضروری اصول سمجھ لیں گے) آگے فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ خرابی چھوڑ دینے سے اور ترک کرنے سے بعض اوقات دور ہو جاتی ہے چنانچہ ابن عربی کا قول ہے مناسب ہے کہ ایسا کام جو حدیث سے ثابت ہے عام طور پر تو کیا جائے لیکن کبھی کبھی عوام کی اصلاح کے لیے چھوڑا بھی جائے تاکہ عوام اس مستحب کو سنت نہ بنا لیں اور سنت مستحب میں فرق کرنے کا طریقہ اور قاعدہ یہی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۲۹)

حضرت مولانا علی قاری نے اور بھی زیادہ وضاحت فرمائی ہے ملاحظہ فرمادیں۔

وقال جمع من الشافعیتہ الخ

بریلوی مکتب فکر کے مفتی محمد حسین نعیمی صاحب نے ایک اخباری بیان میں عاشورۂ محرم اور ربیع الاول کے جلوسوں' جلسوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا تھا' کہ "یہ جلسے جلوس یادگاروں کے سلسلے میں نکالے جاتے ہیں یہ مذہبی نقطہ نظر سے نہ فرض میں نہ واجب۔ انہوں نے کہا کہ ہر وہ عمل جس سے کسی نقصان کا احتمال ہو اس پر پابندی ضروری ہے انہوں نے کہا کہ انسانیت کو قتل عام سے بچانے کے لیے مستحسن چیزوں کو ترک کیا جا سکتا ہے (روز نامہ جنگ لاہور ۱۳' اکتوبر ۱۹۸۶)

ترجمہ : حضرات کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ یا تو امام جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا کبھی کبھی چھوڑ دے یا پھر سجدہ کی آیت پر سجدہ نہ کرے کیونکہ عوام کا اعتقاد ہو چکا ہے کہ جمعہ کی صبح کو ان دونوں سورتوں کا پڑھنا ضروری ہے اور جو امام مسجد جمعہ کے دن صبح کی نماز میں یہ دونوں سورتیں نہ پڑھے۔ شافعی مذہب کے عوام اس پر انکار کرتے ہیں برا سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد قاری صاحب فرماتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اس پابندی کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعض عوام یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ شافعی مذہب میں جمعہ کے دن صبح کی نماز تین رکعت ہے۔ اس مغالطہ کی وجہ ایک مستحب کی سخت پابندی ہے اسی لیے حنفیہ اور مالکیہ نے اس عمل کو بالکل چھوڑ دیا کہ عوام جہلاء کو مغالطہ نہ ہو تو ان کو یعنی شافعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرات کو چاہیئے کبھی ایسا کیا کریں۔ (مرقاۃ شریف ص ۲۹۴)

علماء بریلی کی خدمت میں ہمدردانہ اپیل

شیخ المشائخ حافظ حدیث علی الاطلاق یگانہ آفاق علامہ عسقلانی اور سید العلماء و الفقہا و المحدثین مولانا علی قاری کے ارشادات کے بعد مولانا احمد علی قصور اور مولانا مفتی غلامی سرور اور دیگر علماء بریلی کی خدمت میں گزارش۔

آپ حضرات آج تک اس خاص مسئلہ پر کوئی حدیث ضعیف یا علماء سلف کا قول و عمل پیش نہیں کر سکتے اور ضعف حدیث سے کسی عمل کا سنت ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ بریلوی بھی فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں۔

ان الاستنا الا یثبت بالحدیث الضیعیف (فتاویٰ رضویہ ص ۱۱)

پھر آپ لوگ درود شریف کو نو ہزار بار مستحب اعلیٰ درجہ کی عبادت قربت کہہ سکتے ہیں لیکن اذان سے قبل بلند آواز کے ساتھ اعلان درود شریف کا جواز بھی ثابت کرنا مشکل ہے کیونکہ سارے دین میں اس کام کی کوئی نظیر اور مثال نہیں ملتی۔ مستحبات کا اعلان تشہیر دین کے مزاج میں نہیں ہے۔ پڑھنا ضروری ہے اور بس۔ اللہ نے فتنہ کو قتل سے سخت بتایا۔ تجربہ کے لیے ایک دن کسی موذن کو کہہ دیجئے آج اذان سے پہلے درود شریف آہستہ پڑھنا اول مانے گا نہیں لیکن اگر مان گیا تو دیکھیے جب نمازیوں سے مسجد بھر جائے گی تو وہ شور مچے گا کہ خدا کی پناہ۔ آج کون وہابی یہاں آگیا کس نے اذان کہی تھی درود شریف کے دشمن کہاں سے آگئے۔ لڑنے مرنے پر تیار ہو جائیں گے اور خدا نخواستہ اگر موذن نے آپ کا نام بتا دیا تو آپ کی بھی خیر نہیں۔ یہ ہے آپ کا مستحب۔

حضرات فقہا نے عوام کو ہر قسم کے مغالطہ سے بچانے کا پورا فکر کیا ہے حنفیہ اور مالکیہ نے تو بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دائمی یا اکثری عمل ماننے کے باوجود عوام کو مغالطہ سے بچانے کی خاطر یہ عمل ترک کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیا۔ رہے شافعی حضرات تو ان کی ایک فقیہ جماعت نے اصول اس بات کو مان کر گاہ بگاہ چھوڑنے کا اعلان کر دیا۔ تو یہ سنت دائمی یا عمل اکثری کا ترک آپ حضرات کے لیے بھی قابل غور ہے۔ حضرت قاری کا جملہ قابل توجہ ہے۔

لان العامته یعتصدون وجوب قرائته ذالک و ینکرون علی من ترک ذالک

کیونکہ شافعی عوام ان دونوں سورتوں کا پڑھنا ضرورتی سمجھے ہیں اور جو امام نہ پڑھے اس کو برا جانتے ہیں (انکار منکر پر ہوتا ہے اور منکر معروف کی ضد ہے)

نوافل پوشیدہ ادا کرنے کی دلیل

اس سلسلہ میں ایک گذارش یہ بھی ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ چاشت کی نماز صلوٰۃ الضحیٰ میں نے پڑھتے ہوئے آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود کبھی نہیں دیکھا لیکن خود میں اس اہتمام سے پڑھتی ہوں کہ اگر میرے ماں باپ پھر جی اٹھیں تو ان کی خوشی میں بھی نہیں چھوڑوں گی۔ کبھی پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا لیکن علم حاصل ہے کہ کبھی کبھی آٹھ رکعت پڑھتے تھے۔ نوافل میں انفرادیت کی حد ہے۔

تثویب کا بیان

مفتی صاحب فرماتے ہیں فقہا نے آذان کے بعد جماعت سے کچھ پہلے تثویب کو مستحب قرار دیا ہے۔

جواب : اب حضرت مفتی نے پتہ کی ایک بات فرمائی ہے۔ آذان کے بعد اقامت سے کچھ پہلے تثویب مفتی صاحب کو معلوم تو ہوگا کہ اذان سے کسی قدر بعد اور اقامت سے کتنا پہلے۔ اسی بات کو اگر کھول کر بتا دیتے تو ساری سازش اور منصوبہ ناکام ہو جاتا۔ معلوم ہے کہ ظاہر الروایت میں اس وقفہ کا بیان مجمل ہے اس لیے ہدایہ کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبارت لکھ دی لیکن حسن بن زیاد نے جو امام ابو حنیفہ سے تفصیلی وقفہ کی روایت ہے اسے چھوڑ دیا ہے۔ وہ تفصیل یہ ہے۔

تثویب یعنی آذان کے بعد دوبارہ لوگوں کو اطلاع دینا۔ یاد دہانی اس کا وقت صحیح روایت کے مطابق آذان کے بعد ہے۔ حسن کی روایت کے مطابق موذن آذان کے بعد بیس آیات پڑھنے کی مقدار ٹھہر کر دوبارہ بلند آواز سے حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح دو دو بار کہے پھر اتنی دیر یعنی بیس آیات کی تلاوت کا وقت اور ٹھہر جائے پھر اقامت کہے۔ لیکن یہ دونوں لفظ ضروری نہیں ہیں کسی شہر کے لوگوں میں جو لفظ بھی اطلاع کے لیے مروج ہو جائے وہی کافی ہے مثلاً نماز نماز دو دفعہ تیار تیار دوبار یا مثلاً صلوٰۃ و سلام کے الفاظ برائے تثویب کیونکہ درود و سلام مبارک کلمات ہیں بہ نسبت دوسرے الفاظ کے بہتر ہے۔ آذان و اقامت کے درمیان مغرب کی نماز کے علاوہ باقی نمازوں میں بیٹھنا بھی سنت ہے اور مغرب کی نماز میں تین چھوٹی آیات کی مقدار وقت میں خاموشی یہی فاصلہ ہے تو صبح کی آذان میں اور اقامت میں چالیس آیات کا فاصلہ ہوا۔ ظہر کی آذان اور اقامت کے درمیان چار رکعت سنت میں تقریباً دس آیات پڑھے اتنا فاصلہ۔ اتنا ہی عشاء کے وقت اور عصر میں فاصلہ یہی ہے لیکن مفتی صاحب کے ہاں پیمانہ سانس کا ہے ایک سانس میں صلوٰۃ و سلام اور دوسرے سانس میں اذان۔ دیکھو ص ۲۔

وقفہ اور وقف پھر وقف کی قسمیں اختیار اور اضطرار پھر فن قراءت کے مسائل۔ وقت کی تعریف۔ آذان میں ترسیل اور اقامت میں حدر۔ پھر اختیاری کی تین قسمیں پھر یہ عجیب و غریب فلسفہ کہ قراء کا وقفہ اور فقہا کا فصل ایک ہی چیز ہے۔ ص ۵۱ سے چل کر ص ۵۶ تک نہایت بے موقع بے محل بے معنی اور خارج از بحث باتیں لکھی ہیں اور مغرب کے وقت کا فاصلہ جسے فقہاء سکتہ کہتے ہیں جو دو خطبوں کے درمیان بیٹھنے کی مقدار ہے یا تین چھوٹی آیتیں پڑھنے کا وقت اس کو پوری وضاحت سے بیان کیا اور ظہر عصر عشاء اور صبح کی آذان و اقامت میں جو آدھ پون گھنٹہ فاصلہ ہوتا ہے اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ذکر تک نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تثویب کا مسئلہ چھیڑ تو دیا لیکن اس کی وضاحت سے مشکل پیش آئے گی۔ اتنے بڑے بڑے فاصلے درود شریف اور اذان میں ہو جائیں تو بدعت کی موت واقع ہو جائے گی۔ مفتی صاحب نے درود و سلام اور آذان کو قرآن مجید کی مسلسل تلاوت کا حکم دے کر وقف تام کا وقفہ دس بارہ سیکنڈ قرار دیا۔ شاباش! فقیہ ہوں تو ایسے۔

معلوم ہے کہ آذان اور اقامت کے درمیان اچھا وقفہ حدیث سے بھی ثابت ہے۔ سیدنا بلالؓ کو آپ نے ارشاد فرمایا اپنی آذان اور اقامت کے درمیان اتنا وقفہ کرو جس سے کھانا کھانے والا کھا کر فارغ ہو جائے اور پینے والا پینے سے فارغ ہو جائے اور قضا حاجت والا حاجت ضروری سے فارغ ہو جائے۔ (مشکوۃ باب الاذان) فراغت کے بعد مسجد کو آنے اور وضو کرتے میں بھی وقت خرچ ہوتا ہے۔

بیشک سلف صالحین تو صبح کے سوا کسی نماز میں تثویب کو پسند نہ فرماتے تھے چنانچہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے متعلق ثابت ہے کہ آپ نے مسجد میں کسی شخص کو صبح کے علاوہ کسی نماز میں تثویب کرتے سنا تو آپ نے اپنے ساتھی کو فرمایا اٹھو اس بدعتی کے پاس سے نکل چلیں کہیں اور کسی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں اور جناب علیؓ نے ایسے موقعہ پر فرمایا اس بدعتی کو اس مسجد سے نکال دو۔ (مرقاۃ ص ۱۵۳ ج ۲) البحر الرائق میں بھی تقریباً ایسا ہی لکھا ہے لیکن حضرات متاخرین نے استحسان کے درجہ میں اسے جائز رکھا ہے اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ جناب سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز کے لیے جا رہے تھے تو راستہ میں جو بھی ملتا اس کو نماز کے لیے بلاتے اور سوئے ہوئے کو دیکھتے تو حرکہ برجلہ اپنے پائے مبارک سے اس کو ہلا دیتے۔ یہ بھی تثویب معلوم ہوتی ہے حنفی مسلک کے لوگ تو تثویب کو بدعت نہیں کہتے کیونکہ تثویب کسی قدر عہد نبوت میں ثابت ہے۔ اہل حدیث حضرات ہو سکتا ہے کہ بدعت کہتے ہوں لیکن فقہاء حنفیہ نے جس قدر وقفہ اذان اور اقامت میں تجویز فرمایا ہے اس کے ہوتے ہوئے عوام کو کسی قسم کا مغالطہ تو نہیں پیدا ہوتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقیقت میں سب سے بڑا معاملہ تو عوام کو مغالطہ سے بچانا ہے یعنی جب کسی رسم کو پابندی سے کیا جانے لگے تو اسے دین کا حصہ سمجھ لیتے ہیں۔ تثویب صبح کے لیے تو حدیث سے ثابت ہے باقی نمازوں کے لیے ممانعت تو نہیں اور ترمذی کی حدیث لا تثو بن فی شئی من الصلوٰت بقول امام ترمذیؒ ضعیف ہے۔ اسی لیے شیخ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ہمارے علماء یعنی شافعی حضرات نے چار باقی نمازوں میں تثویب کو اس حدیث کی بنا پر منع نہیں کیا کیونکہ اس حدیث کا ضعیف ہونا ثابت ہے بلکہ من احدث فی امرنا الحدیث سے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔ قاعدہ استحسان ائمہ اربعہ کے ہاں ثابت اور مسلم ہے بلکہ اسلام کے بنیادی دور میں بھی ملحوظ ہے نقود کا قرض کے طور پر لینا دینا اور بیع سلم پھر درخت پر نہ پکے ہوئے پھلوں کی بیع سے منع کرنے کے باوجود عرایا کی اجازت قاعدہ استحسان کا اصل ہے صبح کی نماز کے لیے تثویب کی اجازت غفلت کی بناء پر تھی اب جاگتے ہوئے غافلوں پر بھی اس حکم کو قیاسی خفی سے پھیلا دیا گیا۔ ایک قیاس کو چھوڑ کر دوسرے قیاس پر عمل کرنا کسی واقعی ضرورت کی بنا پر استحسان ہے یا ایک دلیل سے دوسری دلیل کی طرف' اور عبادت کے شوق میں اپنے پاس سے کوئی نیا طریقہ اختیار کرنا بدعت ہے۔

حضرت مفتی کا ارشاد

یہ بات مسلم ہے کہ کسی چیز کا ثبوت نہ ملنا اس کے ممنوع اور ناجائز ہونے کی دلیل نہیں (ص ۲۶) ممنوع اور ناجائز ہونے کے لیے دلیل شرعی کا وجود ضروری ہے۔

جواب: ثبوت نہ ملنا بے ثبوت ہونا غیر منقول ہونا ہمیشہ سے اس کا نہ ہونا اور آج دین بن کر سامنے آجانا بدعت ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ہمیشہ سے علماء دین غیر منقول باتوں کو بدعت کا خطاب دیتے آئے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں فتاویٰ شامی کی چند مثالیں حاضر ہیں۔

۱۔ بعض خطیب دوسرے خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت دائیں طرف اور بائیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طرف منہ پھیرتے ہیں کسی کتاب میں اس عمل کا ذکر نہیں ہے۔ کہیں بھی منقول نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ بدعت ہے اسلیے اسے ترک کرنا مناسب ہے تاکہ سنت کا وہم نہ ہو پھر میں نے امام نووی کی کتاب منہاج میں دیکھا کہ کسی خطبہ میں بھی ابن حجر نے اس کی شرح میں لکھا کیونکہ یہ بدعت ہے۔ فتاویٰ شامی ص ۵۴۴ ج ۱

دیکھیے منقول نہ ہونے کی وجہ سے بدعت ہے۔

۲۔ شیخ ابن حجرؒ نے تحفہ میں لکھا ہے کہ آج کل جو رسم شروع ہوئی ہے کہ خطیب حضرات دوسرے خطبہ میں منبر کے نچلے درج پر اتر کر پھر اوپر چڑھ جاتے ہیں یہ قبیح بدعت ہے یعنی بدصورت بدعت ہے۔ (فتاویٰ شامی ص ۵۵۲)

۳۔ لان ذکر اللہ الخ کیونکہ ذکر الٰہی کو جب قصداً اور ارادۃً کسی خاص وقت کو چھوڑ دوسرے وقت کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے یا ایک چیز کے ساتھ مخصوص کر دیا جائے جو شریعت کی طرف مقرر نہیں تھی جس کا حکم نہیں تھا تو وہ خلاف شرع ہوگا۔ (البحر الرائق ج ۲ ص ۵۹)

معلوم ہوا کہ ہر قسم کی تخصیصات اور تعینات خلاف شرع اور خلاف مشروع ہیں۔

۴۔ تخصیص الزکر الخ کسی ذکر کو کسی وقت کے ساتھ مخصوص کرنا جو شرع میں نہیں آیا ناجائز ہے۔ جو شریعت میں منقول نہیں ہے وہ وقت اپنی طرف سے مقرر کرنا غیر مشروع اور ناجائز ہے۔ (فتاویٰ شامی ص ۵۵۷)

۵۔ لانہ لم ینقل کیونکہ وتر کی جماعت علاوہ رمضان نہ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے نہ کسی صحابی سے۔ اس لیے یہ بری اور ناپسند بدعت ہوگی۔ کبیری شرح منیۃ المصلی ۴۰۱

۶۔ جو اذکار دین میں آئے ہیں ان پر بس کرنے میں اشارہ ہے اس بات کا کہ میت کو قبر میں داخل کرتے وقت آذان کہنا سنت نہیں ہے جیسا کہ آج کل لوگوں کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عادت ہے۔ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ یہ اذان بدعت ہے اور جس نے یہ گمان کیا کہ یہ سنت ہے بچہ کی پیدائش کے وقت پر قیاس کرتے ہوئے کہ انتہا و ابتداء ایک ہو جائے اس نے غلطی کی۔

اور ہمارے علماء نے وضاحت سے لکھا ہے کہ نمازوں کے بعد مصافحہ مکروہ ہے گو مصافحہ سنت ہے لیکن وجہ یہ ہے کہ اس خاص موقعہ پر مصافحہ منقول نہیں ہے تو اس کی پابندی سے عوام کو سنت ہونے کا وہم پیدا ہوگا اسی لیے لوگوں کو صلوۃ الرغائب سے منع کیا گیا ہے جس کو بعض متعبدین نے ایجاد کیا تھا کیونکہ یہ نماز خاص راتوں میں اس طریقہ سے منقول نہیں ہے۔ فتاویٰ شامی ج ا ص ٦

٧۔ ساتواں نمبر اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ النفائس المرغوب فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ سے لیا ہے۔ سنن نوافل سب سے فارغ ہو کر امام کا جماعت کے ساتھ دعا مانگنا کہیں منقول نہیں یہ طریقہ لائق ترک ہے۔ ص ۵۱

بے ثبوت اور غیر منقول ہونا شرعی دلیل ہے غیر مشروع اور ناجائز کی اور قابل ترک کی۔

٨۔ تاج الشریعت نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے کہ اجرت پر قرآن پڑھنے سے پڑھنے والا بھی ثواب کا حقدار نہیں ہوتا اور نہ میت کو ثواب ملتا ہے اور علامہ عینی نے شرح ہدایہ میں فرمایا ہے کہ مال دنیا کی خاطر قرآن پڑھتے والے کو منع کیا جائے۔ لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں جو پارے اجرت پر پڑھنے کا رواج ہے یہ جائز نہیں ہے کیونکہ پڑھ کر ثواب پڑھانے والے کو دیا جاتا ہے اور پڑھنا مال کے لیے ہے جبکہ پڑھنے والے کو نیت کی خرابی کی وجہ سے ثواب نہیں ہوتا تو پڑھانے والے کو ثواب کہاں سی ملے گا۔ قرآن مجید کی تعلیم پر تو اجرت ضرورت کی بناء پر جائز ہے لیکن پڑھنے پر اجرت باطل ہے اور یہ بدعت ہے۔ کیونکہ خلفاء راشدین سے ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامی ج ۵ ص ۳۵ (اجرہ فاسد ۵)

۹- الطریقة المحمدیہ کی تیسری فصل میں بدعتی اور باطل امور میں یہ بھی لکھا ہے۔

باطل بدعتوں میں سے ایک یہ بھی ہے جس پر لوگ نیکی سمجھ کر الٹے ہوئے ہیں کہ میت کی طرف سے کھانا پکانا اور موت کے دن یا اس کے بعد مہمان نوازی کرنا اور قرآن مجید پڑھنے والوں کو روپے دینا اس کی روح کو ثواب پہنچانے کی خاطر یا کلمہ شریف پڑھا کر روپے دینا یہ سب بری اور باطل بدعتیں ہیں روپے لینے والا تلاوت کے لیے گنہگار ہوگا۔ (فتاویٰ شامی ج ۵ ص ۳۵)

حضرات مجتہدین اور فقہا بھی بہت سی بدعتوں کے موجد تھے

مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ صحابہ و تابعین کرام کے بعد شمار اچھے کام رائج ہوئے ور بزرگان دین نے رائج کیے..... بعد کے فقہاء اور علماء نے اخلاص کی کمی محسوس کرتے ہوئے کچھ مستحبات جاری کیے۔ حدیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم من سن فی الاسلام سنتہ حسنتہ یعنی جو شخص اسلام میں کوئی میں کوئی اچھی بات رائج کرے گا اسے ثواب ملے گا۔ اور اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا اور مطابق قول حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ مارا ہ المسلمون حسنا" فھد عند اللہ حسن جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عند اللہ اچھا ہے۔ اس قسم کے بہت سے کام ہیں مثلاً ہدایہ میں ہے کہ حاجی طواف وداع کے بعد جب واپس ہونے لگے تو اس کے لیے مستحب ہے الٹے پاؤں پھرنا۔

رسالہ مفتی صاحب ص ۲۸، ۲۷

جواب : مفتی صاحب کا مطلب واضح لفظوں میں یہ ہے کہ اجتہاد اور مجتہدین کے جو سات طبقے ہیں ان میں ایک آٹھواں فرقہ بریلوی حضرات کو بھی مان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیا جائے کیونکہ ہم لوگ بھی درجہ اجتہاد میں ہیں حضرات فقہا کرام کی تخریجات ترجیحات تحقیقات میں ہمارا اذان سے پہلے سلام پڑھنا بھی شامل کیوں نہ ہو۔ چھوٹا منہ بڑی بات اسے کہتے ہیں تو ہماری بدعت میں کیا حرج ہے۔

بدعت جاری کرنے کی دلیل

مفتی صاحب نے یہاں دو دلیلیں پیش کی ہیں۔ پہلی دلیل من سن فی الاسلام پر تبصرہ یہ ہے۔ من سن فی الاسلام سنته حسنته الحدیث جس نے اسلام میں اچھی سنت جاری کی تو اس کو اپنا اور دوسرے عمل کرنے والوں کا اجر ملے گا اور جس نے بری سنت جاری کی تو اس پر اپنا اور دوسرے عمل کرنے والوں کا بوجھ ہو گا (حدیث) غور سے معلوم ہو گا کہ حدیث میں سنت جاری کرنے کا مطلب نئی سنت بنا کر دین میں جاری کرنا نہیں ہے۔ معاذ اللہ یہ تو مسند نبوت پر بیٹھنا ہے بلکہ آپ کی کسی ثابت شدہ سنت پر عمل کر کے اس کو زندہ کرتا ہے عمل کا نمونہ بن کر دوسرے لوگوں کی ہمت بڑھاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا جابرؓ کی روایت سے معلوم ہو گا فرماتے ہیں:

دن کے پہلے حصہ میں ہم لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی جن کے پاؤں میں جوتا اور بدن پر کپڑا نہ تھا چیتے کی کھال پہنے ہوئے گلے میں تلواریں لٹکائے ہوئے ان کی اکثریت قبیلہ مضر سے تھے۔ ان کی خستہ حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کا رنگ فق ہو گیا۔ پہلے اپنے گھر تشریف لے گئے (کہ صدقہ کی گنجائش ہو تو گھر سے دیں) پھر نماز کا وقت ہوا تو حضرت بلالؓ کو اذان کا حکم دیا۔ پھر اقامت پھر نماز ہوئی پھر آپ نے خطبہ دیا:

یاایھا الناس اتقوا ربکم الذی۔ الآیه

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا اور اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اس کا جوڑا پیدا کی اور ان دونوں کی اولاد سے بہت سے مرد عورتیں پھیلا دیں۔

اور دوسری آیت سورہ حشر کی تلاوت فرمائی:

یا ایھا الذین آمنوا تقو اللہ آلآیہ

اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور ہر شخص سوچ لے کر اس نے کل کے لیے آگے کیا بھیجا ہے۔

پھر فرمایا صدقہ کرے آدمی اپنے دنیار سے اپنے درہم سے اپنے کپڑوں سے گندم اور کھجور کے ایک پیانہ سے یہاں تک کہ فرمایا آدھی کھجور سے' تو انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور اتنی بڑی تھیلی اٹھا لایا کہ اس کا ہاتھ اٹھانے سے عاجز ہو چلا تھا۔ اس کو دیکھ کر لوگ لگاتار حسب توفیق لانے لگے یہاں تک کہ میں نے دیکھا اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر لگ گئے ہیں۔ اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگا گویا کہ سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہے اس وقت آپ نے فرمایا جو شخص اسلام میں اچھی سنت جاری کرتا ہے اس کے لیے اپنے عمل کا اجر بھی ہو گا اور جن لوگوں نے اس کے بعد (یعنی اس کو دیکھ کر) عمل کیا ان کا اجر بھی۔ ان کے اجر میں کمی کے بغیر۔ اور جس نے بری سنت جاری کی تو اس پر اس کا اپنا بوجھ بھی ہو گا اور اس پر عمل کرنے والوں کو بوجھ بھی۔

(حدیث صحیح مسلم باب فضل الصدقہ)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اسلام کے بنیادی اصول مثلاً صدقہ دینے میں اس صحابی کی طرح پہل کرتا ہے اس نے سنت ایجاد نہیں کی بلکہ سنت اسلام کو اپنے عمل سے زندہ کیا۔ مقام غور ہے کہ اچھی سنت کے لیے تو آپ نے فی الاسلام کا لفظ ارشاد فرمایا اور بری سنت کے لیے فی الاسلام نہیں فرمایا۔ یہ فرق قابل غور ہے کیونکہ بری سنت اسلام کے اندر نہیں ہے جیسا کہ آدم علیہ السلام کے بیٹے نے قتل کی رسم ایجاد کی تو اب ہر قتل کا گناہ بھی اس پر آتا ہے لیکن جو لوگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعات کو باہر سے لا کر اسلام میں ٹھوس دینے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ چھوڑی ہوئی باتوں کو پکڑتے ہیں۔ سوئے ہوئے فتنوں کو جگاتے ہیں بھولی بسری باتوں کو سنت کا نام دے کر مسلمانوں کو پریشان کرتے ہیں فضلوا اواضلوا

واضح بات ہے کہ اچھی یا بری سنت کی اچھائی یا برائی کس طرح معلوم ہو گی دین کی طرف سے یا عقل کی پسند ہے۔ عقل کی پسند تو معتزلہ فرقہ کا اصول ہے ۔ اور دین کی پسند صرف اس طرح ہو سکتی ہے کہ یا تو دین میں اس کا حکم موجود ہو یا دین کے اصول و قواعد سے حضرات فقہا امت نے اپنے اجتہاد اور غور و فکر سے اسے حاصل یا ہو جیسا کہ حضرات متاخرین فقہا نے طواف و داع میں پیچھے ہٹتے وقت الٹے پاؤں لوٹنا قرآن مجید کے واضح حکم شعائر اللہ کی تعظیم سے لیا ہے جس کا سورہ حج میں دو دفعہ ارشاد ہوا ہے اور اس پر اللہ کی جناب میں بہتری قرب و قبول اور تقوی القلوب کا انعام مرتب فرمایا ہے کیونکہ ادب و احترام عرفی چیز ہے۔ مثال کے طور پر حدیث میں قرآن مجید کو تکیہ بنا کر سر کے نیچے رکھنے سے منع فرمایا حضرات فقہاء نے اس سے کئی مسائل نکالے ہیں۔ قرآن مجید کی طرف پاؤں پھیلانا اوپر کوئی چیز رکھنا اس کی طرف پیٹھ پھیرنا اس پر پاؤں رکھنا اس کو پھینک دینا۔ تصغیر کا لفظ بولنا جس طرح کتاب کو کتابچہ کہتے ہیں۔ سب کام منع میں آ گئے کیونکہ یہ سب کام ادب عرفی کے خلاف ہیں۔ بیت اللہ اور کلام اللہ کا ادب دین کا نشان ہے۔ بدعت کے جواز میں مفتی صاحب نے صحابہ تابعین کے بعد کی مثال پیش کی ہے ورنہ بریلوی حضرات تو خلافت راشدہ کے اجماعی فیصلوں کو پیش کر دیتے ہیں۔ جمع قرآن وغیرہ اور سیدنا عمرؓ کا قول نعمت البدعتہ تو ڈوبتے کو تنکے کا سہارا مل گیا ہے ،حالانکہ خلافت راشدہ کے تمام متفقہ فیصلے سنت قطعی ہیں۔ یہ اجماع صحابہؓ ہیں۔

دوسری دلیل

جناب مفتی صاحب نے بدعت اور ایجاد احداثِ اختراع کے جواز میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری دلیل یہ پیش فرمائی ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ کا قول ماراہ المسلمون حسنا الخ جس بات کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی پسند ہے۔ مسلمون سے مراد کیا ہے دنیائے اسلام کے تمام مسلمان اگر کسی مسئلہ پر متفق ہوں تو یہ اجماع امت ہے بلاشبہ حق کا معیار ہے لیکن اتفاق نہ ہونے کی صورت میں حق کا معیار کیا ہو گا۔ حدیث شریف میں یہ معیار جماعت ہے فرمایا اللہ کا ہاتھ جماعت کے اوپر ہے۔ لوگوں تم جماعت کے ساتھ رہنا جماعت سے الگ ہو کر دوزخ میں جا گرو گے (حدیث) مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑو (حدیث) جماعت کی ایک تفسیر تو اس حدیث میں ہے ماانا علیہ واصحابی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اور آپ کے اصحاب کا۔ دوسری تفسیر یہ ہے السواد الاعظم بڑی آبادی کیا ہے۔ یہی ۷۳ فرقوں سے نجات پانے والا فرق ہے دین میں گنتی اور تعداد کسی خوبی کا معیار نہیں ہے۔ جاہلوں کی کثرت ہمیشہ رہتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت صحابہ اور اہل بیت کی راہنمائی یہی معیار حق ہے۔ یہی جماعت ہے اسی اصول پر دین کی عمارت قائم ہے۔ بدعت نکالنے والے سنت کے دشمن ہیں کسی اختلاف میں حضرات مجتہدین اور ائمہ دین حق کے معیار میں جمہور اہل اسلام یہی ہیں کیونکہ سنت کو پہنچانے والا ایک عالم دین اکیلا دینا بھر کے جاہلوں کا امام ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے فرمایا:

والمراد الحث علی اتباع ماعلیہ الاکثر من علماء المسلمین

لمعات ص ۲۳۸

علماء اسلام کی اکثریت کے اتباع پر ترغیب مقصود ہے۔ سواد اعظم اور بڑی آبادی سے مراد علماء اسلام کی اکثرت کا اتباع ہے۔ حضرت قاری نے فرمایا حدیث بتا رہی ہے کہ مسلمانوں کا اتفاق اور اجماع حق ہے اتفاق کا مطلب علماء دین کا اتفاق ہے اور عوام کے اتفاق کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ کیونکہ وہ علم کی بنیاد پر نہیں ہوتا۔ (مرقاۃ ص ۲۴۹)

ایک ارشاد یوں ہے علیکم بالجامتہ والعامتہ جماعت کا مطلب علماء کا گروہ ہے اور عوام سے رابطہ رکھنا بھی دین کا حکم ہے میل جول رکھے گا کہ دین ان کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھایا جا سکے۔ (مرقاۃ ص ۲۵۵)

البتہ اکثریت خلیفہ کی بیعت میں موثر ہے۔ اعاظم الناس العلماء بڑے بڑے لوگ علماء ہیں۔ مرقاۃ ص ۲۵۰ اور رسالہ ارسال الیدین میں فرمایا

المراد بھم جمیعھم اوا الجمھود منھم (ارشاد القاری ص ۱۱۰)

آج اگر انصاف سے دیکھا جائے تو رابطہ عالم تمام دنیا کے مسلمانوں کی متفقہ راہنما جماعت ہے اور بریلوی حضرات تو اندھیرے گوشہ میں انا ولا غیری کا شور مچا رہے ہیں مفتی صاحب فرماتے ہیں یہ بات کسی کو نہ سوجھی کہ یہ مناسک حج میں زیادتی ہے ص ۲۹

جواب: کیوں نہیں سوجھی۔ شاید آپ نے مناسک القاری نہیں دیکھی فرماتے ہیں طواف و داع سے واپسی کے دو طریقے ہیں۔ اک طریقہ تو یہی ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ سیدھے رخ چلتا جائے اور بار بار رخ پھیر کر بیت اللہ کی طرف دیکھے جدائی کا غم محسوس کرتے ہوئے وقیل ینصرف و یمشی ویلتفت الی البیت کا لمتحزن علی فراقه۔ پھر فرمایا دوسرا طریقہ زیادہ ظاہر ہے اور اکثر لوگوں پر آسان تر ہے اور اس کے ساتھ سب دلائل بھی جمع ہو جاتے ہیں۔

وقال الطرابلسی ومایفعله الناس من الرجوع القهقری فلیس فیه سنته مرویته ولا اثر محکی۔ پر امام زیلعی کا قول نقل کیا ہے۔

ارشاد الساری علی مناسک القاری ص ۱۷۰

قرآن سے ثبوت

جناب مفتی صاحب نے جلی حروف سے عنوان قائم کیا:

اذان سے قبل صلواۃ و سلام کا قرآن پاک سے ثبوت

فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے صلوا علیه وسلموا تسلیما" ○ اس میں صلواۃ و سلام بھیجنے کا حکم عام ہے۔ لہذا اسے کسی قید و شرط کے ساتھ مقید کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم کے اطلاق و عموم کی ترمیم و تنسیخ کرنا ہے جو ہرگز درست نہیں۔ حدیث شریف میں ہے کل شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل ص ۳۰' ۳۱

جواب: اس عبارت کو پڑھتے ہی مفتی صاحب کے علم کی تمام گہرائی سامنے آ گئی۔ القاب کی فہرست میں ایم اے اسلامک لاء سے جو تاثر قائم ہوا تھا وہ بالکل درست ثابت ہوا۔ مفتی صاحب نے اس عنوان کے تحت اطلاق و عموم دونوں لفظوں کو مترادف سمجھ کر بار بار ایک ہی معنی میں استعمال فرمایا ہے پھر قید و شرط دونوں لفظوں کو ہم معنی قرار دیا چنانچہ فرماتے ہیں اذان پڑھنے سے پہلے درود نہ پڑھنے کی شرط اور قید بڑھانا باطل ہوا۔ افسوس کہ اس جماعت میں مسندا فتاء ان لوگوں کو حاصل ہے جو شرط اور قید کو ایک سمجھتے ہیں۔ جو مطلق مقید عام خاص شرط مشروط جیسے الفاظ کو صحیح مقام پر لگانے سے قاصر ہیں۔ جو شرط اور قید کو ایک سمجھتے ہیں جو اطلاق کی نفی کو شرط کہتے ہیں۔ جن کو علمی زبان میں بات کرنا نہیں آتا اور خاموش بیٹھ جانا بھی مشکل ہو گیا۔ رابطہ عالم اسلام کو قائل کرنا تو کجا اپنے عوام کو مطمئن کرنا بھی کٹھن کام ہے۔ ایسے موٹے موٹے عنوان قائم کر کے عوام کو سہارا دیتے ہیں کہ قرآن سے ثابت کر دکھایا۔ کیا مبارک زمانہ تھا جب کہ بریلویت شریف مکہ اور شیخ زینی دھلان کے زیر سایہ متحدہ ہند میں اندر ہی اندر تغیر کے بم چلا رہی تھی اور پوچھنے والا کوئی نہ تھا۔ اب علمی دنیا میں اعلان صلوٰۃ و سلام پر دم گھٹ رہا ہے۔ سب چیزوں کو مباح بنتے بناتے درود شریف کو بھی مباح بنا دیا ہے پھر بد قسمتی یہ کہ عالم اسلام میں ایسی ایک بدعت پر جواب طلبی شروع ہو گئی اگر ساری بدعات کا دنیا بھر کے علماء کو سراغ مل جائے تو پھر یقیناً" اس نئے اسلام کو عالمی احتجاج کا سامنا پیش آئے گا۔

جناب مفتی صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ صلوا علیه وسلموا تسلیما حکم مجمل ہے۔ اس کا بیان سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قولوا اللھم صلی علی محمد الخ مزید بیان کے لیے حضرات صحابہ کے دور شریف موجود ہیں۔ احکام کی تفصیل یعنی فرضیت وجوب سنت استحباب حضرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فقہا امت نے بیان فرمائی ہے یہ سب احکام مجمل کا بیان ہیں نہ کہ مطلق کی تقیید اور نہ عام کی تخصیص۔ مثلاً سات مقامات پر درود شریف پڑھنا مکروہ لکھا ہے۔

ا۔ جماعت کے وقت ۲۔ انسانی حاجت کے وقت ۳۔ مال تجارت خریدار کو دکھاتے وقت ۴۔ ٹھوکر لگ جانے پر ۵۔ تعجب کے موقعہ پر۔ ۶۔ ذبح کے وقت ۷۔ چھینک کے بعد۔

اس کے علاوہ پہلے قعدہ میں بھی درود شریف پڑھنا منع ہے اسی لیے سجدہ سہو کرنا پڑتا ہے اور درود شریف پڑھتے ہوئے نام مبارک پر بھی۔ دیکھو فتاویٰ شامی ص ۳۴۸) مفتی صاحب کے نزدیک یہ تمام تفصیلات باطل شرائط ہوں گی اور قرآن کریم ترمیم و تنسیخ ہو گی۔

پھر شاید آپ کے عقیدہ میں حضرات فقہا کرام کو حق پہنچتا ہے کہ قرآن مجید کی تنسیخ اور ترمیم کریں اور جیسا کہ امر کے صیغے صلواۃ و سلیموا ہیں ایسے ہی امر کے صیغے اقیموا الصلواۃ و آتوالزکواۃ بھی ہیں تو نماز کے لیے مکروہات مفسدات مستحبات سنن واجبات فرائض شروط کا بیان کرنے سے کیا اس حکم میں ترمیم و تنسیخ متصور ہو گی۔ آپ لوگ دین میں کسی زمانہ کا عمل ثابت کریں کہ سلف خلف کے زمانہ میں بطور اعلان درود شریف پڑھا جاتا تھا تو یہ ثابت کرنا ہمارے ذمہ پر ہو گا کہ اس وقت کے علماء نے اس کو بدعت اور ایجاد قرار دیا اسی لیے تو ہم پوچھتے ہیں کہ یہ عمل کب شروع ہوا۔

بہر حال مستحب ہونا یا نہ ہونا

مفتی صاحب نے فرمایا: صلواۃ و سلام ہر حال میں مستحب ہے۔

قرآن مجید کے اسی اطلاق و عموم کا لحاظ کرتے ہوئے علماء نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلواۃ و سلام بھیجنے کو بہر حال اور بہر صورت جائز و مستحب قرار دیا ہے۔ ص ۳۱

جواب: حضرت امام بخاری سخاوی کا قول ملاحظہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات درود شریف پڑھنا تو اس کے متعلق امام شافعیؒ نے فرمایا ہے پسند کرتا ہوں درود شریف کی کثرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر حال میں او جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات تو بہت مستحب ہے۔

القول البدیع ص ۱۴۴

جب مفتی صاحب نے ہر حال کے ساتھ بہر صورت کا لفظ خود شامل کر دیا اور اس پر بڑے فخر سے فرماتے ہیں لیجئے امام شافعیؒ جیسی شخصیت کے فیصلے کے بدع زید عمرو کی بات کی کیا وقعت رہ جاتی ہے۔

حضرت امام شافعیؒ کا قول لکھنے کے بعد فقہا حنفیہ کو زید عمرو بنا ڈالنا حالانکہ فقہا حنفیہ بعض مقامات پر پڑھنا مکروہ قرار دیتے ہیں۔ کوئی شخص مفتی صاحب سے یہ سوال کرتا ہے کہ حضرت جماع اور حاجت ضروریہ کے وقت بھی صلواۃ و سلام مستحب ہے یا ممنوع تو مفتی صاحب کیا جواب دیں گے کل حال کو مدنظر رکھنا ہو گا اسی طرح دوسرے مکروہ اوقات پر بھی غور مطلوب ہے اور کل حال کا ترجمہ ہر حالت میں تو ہو سکتا ہے لیکن بہر صورت بہر وضع بہر کیفیت نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بلند آواز سے پڑھنا ثابت نہیں ہوتا۔ یوں بھی ذکر جہر کے مسئلہ میں احناف اور شوافع کے اختلافات ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو حضرت نافعؒ کی روایت سنا دی جائے۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ کے پہلو میں بیٹھے ہوئے ایک شخص نے چھینک کے بعد کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ پھر آپ نے فرمایا میں بھی کہتا ہوں الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ (کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام دونوں مبارک باتیں ہیں۔ ہر بات کا ایک موقع ہوتا ہے) ولیس ھکذا یعنی مستحب طریقہ جس کا حکم ملا ہے وہ یوں نہیں ہے کہ چھینک کے وقت حمد کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ملا کر پڑھا جائے بلکہ ادب یہ ہے کہ اپنی طرف سے کمی بیشی کے بغیر جو حکم ہے اس کا اتباع کیا جائے) ہمیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقعہ پر یہ سکھایا ہے کہ الحمد للہ علی کل حال ....(لیکن حمد الٰہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ کوئی بھی دوسرا ذکر ملا کر پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ کیونکہ جو شخص بھی سنے گا وہ یہ وہم کرے گا کہ شاید یہ سلام کا موقع بھی ہے یہاں سلام پڑھنے کا حکم ہے) حدیث مع شرح از مرقاۃ ص ۱۰۰، ۹

جب حمد الٰہی کے ساتھ سلام ملانا غیر مستحسن ہے تو اذان جو دعوت نامہ ہے کہ ساتھ درود و سلام ملانا کب بہتر ہو گا۔ حضرت نافعؒ کی روایت سے معلوم ہوا کہ سلام ہر حالت میں پڑھنا اچھا نہیں ہے۔ بے موقع پڑھنے میں عوام کا عقیدہ بگڑنے کا خطرہ ہے یہی مغالطہ ہے جس سے بچانے کے رابطہ عالم اسلامی نے سفارش کی ہے کہ درود و سلام اذان سے قبل بلند آواز سے پڑھنا اذان کی جزئیت کا شبہ پیدا کرتا ہے اور سد ذریعہ دین میں بہر حال مطلوب و محبوب ہے۔ دین میں احتیاطی تدابیر قدم قدم پر موجود ہیں۔ فتاویٰ شامی ایک عبارت ملاحظہ ہو۔

سجدة الشكر مستحبته فكره بعد الصلواة الخ یعنی کسی نعمت کے ملنے پر اور کسی آفت کے ٹل جانے پر شکر کا سجدہ مستحب ہے لیکن مسجد میں نمازیوں کے سامنے مکروہ ہے کیونکہ جاہل لوگ دیکھا دیکھی اسے سنت اور واجب بنالیں گے اور ہر مباح کام جس کو دیکھ کر لوگ دین سمجھنے لگیں وہ مکروہ ہے

درمختار مع شامی ص ۵۶۴ دیکھیے

عوام کی جہالت پر رحم کرتے ہوئے علماء دین نے احتیاط کی کوشش پوری کی ہے بلند آواز سے درود شریف اور سلام کا دین کی کسی کتاب میں ذکر تک نہیں آیا۔ ہمارے ملک میں پچاس سال سے زیادہ مدت نہیں گزری کہ کوئی مسلمان بھی اس رسم سے آشنا نہ تھا، اب سنت بن گئی ہے بریلوی علماء روکنا چاہیں تو اب یہ ان کے بس کا روگ نہیں۔

کل حال کی رٹ لگانے والے اس بات پر غور فرمائیں کہ اصل مسئلہ درود شریف اور سلام پڑھنا نہیں ہے بلکہ بلند آواز سے پڑھنا ہے۔

نوٹ: القول البدیع میں لکھا ہے کہ ذبح اور چھینک کے وقت درود شریف پڑھنا امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شافعی جائز قرار دیتے ہیں۔ ص ۱۴۴

حدیث سے ثبوت

اذان سے پہلے درود شریف پڑھنے کا حدیث سے ثبوت۔ ص ۳۱

مفتی صاحب نے حدیث پیش کی ہے۔ جس اچھے کام کی ابتداء اللہ کی حمد اور مجھ پر درود پڑھنے سے نہ کی جائے وہ برکت سے خالی ہے"

کیا اچھا ہوتا کہ مفتی صاحب اس حدیث پر غور فرما لیتے اللہ کی حمد و ثنا اذان کے کلمات ہیں اذان کے بعد درود شریف پھر نماز پڑھی جائے۔ جیسا کہ دستور ہے دین کے ہر بیان ہر خطبہ میں ترتیب طبعی یہی ہے' پہلے اللہ کی حمد و ثنا پھر دوسرے نمبر پر درود شریف تو آپ لوگوں نے اس ترتیب کو الٹ کر پہلے درود شریف پھر اذان یعنی اللہ کی حمد و ثناء پھر نماز' کیا ہر کام میں بے اصولی آپ کا امتیازی نشان ہے۔ کیا اپ لوگ نماز کو علم مفاد نہیں سمجھتے اور کیا کسی خطبہ میں حمد و ثنا سے پہلے بھی درود شریف ہو سکتا ہے۔ حمد و اللہ وصلوا علی بنتیه اس ترتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل مقصود و حمد حق تعالٰی ہے پھر اس مالک کو خوش کرنے کے لیے اس کے حکم کی تعمیل میں اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر صلواۃ و سلام پڑھا جاتا ہے لیکن آپ لوگ اذان سے پہلے صلواۃ و سلام پڑھتے ہیں اس معکوس ترتیب کا مطلب یہ ہو گا کہ اصل مقصود و صلواۃ و سلام ہے اور اذان ایک ضمنی اور تابع چیز ہے۔ مولائے روم نے فرمایا:

ہرچہ گیرد علتی علت شود

اور تحقیقی جواب یہ ہے کہ درود شریف کے اعلان کا ثبوت نہیں ہے۔

اذان کے بعد یا پہلے درود شریف

مفتی صاحب نے فرمایا۔ مواقع درود شریف میں ایک موقع اذان بھی ہے۔ مفتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب نے یہاں شفاء کا حوالہ پیش کیا ہے:

عند ذکرہ وسمعا اسمہ اوکتابتہ او عند الآذان

جب آپ کا ذکر شریف ہو رہا ہو جب آپ کا نام مبارک سن لیا جائے یا جب لکھا جائے یا جب اذان ہو جائے چار موقعوں پر درود شریف چاہیے۔ اب یہ فیصلہ مفتی صاحب فرمائیں کہ درود شریف آپ کے ذکر سے پہلے ہے یا بعد۔ نام مبارک سننے سے پہلے ہے یا بعد نام مبارک لکھنے سے پہلے یا بعد جب ذکر ہو رہا ہے تو سننے والے سن کر یا نام مبارک سن کر درود پڑھیں گے پہلے تو پڑھا نہیں جاتا اسی طرح لکھنے کے بعد اسی طرح اذان کے بعد کیونکہ اذان کے بعد پڑھنا تو حدیث صحیح سے ثابت ہے مفتی صاحب عند کا ترجمہ اذان سے پہلے تو نہ کر سکے لیکن ربی زبان سے فرما دیا عند الاذان پر خوب غور فرمالیجئے۔ اذان کے وقت کی تفصیل کچھ نہیں بتائی کہ اذان کہنے والا ہر کلمہ کے ساتھ صلواۃ و سلام پڑھنے یا پہلے یا پیچھے۔ جب کہ اذان سے پہلے پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ کوئی بھی حدیث ضعیف بھی ہوتی تو لے آتے حضرت امام سخاوی نے فرمایا عند جامتہ الموذن۔ حافظ بدر الدین عینی اور امام حجر صاحب فتح الباری فرماتے ہیں:

باب الدعاء عند النداء ای عند تمام النداء اذان کے وقت یعنی اذان ختم ہونے کے وقت جیسا کہ صحیح مسلم شریف سے ثابت ہے موذن کے ساتھ اذان کے کلمات کہو پھر مجھ پر درود پڑھو' پھر وسیلہ کی دعا مانگو۔

عند الاذان کے معنی اگر اذان کے وقت کے ہوں تو معنی یہ ہو گا کہ اذان کے وقت میں اذان نہ کہو درود شریف پڑھتے رہو۔ علماء بریلی نے اعلی حضرت سے چل کر آج تک کتابی دنیا میں کیا کچھ نہیں کیا۔ فالی اللہ الشتکی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب سے بڑی دلیل

سلطان ایوبی کا کارنامہ۔ رسالہ ص ۳۴

مفتی صاحب شیخ سلمان کے حوالے سے لکھتے ہیں :۔

وکان حث فی ایام السلطان صلاح الدین بن ایوب ان یقال الخ

ترجمہ :۔ سلطان صلاح الدین کے عہد میں یہ بات ایجاد ہوئی کہ ہر رات صبح کی اذان سے پہلے مصر اور شام میں السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا اور یہ بات ۷۶۷ھ تک چلتی رہی۔ پھر اس میں پولیس افسر صلاح الدین برلسی کے حکم سے الصلوۃ کا لفظ بڑھا دیا گیا۔ یہاں تک کہ اسے ہر اذان کے بعد کر دیا گیا اور اب تک جاری ہے۔

ترجمہ مفتی صاحب :۔ اذان سے قبل صلوۃ و سلام کا اہتمام خاص اور التزام کے ساتھ سلطان صلاح الدین ایوبی کے زمانہ میں ہوا۔ روزانہ مصر و شام میں صبح و شام کی اذان سے قابل کہا جاتا ہے السلام علی رسول اللہ یہ چیز ۷۶۷ھ تک مسلسل اور ہمیشہ رہی اس کے بعد محتسب صلاح الدین برلسی کے حکم سے صلوۃ کا اضافہ کرکے الصلوۃ والسلام علیک و یارسول اللہ کہا جانے لگا۔ حتی کہ اسے ہر اذان کے بعد تک کر دیا گیا جو ہمیشہ سے اب تک جاری ہے۔

مفتی صاحب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اہتمام خاص اور التزام کے ساتھ یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے' نشاندہی فرما دیں اور حدث کے معنے تو بدعت کے بنتے ہیں آپ نے اس کا کچھ ترجمہ نہیں کیا کم از کم اتنا تو لکھتے نئے سرے سے ایجاد ہوا کیونکر حدوث کے معنی ہیں کسی چیز کا عدم سے وجود میں آنا پہلے نہیں تھی۔ پھر پیدا ہوئی صاف ترجمہ کرتے ہوئے شاید شرم محسوس ہوئی شاید کل بدعتہ و کل بدعتہ فیا لنار سامنے آگیا ہو۔ اس لئے اہتمام اور التزام کا لفظ اپنی جیب سے نکال کر ڈال دیا۔ یہ ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ پہلے اور ہمیشہ سے یہ چیز موجود تو تھی' سلطان مرحوم کی ایجاد نہیں ہے بلکہ سنت قدیمہ ہے چنانچہ ص ۳۵ پر صاف لکھ دیا۔ اگرچہ فی نفسہ ایک مسنون اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب چیز تھی لیکن اس سلسلے میں خصوصاً" اہتمام و التزام کے ساتھ مسلسل صورت سلطان مرحوم کے زمانہ مبارکہ میں پیدا ہوئی (دیکھئے حدث کے لفظ نے مفتی صاحب کو کس مشکل میں ڈال رکھا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ علماء بریلی بدعت کے لفظ سے شرم محسوس کرتے ہیں اگرچہ ساری عمر اس کی خدمت خاطر میں گذارتے ہیں۔

اذان سے قبل صلوۃ و سلام اگرچہ فی نفسہ ایک مسنون اور مستحب چیز تھی یہ دو رخی عبارت بے معنی بن کر رہ گئی ہے۔ وضاحت مطلوب ہے کہ اذان سے قبل صلوۃ و سلام مسنون اور مستحب ہے یا فی نفسہ یعنی درحقیقت مسنون اور مستحب ہے کیونکہ درحقیقت تو اعلیٰ درجے کا مستحب اور ثواب ہے۔ بدعت اور سنت پاک اور پلید کو جمع کرنا پھر مجموعہ کو پاک سمجھنا کیسا عقیدہ اور نظریہ ہے۔ فی نفسہ یعنی اپنی حقیقت کے اعتبار سے تو فی الواقع درود و سلام اعلیٰ درجہ کا ثواب اور نیکی ہے۔ مسنون مستحب بلکہ ایک درجہ میں مسلمہ کا قاعدہ ہے کہ کسی ذکر کو کسی وقت یا چیز کے ساتھ مقرر اور مخصوص کرنا پھر اس کا اعلان بھی پانچ وقت کرنا یا چیز کے ساتھ مقرر اور مخصوص کرنا پھر اس کا اعلان بھی پانچ وقت کرنا فتاوی شامی اور البحر الرائق سے اس کا غیر مشروع ہونا ابھی پچھلے صفحات میں آپ پڑھ چکے ہیں۔

اذان سے قبل مسنون و مستحب ہے تو اس پر تعامل کیوں نہ ہوا۔ مثال کے طور پر ایک ہی ایسی سنت سامنے لائیں جس پر صدیوں تک عمل کرنے والا کوئی نہ پیدا ہوا۔

کل لیتہ کا ترجمہ روزانہ وست ہے یا ہر رات۔ آگے چل کر مفتی صاحب کا کمپیوٹر خراب ہو جاتا ہے تو ستین کا ترجمہ ستر کر دیا تو ۷۶۷ کی بجائے ۷۷۶ لکھ دیا۔ شاید سو تک گنتی نہ آتی ہو۔ بہرحال یہ معمولی غلطی ہے۔

فزیه فیه بامر المحتسب صلاح الدین البرلسی ان یقال الصلوة والسلام علیک یا رسول الله

سلطان صلاح الدین مرحوم سے (تقریباً" ڈیڑھ صدی بعد) نہ معلوم کس بادشاہ کا زمانہ تھا کہ ایک محتسب صلاح الدین برلسی نے الصلوۃ کا لفظ بڑھا کر الصلوۃ و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام علیک یا رسول اللہ بنا دیا۔ محکمہ احتساب فوجداری جرائم کی پڑتال اور عدلیہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا)

یہ صلاح الدین برلسی بھی نہ ہوتا تو آج بریلوی حضرات کس کا نام لیتے۔ برلسی کوئی بڑا عالم دین نہیں ہے تو نہ سہی ہمیں صرف ایک فرضی نام چاہئے۔ آٹھویں صدی کے اول و آخر میں ایک ذمہ دار افسر نے اس رسم کو اور بھی فروغ دیا کہ الصلوۃ کا لفظ بطور اعلان بڑھا دیا۔ ہم لوگ اس کو نبی تو نہیں مانتے لیکن دین کا امام ضرور ہو گا اس نے دین کی بڑی بڑی کتابیں لکھی ہوں گی۔ اس نے ضرور ثابت کیا ہو گا کہ اذان سے پہلے صلوۃ و سلام فرض واجب ہے۔ افسوس کہ وہ کتابیں کسی وہابی نے جلا دیں۔ افسوس کہ دین کے ذخائر جن سے ہمارا مذہب بنتا ہے دریا برد ہو گئے' ہمارے علمی خزانے گاؤ خورد ہو گئے۔ برلسی اپنے زمانہ کا بہت بڑا مجتہد بہت بڑا فقیہ ہو گا۔ مذہب کا بانی و دوم ہے اور ربانی اول تو حضرت سلطان صلاح الدین ہیں ان کے مزار شریف پر ہر رنگ کے سبز لال اور پیلے جھنڈے دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ خدا ہی جانے وہابی لوگ ایسے مضبوط نشان دیکھ کر بھی کیوں نہیں مانتے۔ شیخ برلسی بڑے محدث مفسر تھے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس مسئلہ پر اجماع امت بھی قائم ہو گیا ہو گا۔ کسی عالم کی مخالفت یا خلاف کا کوئی وجود نہیں ہے۔ اس زمانہ میں اس مسئلہ پر اجماع امت بھی قائم ہو گیا ہو گا۔ کسی عالم کی مخالفت یا خلاف کا کوئی وجود نہیں۔ اس زمانہ کے تمام علماء نے اس عمل کو جاری کرنے پر صادر فرمایا تو لازما یہ عمل علماء سابقین کے اجماع سے مدلل اور مئوید ہوا۔ اس پر اعتراض و انکار مجادلہ اور مکابرہ کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ بلکہ یہ انکار خود لائق نفریں و قابل مذمت ہے۔

الی ان جعل عقب کل اذان واستمر الی الآن

یہاں تک ان کلمات کو ہر اذان کے بعد کر دیا گیا اور اب تک جاری ہے۔ یہ کوئی نامعلوم لوگ ہیں جنہوں نے تیسری تبدیلی کی کہ صلوۃ و سلام کا لفظ ہر اذان کے بعد کر دیا۔ جعل فعل مجہول ہے اس کا فاعل معلوم نہیں ہے۔ مفتی صاحب نے بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجہول کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ تیسری تبدیلی والے کون لوگ ہیں۔ بدعت کو ماں باپ کی ضرورت تو نہیں ہوتی۔ مفتی صاحب نے بھی مجہول کا ترجمہ کیا ہے۔ نامعلوم لوگ ہیں لیکن سمجھ دار لوگ ہیں کہ صلوۃ و سلام کو تثویب کے درجہ میں لے آئے۔ پھر تیرہویں صدی کے آغاز تک اسی طرح جاری رہا کیونکہ اذان اور اقامت کے عین درمیان ہو تو فقہاء کے صوابدید کے مطابق ہے۔ اور اس کی گنجائش اب بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اذان کے بعد اچھے وقفہ سے اذان کی جزئیت کا شبہ عوام کو نہیں ہوگا۔ تمام بدعات کا یہ حال ہے کہ نہایت معصوم اور بھولی بھالی صورت کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ بظاہر بہت خوش نما اور نیکی کی صورت نظر آتی ہے۔ رفتہ رفتہ جب بدعت کے رنگ میں نکھار آتا ہے۔ تو جاہل عوام اسے دین کی رونق سمجھتے ہیں اور علماء اس کا نام تک لینا گوارا نہیں کرتے بلکہ علماء یوں فرماتے ہیں وہ کام جو عوام اس زمانہ میں کرتے ہیں' آج کل جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ آج کل لوگوں نے جو نام مقرر کر لیا ہے۔ یعنی نام لینا بھی پسند نہیں فرماتے۔ جب البحر اور عمدہ پھر قم کے حوالے گزر چکے ہیں۔ مفتی صاحب نے عجیب و غریب ترجمہ کیا ہے۔ حتی کہ اسے ہر اذان کے بعد تک کر دیا۔ الی تو اک ہے دو تو الی کہاں سے آگے حتی اور تک۔

مفتی صاحب کا ترجمہ یہ ہے حتی کہ اسے ہر اذان کے بعد تک کر دیا جو ہمیشہ سے اب تک چلا آ رہا ہے۔ ہمیشہ کا لفظ اپنے پاس سے شامل کیا۔ اردو خوان لوگوں کو یہ تصور دینا چاہتے ہیں کہ دور نبوت سے خیر القرون سے بلکہ روز ازل سے اب تک چلا آ رہا ہے۔ ایک چھوٹی سی عبارت میں مفتی صاحب کی واقعی غلطیاں اور دانستہ چالاکیاں سات آٹھ بنتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے مجاہدانہ کارنامے اور فتوحات بالخصوص اقوام مغرب کی متفقہ مہمات میں اللہ کی مدد اور نصرت ان کا خلوص تنظیم نیکی اور بہادری تاریخی مسلمات ہیں لیکن دین کی فقہ اور فہم مسائل کی تحقیق' سنت و بدعت کی تمیز بڑے بلند پایہ محققین اور جہانیدہ کا حصہ ہے۔ قاضی ابن شداد کے مشیر خاص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے۔ سلاطین کے قریبی علماء کے تدین پر سیاست اور مصلحت غالب ہوتی ہے۔ سلطان مرحوم و مغفور نے جن حالات میں السلام علی رسول اللہ کی رسم جاری کی تھی اس کا پس منظر سامنے لانا بہت ضروری ہے۔

مصر میں سلطان سے پہلے عبیدیہ یا مہدویہ فرقہ کی حکومت صدیوں سے آ رہی تھی جن کا سب سے پہلا خلیفہ عبید اللہ مہدی تھا۔ یہ شیعہ کی ایک شاخ ہے اس فرقہ کا اصلی نام اسماعیلیہ ہے۔ ان کو فاطمیہ بھی کہتے ہیں۔ باطنیہ اور تعلیمیہ بھی مشہور نام ہے۔ قرامطہ بھی ان کی شاخ تھی۔ جو کچھ دنوں میں حرمین شریفین پر مسلط رہے شیعہ امامیہ یعنی ہمارے ملک کے شیعہ اثنا عشریہ اور شیعہ اسماعیلیہ میں چھٹے امام حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں امامت کا اختلاف ہے۔ امامیہ حضرت موسیٰ کاظم کو امام مانتے ہیں۔ اور یہ لوگ اسماعیل کو۔ جیسا کہ شہرستانی نے کتاب الملل و النحل میں لکھا ہے۔ اعظم خلاف فی الامتہ خلاف الامامتہ فی کل زمان یعنی امت مسلمہ ہر دور میں سب سے بڑا اختلاف امامت پر ہے۔ اہل سنت کے ہاں خلیفہ اور امام کا انتخاب شوریٰ سے وابستہ ہے۔ شیعہ کے تمام گروہ امامت اور نبوت کو ایک دوسرے کے مثل اور نظیر سمجھتے ہیں۔ جب علامہ مجتہد لاہوری کی کتاب غایتہ المقصود ص ۲۵ پر لکھا ہے اس لئے ان کا عقیدہ ہے کہ امام ہر قسم کے گناہ اور اخلاقی جسمانی عیبوں سے پاک ہوتا ہے۔ شیعہ حضرات نبوت کی مانند امامت کو بھی انتخاب الٰہی قرار دیتے ہیں۔ ہمارے شیعہ امامیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قرآن کریم کے علاوہ بارہ کتابیں نازل ہوئیں تھیں۔ جو امام علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر امام مہدی تک نام بنام سربمہر تھیں۔ ہر امام اپنے وقت میں اپنی کتاب کھول کر عمل کرتا تھا۔ امام کی ضرورت یہ ہے کہ ہر دور میں اختلاف دور کرنے کے لئے ایسے انسان کی ضرورت ہے جو خداوند تعالیٰ کے ساتھ سامنے باتیں کرے یا بات کرنے والے سے معلوم کرے۔ سید المرسلین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے شیعہ کے عقیدہ میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعلان عام فرمایا۔ اور آپ کو وصی قرار دیا۔ لیکن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب شیعہ حضرات سے سوال کیا جاتا ہے کہ امام اول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قائم کرنے میں کامیاب ہوئے یا نہ ہوئے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ نہیں ہوا کیونکہ قوت کمزور تھی دشمن منظم تھا شیعان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غدار اور مکار تھے۔ نہج البلاغہ میں جابجا ان کی سستی اور بے ہمتی کی شکایت فرمائی ہے۔ شیعان علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پست ہمتی خیانت کی تعریف شیعہ کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغہ میں لمبی داستان ہے۔ جس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں۔

ا۔ ابنئت یسرا قد اطلع الیمن

ترجمہ :۔ مجھے خبر ملی ہے کہ بسر نے یمن پر قبضہ کر لیا ہے اللہ کی قسم میرا غالب گمان ہے کہ یہ لوگ (حضرت امیر معاویہ کی فوج) تم سے حکومت چھین لیں گے۔ اس لئے وہ باطل پر جمع ہیں متفق ہیں اور تم لوگ حق سے بکھرے ہوئے ہو۔ تم لوگ حق کی تابعداری کرنے میں نافرمان ہو اور وہ لوگ باطل اور جھوٹ میں اپنے امام کے مطیع ہیں۔ وہ اپنے صاحب کی امانت ادا کرتے ہیں تم خیانت کرتے ہو وہ اپنے شہروں میں نیکی کرتے ہیں تم بگاڑ کرتے ہو۔ اگر میں تمہارے کسی ایک سپاہی کو ایک بڑا پیالہ پکڑا دوں تو مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ اس کا دستہ توڑ دے گا۔ اے اللہ میں ان سے رنجیدہ ہوں اور اکتا گیا ہوں اور یہ مجھ سے اکتائے ہوئے ہیں۔ یااللہ مجھے ان سے بہتر سپاہی ان کے بدلہ میں دے دے اور ان کو میرے بدلہ میں بدتر حاکم یا امیر دے۔ (نہج البلاغۃ مصری بحاشیہ محمد عبداللہ ص ۴۲)

۲۔ واللہ یمیت القلب الخ

ترجمہ :۔ نہج البلاغۃ ص ۴۵ خدا کی قسم دل کی موت ہے اور غم کو کھینچ لاتا ہے۔ اس قوم کا باطل پر اتفاق کرنا جمع ہونا اور تمہارا حق سے بکھر جانا کیسی شرم کی بات ہے کہ تم کو تیر اندازی کا نشانہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے تم پر لوٹ مار ہو رہی ہے اور تم لوٹ مار نہیں کرتے۔ تمہارے ساتھ لڑائی کی جاتی ہے اور تم نہیں لڑتے' اللہ کی نافرمانی ہو رہی ہے۔ اور تم دیکھ کر راضی ہوتے ہو۔ جب میں گرمی میں جہاد کا حکم دیتا ہوں تو تم کہتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کہ ذرا گرمی کم ہونے دو جب سردی میں جہاد کا حکم دیتا ہوں تو تم کہتے ہو یہ سخت سردی ہے ذرا سردی کم ہونے دو یہ سردی گرمی سے بھاگنا دراصل خدا کی قسم تلوار سے بھاگنا ہے۔ اے نامردو' مردوں کی شکل والو' اے بچوں کے خیالات والو' اے پاؤں میں زیور پہننے والی عورتوں جیسی عقل والو' میں چاہتا ہوں کہ میں تمہیں نہ دیکھتا اور نہ پہچانتا

خدا کی قسم تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا اور میرا سینہ غصہ سے بھر دیا اور تم نے مجھے تفکرات اور غم گھونٹ کر پلائے۔

۳۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ گنوار اور کمینے لوگوں کو جنگ کے لئے بلاتے ہیں تو وہ لوگ کسی الاؤنس اور مزید انعام کے بغیر ان کا حکم مان کر ان کے پیچھے چل پڑتے ہیں۔ اور میں تمہیں بلاتا ہوں جبکہ تم اسلام کی چھوڑی ہوئی دولت ہو اور اچھے انسانوں کی بقا ہو' ساتھ ہی الاؤنس اور بخشش یعنی مال بھی دیتا ہوں تو تم جمع نہیں ہوتے بکھر جاتے ہو۔

سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خطبات اور خطوط کا مجموعہ جسے شیخ رضی نے مرتب کیا ہے۔ شیعہ حضرات کے نزدیک نہایت معتمد کلام ہے۔

۴۔ اس لئے اپنی خلافت میں سیدہ فاطمہ الزہرہ کا حق وراثت بھی ان کے بچوں یعنی حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہ دلا سکے اور بنیادی بات یہ ہے کہ اصلی قرآن (جو چھپا رکھا تھا اور سینہ بسینہ بارھویں امام تک اس وقت بارھویں امام اس قرآن کے ساتھ ملک عراق میں سرمن رای عرف سامرہ کی غار میں چھپے ہوئے ہیں) کو بھی امت کے سامنے پیش نہ کر سکے۔ کمزوری کی بنا پر تقیہ اور مداوات سے وقت گزرا پھر دوسرے اور تیسرے امام پر جو گذری وہ تو امت کا المیہ ہے پھر آٹھ امام تو خائف اور مستور تھے تو قیامت کی علامت یعنی نزول عیسیٰ علیہ اسلام اور ظہور مہدی سے پہلے تو دین اسلام گم نام' نامعلوم رہا پھر امت کا کیا فائدہ؟ مسئلہ امامت کی وجہ سے شیعوں کے کتنے گروہ بن چکے ہیں۔ بعض کہتے ہیں حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد محمد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن حنفیہ امام تھے پھر ان کی اولاد میں امامت چلی گئی۔ بعض شیعہ حضرات زین العابدین کے بعد ان کے بیٹے زید کو امام مانتے ہیں یہ فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے۔ یہ فرقہ حضرت زید کی اولاد میں امامت مانتے ہیں۔ یہ لوگ حضرت خلفاء راشدین کو برا بھلا نہیں کہتے اور یہ اسماعیلیہ کا گروہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد ان کے بیٹے اسماعیل کو امام مانتے ہیں۔ اللہ کی طرف سے اگر امامت کا حکم آیا ہوتا تو اتنا اختلاف کیوں ہوتا۔

اور جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فاصدع بما تؤمر کے تحت بارہ اماموں کا اعلان کیوں نہ فرمایا ہوتا۔ اسماعیلیہ جس کو آج کل ہم اغا خانی فرقہ کہتے ہیں کہ پہلا خلیفہ مصر میں عبید اللہ مہدی تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ مہدی موعود میں ہوں۔ دعوت کی پر زور اشاعت سے مصر میں اس کو حکمران اور خلیفہ مان لیا گیا۔ یہ وہی سلسلہ امامت ہے جس کا انچاسواں امام آج کل آغا عبدالکریم خان بین الاقوامی شخصیت موجود ہے۔ ان کا دوسرا خلیفہ بامر اللہ تھا۔ پھر منصور' پھر معز پھر عزیز پھر حاکم پھر ظاہر' مستنصر' متعلی' آمر' حافظ' ظافر' فائزہ اور آخری عاضد تھا۔ یہ ۱۴ ہیں۔ عاضد کو اپنی فوجی قوت کی کمی کا احساس ہوا تو اس نے سلطان نور الدین زنگی سے فوجی کمک اور مدد حاصل کی نور الدین زنگی نے جو فوج امداد کے لئے بھیجی اس کا سالار صلاح الدین کا چچا اسد الدین تھا۔ اور صلاح الدین معلون تھے۔ عاضد اس فوج کی وجہ سے دشمن سے تو محفوظ ہو گیا لیکن اپنے آپ کو اس فوج کے ہاتھوں بے بس محسوس کرنے لگا۔ اسد الدین پر سلطان نور الدین نے صلاح الدین مرحوم کو مصری فوج کا سالار بنا دیا۔ صلاح الدین مرحوم نے فوج کا انتظام سنبھال کر مصر کے اندرونی بیرونی انتظامات اپنے ہاتھ میں لے لئے کچھ دنوں کے بعد عاضر کی موت واقع ہوئی۔ ۵۶۷ ھ میں تو صلاح الدین نے اس کے شاہی محلات' خزائن اور مصری افواج پر پوری طرح قبضہ جما لیا۔ تھوڑے عرصے میں نور الدین زنگی کا انتقال ہو گیا۔ تو اب صلاح الدین سلطان صلاح الدین تھا۔ اب سلطان صلاح الدین نے ان کے اثرات ختم کرنے کے لئے پہلا کام یہ کیا کہ عاضر کے نام پر جو سلام پڑھا جاتا تھا حکماً" بند کر دیا۔ یہ سلام کا قصہ امام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخاوی نے القول البدیع ۱۴۴ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔

قد احرث المؤذنون الصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقب الآذان للفرائض الخمس الا لصبح و الجمعتہ فانھم یقدمون ذالک فیھا عن الآذان والا المغرب فانھم لا یفعلونہ اصلا لضیق وقتھا۔

مئوزن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام اور صلوۃ ایجاد کیا ہے اذان کے بعد سب نمازوں کے لئے لیکن صبح اور جمعہ کی نماز سے اس میں وہ اذان سے پہلے پڑھتے ہیں اور مغرب میں وقت کی تنگی کے باعث پڑھتے ہی نہیں۔

وی ان ابتداء حروث ذالک من ایام السلطان الناصر صلاح الدین ویامرہ۔

اور اس ایجاد کی ابتداء تو سلطان صلاح الدین کے عہد سے ہوئی اور اس کے حکم سے ہوئی۔

واما قبل ذالک فانہ قتل الحاکم ابن العزیز امرت اختہ ست الملک ان یسلم علی ولدہ الظاہر فسلم علیہ بما صورتہ السلام علی الامام الظاہر

اور اس سے پہلے کا معاملہ یہ ہے کہ اسماعیلوں کا چھٹا خلیفہ حاکم بن عزیز قتل کر دیا گیا اور اس کی ہمشیرہ ست الملک نے حکم جاری کیا کہ اس کے بیٹے یعنی حاکم کے بیٹے ظاہر پر سلام کیا جائے۔ تو سلام جاری ہوا جس کی صورت یہ تھی۔

السلام علی الامام بظاہر ثمہ استمز السلام علی الخلفاء بعدہ خلفا بعد سلف الی ان ابطلہ الصلاح المذکور جوزی خیرا۔

پھر اس کے بعد تمام خلیفوں پر دیگرے سلام جاری رہا یہاں تک کے صلاح الدین نے اسے باطل یعنی ختم کر دیا۔ اللہ تعالی اس کو جزائے خیر دیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت پر تبصرہ

حضرت امام سخاوی نویں صدی کے بزرگ ہیں۔ قد احدث المؤذنون ماضی قریب کا لفظ بتا رہا ہے کہ ان کے ملک میں ابھی ابھی اذان کے بعد صلوۃ و سلام جاری ہوا ہے۔ شام کا وقت تنگ ہے اور صبح کی نماز اور ہفتہ بھر میں ایک جمعہ کی نماز میں لوگوں نے سویرے ہی شروع کر دیا۔ یاد رہے یہ لوگ علماء اور فقہاء نہیں ہیں موذن ہیں اس احداث کی ذمہ داری اس وقت کے علماء اور اہل علم پر عائد نہیں ہوتی۔ اس خاندان کے ۱۴ خلیفے ۲۶۶ برس تک باری باری اپنے نام پر سلام کہتے رہے اب تک عوام میں کافی طاقت مہدویہ فرقہ کی موجود تھی صدیوں سے مروجہ سلام مذہبی شکل اختیار کر چکا تھا۔ اس لئے اس سلام کو بند کر دینے سے بغاوت اور خروج کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے سلطان نے سوچا کہ بدعت کے اماموں پر سلام بند کرنے کے ساتھ اس کا نعم البدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام جاری کر دیا جائے۔

جیسا کہ مفتی صاحب نے فتاوی کبری کے حوالہ سے لکھا ہے وجعل بدلہ الصلوۃ والسلام علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اردو عبارت مفتی صاحب کی یہ ہے حتی کہ صلاح الدین ایوبی علیہ الرحمتہ نے برسر اقتدار آ کر ظاہر پر سلام بھیجنا بند کر دیا اور اس کی جگہ اذان سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم فرمایا۔ رسالہ ص ۳۸

مفتی صاحب نے ولد کا ترجمہ بھائی کیا ہے۔

۱۔ نائبوں کے دور میں یہی رائج رہا۔ خلفاء کا ترجمہ نائب کیا ہے۔ یہ سب خلفاء ہیں اور اپنے اپنے وقت میں سب پر سلام پڑھا جاتا تھا۔ نائب کوئی بھی نہیں ہے۔

۲۔ ظاہر پر سلام بھیجنا بند کر دیا ظاہر پر نہیں عاضر پر سلام جو خاندان کا آخری خلفیہ تھا اس کو بند کر کے اس کے بدل میں اسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری کیا۔

۳۔ اذان سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کا حکم فرمایا۔ یہ اذان سے قبل کا لفظ ایجاد بندہ ہے۔ ص ۳۷ کی عبارت خود بتا رہی ہے کہ اذان کے بعد سلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایجاد ہوا۔

۴۔ امام سخاوی کے الفاظ واضح ہیں۔ ابطله الصلاح المذکور جزوی خیرا صلاح الدین نے غالی شیعوں کے سلام کو باطل اور ختم، ممنوع قرار دیا، اللہ تعالی اس کو جزائے خیر دیں۔ یہ باطل کرنے پر جزائے خیر ہے۔ سلام کی رسم جاری کرنے پر نہیں اور امام بن حجر مکی کے الفاظ سے بھی واضح ہو رہا ہے کہ انھوں نے بدعتی سلام کے بدل میں اسلام سنت رائج کیا۔

۶۔ شیعہ اسماعیلیہ ہمارے شیعوں کی رائے میں بھی کفار ہیں۔ ان کی نماز خالص مشرکانہ ہے۔ امام کی تصویر سامنے رکھ کر اس کی نماز پڑھتے ہیں اسی کو مخاطب کرتے ہیں۔ ان کی نماز یہ ہے:۔

یا شاہ میری شام کی نماز اور دعا قبول کر۔ جو حق تم کو ملا میں اس کا واسطہ دیتا ہوں۔ اے ہمارے آقا آغا سلطان محمد شاہ یعنی سر آغا خان (اگر رات کی نماز ہو تو یوں کہتے ہیں کہ میری شام کی اور رات کی دعائیں۔ اگر صبح کی نماز ہو تو کہتے ہیں میری شام کی اور رات کی اور صبح کی دعائیں اس کے بعد سجدے کرتے ہیں۔ رکوع نہیں کرتے۔ سجدہ کا کلام یہ ہے

میں اپنے گناہوں پر پچھتاتا ہوں دو مرتبہ۔

میں سر سے پاؤں تک قصور وار ہوں گناہ گار ہوں اے غفور رحیم شاہ (یعنی امام وقت) میرا گناہ معاف کر۔

بندہ دعا مانگتا ہے۔ اے سچے شاہ تو منظور کرنے والا ہے۔ میں شاہ کے اس فرمان کو سر اور آنکھوں پر رکھتا ہوں۔ جو پیرک ذریعے مجھ کو ملا ہے۔ یہ کہہ کر تسبیح رکھ دیتے ہیں اور نیچے بتایا ہوا ذکر پڑھتے ہیں۔ کلمہ شہادت:۔

سبحان اللہ والحمدللہ لا الہ الا اللہ اللہ اکبر لا حول ولا قوۃ (آخر تک) الرحمٰن ذی الجلال ولا کرم۔

ان صفتوں سے بنا ہوا قدوس۔ سب سے طاقت ور خدا، ایران کے ضلع چالدیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں انسان کا جسم لے کر ۷۰ باپ کی پیٹھ سے نکلا۔ انہتر خدا ہو جانے کے بعد سترہویں اوتار کے نطفہ سے اڑتالیسواں امام' بے عیب اوتار ہمارا خداوند آغا سلطان محمد شاہ داتا یعنی سر آغا خان پیدا ہوا۔ از بواد النوادر ۳۸۷

یہ خداوند اب مرچکا ہے۔ اب اس کا پوتا آغا عبدالکریم خان خداوند کی گدی پر ظہور فرما ہے۔ اس طویل بحث کا مقصد صرف یہ بتانا ہے کہ اندھی محبت اور وہم پرستی عقیدت انسان کو انسان پرستی کے اندھیرے گڑھے میں ڈال کر باہر آنے کے تمام راستے کس طرح بند کر دیتی ہے۔

اور دوسرا مقصد یہ ہے کہ سلطان صلاح الدین مرحوم نے کیسے سیاسی حالات کے پیش نظر سلام جاری کیا تھا اور اس کا تعلق صرف مصر کے ساتھ تھا۔ آس پاس کے ممالک دیکھا دیکھی نقل اتارنے لگے۔ تمام لوگوں نے اسے مؤذن کا احداث کہا ہے۔ شام کے ملک میں یہ رسم بقول صاحب درمختار ۷۸۱ھ میں شروع ہوئی کیونکہ فقہا متاخرین نے تثویب کے طور پر ہر لفظ کی اجازت دی ہوئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کلمات عبرت یا نصیحت کے لئے شعر کے رنگ میں پڑھے جاتے تھے جن کو تذکیر کہا گیا ہے۔ امام ابن عابدین فرماتے ہیں کہ شام کی اذان کے بعد تسلیم کا رواج اب تیرھویں صدی میں نہیں ہے شاید ان کے وقت میں ہو گا یا اس سے مراد وہ چیز ہے جو مغرب کی اذان کے بعد اور جمعہ کی رات پیر کی رات شام اور عشاء کے درمیان کی جاتی ہے۔ وھو المسمی فی دمشق تذکرا جس کو دمشق میں تذکیر کہتے ہیں۔ ایسے ہی وہ کام جو جمعہ کے دن کی جمعہ کی اذان سے پہلے کیا جاتا ہے۔ وہ بھی تذکیر ہے۔

فتاوی شامی کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ تسلیم کا رواج علامہ حصکفی رحمتہ اللہ علیہ کے دور میں ہو گا (اب نہیں ہے) اب جو کچھ کرتے ہیں اس کا کوئی نام دین میں نہیں ہے۔ لوگوں نے اس کا نام تذکیر رکھ لیا ہے۔ کیونکہ جاہل مؤذن کبھی غزل پڑھ دیتے ہوں گے کوئی نعت پڑھ دیتے ہوں گے کوئی اللہ کی حمد و ثنا کے اشعار پڑھتے ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی تلاوت کرتے ہوں گے خود ہی ان لوگوں نے اس شغل اور مسجدوں میں شور و غل کا نام تذکیر رکھ لیا ہے۔ تذکیر کوئی دینی اصطلاح نہیں ہے عوام نے ایک نام رکھ دیا ہے۔ حضرات علماء کرام نے بطور تذکرہ عوامی نام لے کر ذکر کر دیا۔ نام لینے سے یہ نہیں ظاہر ہوتا کہ کوئی دین کی بات ہے دین کا اصول ہے بلکہ محض لوگوں نے بے سمجھی سے ایک دین گھڑ لیا ہے۔ اور اس کا نام بھی گھڑ لیا ہے۔ پھر چلتے چلتے تذکیر کو تسبیح کا نام دے دیا۔ چنانچہ صاحب بحر فرماتے ہیں کہ والتذ لیرا المسمی فی ہذالزمان ماتسبیح تذکیر کو اس زمانہ میں تسبیح کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ بحر ص ۲۶۳

علامہ محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک موقعہ پر تسبیح قبل الصبح اور تسبیح قبل الجمعہ کے احداث اور بدعت کو واؤ عطف درمیان میں لا کر درود شریف سے الگ کر دیا۔

لکان ما احث من التسبیح و قبل الجمعه ومن الصلوة علی النبی من جملته الآذان۔ فتح الباری ص ۲۳۲ باب مایقول اذا سمع المناری

عطف کے ساتھ بیان کرنا ہی واضح ثبوت ہے کہ تذکیر اور تسبیح تو ایک ہی چیز ہے اور درود شریف تذکیر اور تسبیح سے الگ ہے۔ لیکن مفتی صاحب کی مجبوری یہ ہے کہ دلائل ناپید ہیں مجبورا تذکیر کا ترجمہ درود شریف کیا اور دلیل یہ بیان کی کہ درود شریف بھی بھولے ہوئے لوگوں کو یاد دلایا جاتا ہے۔ اس لیے بھی تذکیر ہے مطلب یہ ہے کہ بھولی ہوئی جو بات بھی کسی کو یاد دلائی جاتی ہے۔ وہ صلوۃ و سلام بن جاتا ہے۔ نماز' روزہ' حج' زکوۃ جو بات بھی کسی کو بھول جائے وہ مفتی صاحب کے فتوی میں صلوۃ و سلام بن جائے گا کیونکہ بھولا ہوا تھا' اب یاد آ گیا' کیا عجیب فلسفہ بیان کیا۔ فخر احناف علامہ بدر الدین رحمتہ اللہ علیہ عینی فرماتے ہیں :۔

النداء قبل الفجر لم یکن بالفاظ الآذان وانما کان تزکیرا او تسخیرا کما یفع للناس الیوم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض خلیفہ سے سروجی نے بیان کیا ہے کہ صبح سے پہلے آپ کے مبارک زمانہ میں جو پکار ہوتی تھی وہ اذان کے الفاظ سے نہیں تھی۔ وہ تو صرف تذکیر تھی، نصیحت کے کلمات تھے۔ یا تسخیر تھی۔ یعنی سحر کو سحری کے لیے اٹھانا تھا جیسا کہ لوگ آج کل بھی کرتے ہیں اور یہ بات غلط ہے کیونکہ اس زمانہ میں لوگ جو کچھ کرتے ہیں۔ وہ قطعاً" بدعت ہے۔ ص ۱۳۵، ۵ عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری۔

باباء حنفیت کی اس قدر تلخی آپ لوگوں کو شرم محسوس نہ ہو تو حیف ہے جو کچھ کرتے ہیں، یہ لفظ ہی اگر غور کرو تو کافی ہے۔ یہ اظہار نفرت ہے۔ برائت اور بے تکلفی ہے جو کچھ لوگ کرتے ہیں۔ یہ لوگوں کا آوارہ عمل ہے۔ دین میں اس کا کوئی نام نہیں۔ لوگ جو کچھ کرتے ہیں یعنی سمجھانا بے سود ہے۔ جو کچھ کرتے ہیں اپنی پسند اور اپنی مرضی سے کرتے ہیں۔ اتباع ھوی یہی ہے اور آخر یہ فیصلہ بھی کتنا زبردست فیصلہ ہے کہ یقیناً بدعت ہے۔ مزید وضاحت چاہتے ہیں تو آیئے حضرت ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد سن لیجیے۔

فما یفعله المؤذنون الیوم عقب الآذان من الاعلان بالصلوٰة والسلام مرارا اصله سنته والکیفیته بدعته ۱۲۱، ۲ مرقاۃ

آج کل موذن لوگ اذان کے بعد جو کئی با صلوۃ و سلام پڑھتے ہیں۔ یہ اصل میں تو سنت تھا، اب یہ طریقہ بدعت ہے۔

اصل میں سنت تو یہ ہے۔ اذا اسمعتم المؤذن (الحدیث) سے ثابت ہے۔ یہ بعد کی نیت سے ایک دو دفعہ کہہ بھی دے تو مسجد میں زیادہ شور نہیں ہوتا۔ قاری صاحب نے بھی یہ ارشاد فرمایا ہے۔

کیونکہ مسجد میں آواز بلند کرنا، خواہ ذکر کے لئے ہو مکروہ ہے۔ خاص طور پر مسجد حرام میں کیونکہ نماز ادا کرنے والوں، اعتکاف کرنے والوں، طواف کرنے والوں کو تشویش ہوتی ہے۔ واضح رہے کہ اذان کے بعد پڑھنے پر بھی کراہت کا فتویٰ دیا جا رہا ہے۔ بعد اذان اگر اصول کے مطابق تثویب ہو تو گنجائش ہے اگر درود شریف کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیت سے باآواز بلند پڑھے تو مکروہ ہو گا کیونکہ نفلی عمل بندہ اور مالک کے درمیان راز ہوتا ہے۔ نفلی صدقات اور افعال بعض مصالح کی بناء پر ظاہر کرنے کی بھی اجازت ہے لیکن صلوٰۃ و سلام بندہ اور مالک کے درمیان ایسا راز ہے کہ دین میں کسی مقام پر بھی بلند آواز سے پڑھنا خیر القرون سے چل کر آج تک کسی دور میں بھی اس پر عمل ثابت نہیں نہ عوام کا نہ خواص کا بلکہ خاص طور پر آہستہ آہستہ پڑھنے کا حکم آیا ہے۔

ذیل میں فقہاء حنفیہ کی تصریحات کا ذکر مناسب ہو گا۔ جہاں جہاں درود شریف بالخصوص آہستہ پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے :۔

فقہاء حنفیہ کا ارشاد درود شریف آہستہ پڑھنے پر

ا۔ ثمہ اذا احرام صلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عقب احرام یسرا۔ البحر الرائق ص ۳۲۳

پھر جب احرام باندھے تو احرام باندھنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے پوشیدہ طور پر کہ آواز کسی کو سنائی نہ دے اور اسی طرح لبیک کے بعد ہر بار پوشیدہ الفاظ سے درود شریف پڑھے یعنی لبیک تو بلند آواز سے پڑھا جاتا ہے پڑھتے پڑھتے جب درود شریف کی باری آئے تو آواز اس قدر آہستہ کر لیں کہ دوسرا آدمی نہ سن سکے۔ معلوم ہوتا ہے کہ توحید کے آداب جدا ہیں اور آداب رسالت جدا ہیں۔

ادب گاہ ہیبت زیر آسماں از عرش نازک تر
نفس گم کردہ سے آئینہ جنید و با یزید ایں جا

روضہ مبارکہ کی یہ شان ہے کہ یہاں بڑے بڑے کاملین اولیاء اللہ کا آواز نکالنا تو کجا سانس بھی گم ہو جاتا ہے۔ لیکن جاہل معلم اور جاہل عوام مقام ادب میں بے ادب ہو جاتے ہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں روضہ انور پر سلام کے متعلق ہے ولا یرفع صوتہ ولا یقنضہ آواز بلند بھی نہ کرے اور درمیانی آواز بھی نہ رکھے۔ یعنی پوشیدہ آواز جس طرح اکیلا آدمی نماز پڑھ لیتا ہے ایسی آواز ۲۷۲

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نو لکشوری اور احرام کے بیان میں فرماتے ہیں۔

ثمہ اذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم معلم الخیرات ..... الا انہ یخفض صوتہ اذا صلی اللہ علیہ کذا فی فتح القدیر (عالمگیری ۲۲۳)

جب لبیک پڑھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ پڑھے جو تمام نیکیوں کے معلم ہیں اور دعا مانگے جو چاہے لیکن درود شریف پڑھتے وقت آواز پست کرے۔ ایسا ہی فتح القدیر میں ہے۔

۳۔ یستحب ان یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا فرغ من التلبیتہ و یخفض صوتہ بذالک

مستحب ہے کہ لبیک سے فارغ ہونے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف اور درود شریف پڑھتے وقت آواز پست کرے۔ (مرقاۃ المصابیح ۲۸۹)

۴۔ ویستحب ان یرفع صوتہ بالتلبیتہ ثم یخفض صوتہ و یصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

مستحب ہے کہ لبیک بلند آواز سے کہے پھر آواز کو دھیما کرکے درود شریف پڑھے۔ (ارشاد الساری الی مناسک القاری ص ۲۹)

۵۔ ولکا خفاء افضل عنر الفزع ..... وکذا الصلوۃ علے النبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کشتی کے مسافر گھبرا جائیں تو کشتی آہستہ آواز سے ذکر کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا آہستہ بہتر ہے۔ (البحر الرائق ص ۱۶۰)

۶۔ علماء بریلی خاص طور پر غور فرمائیں کہ حاضر و ناظر کے عقیدہ سے آنجناب سیدو سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنا کس قدر جرم عظیم اور کتنا بھاری گناہ کس قدر بے ادبی اور گستاخی ہوگی۔ سورہ حجرات میں جو اکثرھم لا یعقلون کا ارشاد ہے کہ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلند آواز سے پکارنے والے ان کے اکثریت بے عقل بے وقوف لوگ ہیں کیا یہ نبی تمیم آپ لوگ بھی تو نہیں تھے اور جب آپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کا عقیدہ ہے کہ روح مقدس آپ لوگوں کا سلام سننے کے لئے تشریف فرما ہوتی ہے تو آپ لوگ ان الذین یغضون اصواتھم عندا رسول اللہ (الا یتہ سورہ حجرات)

ترجمہ :۔ بے شک جو لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یا آپ کے سامنے اپنی آوازیں پست کر دیتے ہیں وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ پرہیز گاری کے لئے جانچ پرکھ لیا ہے ان کے لئے گناہوں کی بخشش ہے اور اجر بڑا

کا کیا جواب دیں گے کیونکہ آپ کا ادب احترام تعظیم و تکریم توقیر و تعزیر جیسا کہ دنیا کی زندگی میں تھا اسی طرح اب ہے۔ یا تو آپ لوگ بتائیں کہ آہستہ آواز سے آپ کو مخاطب کرنا دین کے اہم فرائض اور واجبات میں سے نہیں ہے۔ یا یہ ثابت کریں کہ یہ آداب دنیوی زندگی تک محدود تھے۔ اب یہ آداب ختم ہو چکے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دنیوی زندگی سے گزر کر اخروی حقیقی زندگی سے زندہ ہیں لیکن شفاء شریف میں تو یہ وضاحت موجود ہے۔

واعلم ان حرمت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ توقیرہ و تعظمہ لازم کما کان حال حیوتہ ص ۰۷

تو اس بات کو جان لے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام ادب اور تعظیم آپؑ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد بھی ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ زندگی میں ضروری تھا۔

یا یہ ثابت کریں کہ روح اقدس کا متوجہ ہونا اور مثالی وجود سے تشریف آوری قرآنی ادب سے مستثنیٰ ہے۔ اگر نہیں ہے اور ہرگز نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا خوف کریں۔ اس اجتماعی جرم عظیم سے باز آئیں اور جاہل مسلمانوں کو اس بھاری گناہ سے بے مثال گستاخی صاف صریح قرآن مجید کی نافرمانی میں مبتلا نہ کریں۔ خاص طور پر روضہ اطہر کے سامنے بلند آواز کے ساتھ سلام کہنا کتنی گستاخی ہے کوئی صحیح عقیدہ مسلمان اگر بالفرض خدانخواستہ اتفاقاً یا بلند آواز سے صلوۃ و سلام کا اعلان کرے تو وہ ایک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستحب فعل کا تارک ہو گا لیکن مستحب کی مخالفت سے اس کا فعل کسی درجہ میں مکروہ تو ضرور ہو گا۔ اس ادب کا ہمیشہ ترک اور اس پر اصرار بلکہ اس بے ادبی کو مستحب کہنے والا تو یقیناً بدعتی ہو گا۔

لیکن حاضر ناظر کے عقیدہ سے بلند آواز کے ساتھ سلام ہر حال میں گناہ عظیم ہو گا۔ پھر اذان سے پہلے کی بدعت شامل ہو کر اس جرم کی نوعیت کیا ہو گی۔ بینو و توجروا

۷۔ احناف کے فقیہ اعظم صاحب در مختار علامہ حصکفی رحمتہ اللہ علیہ بلند آواز کے ساتھ درود شریف پڑھنے کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں۔

وازعاج الاعضاء برفع الصوت جمل و انما ہی دعاء والدعاء یکون بین الجہر و المنخافتہ

یعنی آواز کی بلندی سے اعضاء جسم کو حرکت دینا (بلند آواز کی وجہ سے سر اور سینہ میں قدرتی طور پر پیدا ہو جاتی ہے) یہ بہت بڑی جہالت ہے کیونکہ درود شریف تو اللہ کی جناب میں دعا ہے اور دعا ہوتی ہے بلند اور پوشیدہ آواز کے درمیان درمیان۔

علامہ کے ارشاد سے بریلوی عوام اور علماء کے عقیدہ کی بنیادی غلطی پر آگاہی حاصل ہو گی کہ درود شریف ہم لوگ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجنے کے مجاز اور مامور نہیں ہیں۔ بھیجنا یا پہچانا ہمارا کام نہیں ہے۔ درود شریف آپ کی خدمت عالیہ میں پیش کرنا فرشتوں کا کام ہے ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمارا کام ہے اللہ کی جناب میں صلوۃ و سلام کی دعا مانگنا۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ درود شریف اللہ کی جناب میں دعا ہے۔ اگرچہ حاضر کے لفظ سے پڑھا جائے۔ جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث کے ارشاد سے واضح ہو چکا ہے۔ کہ درحقیقت درود شریف اللہ کی جناب میں دعا ہے۔ اگرچہ حاضر کے لفظ سے پڑھا جائے۔ جب کہ اللہ تعالٰی کی جناب میں دعا ہے تو دعا کے آداب کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ دعا کا ادب یہ ہے کہ بلند آواز سے اور بالکل خفیہ آواز کے درمیان ہو۔ یعنی خود اچھی طرح سن سکے اور ساتھ درود شریف بھی سن لے تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن زیادہ بلند آواز جس سے بدن کے اعضاء میں حرکت پیدا ہو جائے۔ یہ جہالت ہے۔ یہ بے علمی اور دین سے ناواقفیت ہے۔ جہل کا نون عظمت کے لئے ہے تو جہالت کا ترجمہ ہو گا۔ یہ جہل عظیم کا خطاب اعزازی خطاب درود شریف کو لاؤڈ سپیکر پر پڑھنے والے شوق سے قبول فرماویں۔

صاحب درمختار نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ درود شریف کلمہ توحید کی طرح کبھی کبھی نامنظور بھی ہو جاتا ہے۔ علامہ شامی نے اس پر لکھا ہے کہ درود شریف تو ہمیشہ ہی منظور ہے۔ کیونکہ خصوصی رحمتوں کا نزول آپ کی ذات بابرکات پر ہروقت جاری ہے۔

لیکن درود شریف پڑھنے کا ثواب تو یہ یقینی نہیں ہے بلکہ ثواب کی راہ میں کچھ رکاوٹیں کچھ آداب ہیں کچھ شرائط موجود ہوں تو ثواب ملے گا ورنہ ثواب سے محرومی ہو گی۔ معلوم ہوا کہ دینی آداب کے بغیر درود شریف کا ثواب اور درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ بے اصولی سے بچنا بنیادی شرط ہے علامہ علاؤ الدین کی یہ عبارت بلند آواز سے پڑھنے والوں کے لئے سخت تنبیہہ اور گوشمالی ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

۸۔ علامہ شامی کا ارشاد ملاحظ ہو۔

اذان بلند آواز سے پڑھنا اس لئے واجب اور ضروری ہے کہ نماز کے لئے لوگوں کو آگاہ کرنا مقصود ہے ورنہ اگر کوئی شخص اکیلا نماز پڑھنے والا ثواب کے لئے پہلے اذان کہہ دے تو اسے چاہئے کہ آہستہ اذان کہے بلند آواز سے نہ کہے لا فی الشرع ردالمختار ص ۲۶۱ کیونکہ دین میں اصلی قاعدہ اور اصول یہی ہے کہ ہر قسم کا ذکر آہستہ کرے کیونکہ دین کا اصلی اصول تمام ازکار میں اخفاء اور آہستگی ہے بلند آواز کسی شرعی ضرورت اور شرعی حکم کی تعمیل کے لئے ہوتی ہے۔

اذان میں آواز بلند نکالنا تو واجب ہے کیونکہ اسلام کا شعائر ہے احترام میں لبیک اور تکبیرات عہد عظمت و جلال الہٰی کے خاص مقام ہیں اس لئے جہر مسنون ہے اور درود شریف کا ہر مسنون اور مستحب تو کجا اصولا غلط ہے کیونکہ بلاشبہ اللہ کی جناب میں دعا ہے بلند آواز سے دعا مانگنا اسلام کی فطرت سلیمہ کو ناپسند ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصرا و مصليا

بسمہ اللہ الرحمن الرحیم ○

رسالہ اعلان بالصلوۃ و السلام نمبر ۲

بجواب

مولانا احمد علی قصوری۔ مضمون نوائے وقت ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء

رابطہ عالم اسلام کی قرار داد نے ہمارے مہربان علماء بریلی میں احساس تجسس اور تلاش دلائل کی جو فضا پیدا کر دی ہے بندہ عاجز کی نظر میں رابطہ کی یہ بہت بڑی خدمت اور کامیابی ہے۔ شریعت کے مسائل تو روز ازل سے فیصلہ شدہ اور مکمل ہیں۔ برداشت اور تحمل کے پیش نظر بعض مسائل میں ترتیب آہستگی اور تدریجی رفتار بھی موجود ہے۔ لیکن بدعات کی شان یہ ہے کہ ہمیشہ اتفاقی حادثہ کی شکل میں نمودار ہوتی ہیں۔ پھر بچپن سے گزر کر جوانی میں جب ان کے خدوخال نمایاں نظر آتے ہیں تو اولیاء اللہ عذاب الٰہی کے خوف سے شہروں کو چھوڑ کر جنگلوں کی طرف بھاگ جاتے ہیں مثلاً ہزاری نماز' شب برات کی نماز اور اس قسم کی نمازیں نہایت معصوم اور بھولی بھالی شکل میں شروع ہوئیں۔ پھر علماء اسلام کے متفقہ کوششوں سے صدیوں میں ختم ہوئیں۔

اذان سے پہلے صلوۃ و سلام باآواز بلند مجلس میلاد کا ایک شاخسانہ ہے۔ یا اختصار ہے۔ ہمارے مہربان دوستوں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ یہ رسومات دنیا اسلام کی نظر میں قابل اعتراض بھی ہو سکتی ہیں۔ کیا اچھا ہوتا کہ اپنے دلائل کو عربی زبان میں شائع فرما کر دنیائے اسلام کو مطمئن کرنے کی کوشش فرماتے۔ یہ نہ ہو سکا تو دلائل کا جو ذخیرہ اب تک سامنے آیا ہے ایک رسالہ مولانا مفتی غلام سرور قادری نے گلبرگ سے شائع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا ہے اور ایک مضمون مولانا احمد علی قصوری کا نوائے وقت ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔

دونوں مضامین پر نظر ڈالنے سے اندازہ ہوا کہ جو کچھ اندر تھا باہر آگیا اور باقی کچھ بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ اس گھر میں جو کچھ بھی ہے اباحت اصلیہ ہے جس کو علماء دین کا لاحرج فیہ کا درجہ دیا ہے۔ دیکھو الموافقات الامام الشاطبی رحمتہ اللہ علیہ ۱۴۳ جو مکروہ تنزیہی کے قریب ہے کیونکہ اباحت اصلیہ اباحت شرعیہ نہیں ہے۔ اس لئے دلائل کی مزید توقع بے سود ہے۔ مولانا احمد علی قصوری نے نہایت سنجیدہ اور دلنشیں انداز میں اپنا موقف پیش کیا ہے لیکن مولانا کو بریلوی موقف کی کمزوری کا احساس اس قدر شدید ہے کہ سارے مضمون میں اصل مسئلہ کا نام تک نہیں لیا۔

موضوع بحث

ہر اذان سے پہلے پوری بلند آواز سے لاؤڈ سپیکر پر صلوۃ و سلام کا اعلان جس سے عوام کو اذان کی جزائیت کا شبہ پیدا ہو سکتا ہے۔ یہ ہمارا موضوع بحث ہے۔ اس موضوع کے تین اجزاء ہیں :-

۱۔ اعلان صلوۃ و سلام

۲۔ الان قبل الاذان

۳۔ عوام کو شر سے بچانا

ہر سہ نمبرات پر مفتی صاحب کے جواب میں ضروری بحث ہو چکی ہے۔ مولانا محترم کی خدمت میں گذارش ہے کہ آپ کے دلائل سے درود شریف پڑھنا تو شاید ثابت ہو جائے اور وہ تو ویسے بھی اہل اسلام کے ہاں مسلمہ اصول ہے۔ رابطہ کی قرار داد اور اشتہار سے اس کا کیا تعلق ہے۔ تمہید میں آپ نے فرمایا ہے :-

مذہب سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ہماری مساجد میں اذان سے پہلے یا بعد کچھ وقفہ کرکے جو صلوۃ و سلام حضور کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔ کچھ وقفہ کرکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقفہ کی حد کون مقرر کرے گا اور عوام کو اس کا پابند کون بنائے گا۔ اس بات کی ضمانت کیا ہے کہ کمی بیشی نہیں ہوگی۔ کیا تمام مساجد میں وقفہ ایک جیسا ہو سکتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درود شریف قبول فرمانے کے لئے کوئی بارگاہ یعنی دربار قائم فرمایا ہوا ہے۔ اس بات کا جواب کتاب و سنت اور فقہ حنفیہ سے مطلوب ہے۔ کیا درود شریف قبول فرمانا آپ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ درود شریف اللہ کی عبادت ہے یا آپ کی۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ درود و سلام نماز روزہ حج زکوۃ کی طرح خالص اللہ کی عبادت ہے۔ جب مسلمان حکم الٰہی صلوۃ علیہ وسلم تسلیما کی تعمیل کرتا ہوا اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں آنجناب سید سرور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں خصوصی اعزاز و اکرام کی دعا مانگتا ہے۔ تو اس دعا کو قبول کرنا اس پر ثواب دینا اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیت پر موقوف ہے۔ آپ کی ذات والا صفات پر رحمتوں برکتوں کی بارش تو ہر وقت اللہ کی طرف سے جاری ہے۔ اس لیے نتیجہ کے اعتبار سے تو ہر شخص کا درود شریف ہر وقت قبول ہی قبول ہے لیکن قبول کا یہ معنی کہ درود شریف پڑھنے والے کو ثواب بھی ملے تو یہ خاص حالات پر موقوف ہے۔ لان القبول له شرط صعب فتاوی شامی ۳۴۹ کیونکہ قبولیت کی شرط بڑی کٹھن اور مشکل ہے۔ اللہ نے فرمایا انما ینقبل اللہ من المتقین اللہ تعالیٰ صرف متقی یعنی ہر قسم کا پرہیز کرنے والوں کا عمل قبول فرماتے ہیں تو معلوم ہوا کہ قبولیت سچی نیت' اتباع سنت اور خالص عقیدہ پر موقوف ہے۔ اور قبولیت کے بعد اس کا اجر ملنا بھی س کے فضل و کرم کی بناء پر ہے کیونکہ بندہ جو عمل بھی کرتا ہے اپنے فائدہ اور نفع کے لئے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمارے نیک اعمال سے بے نیاز اور مستغنی ہیں۔ اس نے اپنے فضل و کرم سے قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ اما التواب فھو مشروط بعدم العوارض (شامی ۳۵۰)

یہ درخواست تو منظور ہو چکی ہوئی ہے۔ لیکن ثواب ملنے میں شرط یہ ہے کہ قبولیت کی تمام رکاوٹیں دور ہو جائیں اور ثواب بھی کتنا۔ صاحب در مختار کی روایت کے مطابق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی علی مسوۃ و تقبت الخ جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف پڑھا اور قبول ہو گیا تو اس کے اسی سال کے گناہ معاف ہو جائیں گے تو درود شریف کے جس قدر فضائل حدیث شریف میں آئے ہیں سب کے سب حسن عقیدہ صدیق عزیمت سے وابستہ ہیں۔ اس لئے ہمیں سب سے پہلے یہ معلوم کرنا چاہئے کہ درود شریف پڑھنے کا مقصد کیا ہے۔

صلوۃ و سلام کا مقصد

سب سے پہلا مقصد اللہ رب العالمین کی رضا اور اس کے حکم کی تعمیل ہے اللہ کی بارگاہ میں قبولیت حاصل ہونے کے بعد فرشتوں کو آپ کی خدمت میں پہنچانے کا حکم ہوگا۔ تو ہماری طرف سے درود شریف اللہ کی جناب میں پیش ہوتا ہے۔ پھر قبول کرنا، درجات بخشنا، گناہوں کی معافی دینا، رحمت نازل کرنا یہ تمام فیصلے بارگاہ الٰہی میں ہوتے ہیں۔ حضرت امام فارسی رحمتہ اللہ علیہ نے تو ہمیں یہ بتایا ہے۔

ان یصلی علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بنیه القربته و الاحتساب و قصد التظیم و رجاء التواب مطاع المسرات ۲۵

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھا جاتا ہے قرب الٰہی کی نیت سے اور ذخیرہ آخرت سمجھ کر اور آپ کی تعظیم کے لئے اور ثواب کی امید پر۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

المقصود من الصلوۃ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم التقرب الی اللّٰہ بامثال امرہ و قضاء حق النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

درود شریف پڑھنے کا مقصد اللہ کا حکم مانتے ہوئے اس کا قرب حاصل کرنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کا حق ادا کرنا ہے۔ (۴۲۲)

امام سخاوی رحمتہ اللہ علیہ نے القول البدیع ص ۱۹ مطبع انوار احمدی الہ آباد پر یہی الفاظ لکھے ہیں امام فاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں والمرد بقوله صلو علیه الح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اپنے رب سے دعا کرو کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ فرمائے اس لئے انھم صلی علی محمد اور صلے اللہ علیک یا رسول اللہ دونوں جانب الٰہی میں دعا کے الفاظ ہیں۔ حضرت امام فاسی رحمتہ اللہ علیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مقام پر درود شریف کے مقاصد بالتفصیل بیان فرمائے ہیں۔

یقصد المصلی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امتثال امرہ اللہ الخ

درود شریف پڑھنے والا اللہ کا حکم ماننے کی نیت کرے اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور آپ کی ذات سے محبت اور آپ کی طرف شوق آپ کے مرتبہ عالیہ کی تعظیم اور آپ جناب کو صلوۃ و سلام کا اہل سمجھنے کی نیت سے درود شریف پڑھے۔ (مطالع المسرات ۱۴۸)

لیکن براہ راست اپنی طرف سے درود شریف آپ کی خدمت میں عرض کرنے پیش کرنے کا لفظ دین میں نہیں ہے۔ امام ابن نجیم صاحب بحر فرماتے ہیں' بندہ صلوۃ و سلام کیلئے اللہ کی جانب دعا مانگتا ہے اور خود اپنی طرف سے صلوۃ و سلام نہیں کہتا۔ کیونکہ اس کو صلوۃ و سلام کا حکم دیا گیا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ بندہ اسی حق کی ادائیگی سے قاصر اور عاجز ہے تو آیت میں جو صلوۃ کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سے آپ کی ذات شریف پر رحمت مانگو کیونکہ صلوۃ و سلام درحقیقت اللہ کا فعل ہے۔ اور بندہ نسبت مجازی ہے حقیقی نہیں ہے۔ البحر الرائق ص ۳۲۹

بحر کے الفاظ یہ ہیں فالم فی الحقیقتہ ھو اللہ تعالی یہی وجہ ہے کہ صلیت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم **یا** اصلی علیہ کے بجائے الھم صلے اور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

فتاوی شامی میں بھی ہے لان المصلی ینوی امتثال الا ھوفتا کیونکہ درود شریف پڑھنے والا اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے پڑھتا ہے۔ لیکن آپ کی خدمت میں صلوۃ و سلام پیش کرنا عرض کرنا یہ لفظ دین میں نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سند المشائخ حضرت امام فاسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔

درود شریف کا نفع اور فائدہ کیا صرف صلوۃ کی دعا مانگنے والے کو پہنچتا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو بھی پہنچتا ہے علماء کے اس میں دو قول ہیں ابو العباس مبرو' قاضی ابوبکر ابن العربی' فرجون اور سنوسی اور دوسرے علماء کی ایک جماعت فرماتے ہیں کہ درود شریف کا مقصد اللہ کا قرب حاصل کرنا ہے۔ اور یہ ایسی دعا نہیں ہے جس سے نفع اور فائدہ ہو اس کو جس کے لئے دعا کی گئی کیونکہ آپ کی ذات شریف کو اللہ کی رحمتوں کی کوئی کمی نہیں ہے آپ ہماری دعا سے مستغنی ہیں۔

دوسرا قول امام ابوالقاسم قشیری میں چند بزرگوں کا قول ہے حضرت امام فارسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ المشائخ فاسی کبیر کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر دو اقوال میں اختلاف نہیں ہے پہلا قول مقصد اور نیت میں ادب کی بناء پر ہے یعنی درود شریف پڑھنے والا صرف اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے پڑھے اور دوسرا قول اللہ کی وسیع رحمت اور فضل و کرم بے حد و حساب کی بنا پر سچا ہے لطف' عنایات بے حد و بے حساب ہیں اس لئے زیادتی خیر و برکت کی گنجائش بھی موجود ہے۔ (مطالع المسرات ۱۴۸)

لان ذکر اللہ و محبتہ بالا صاتہ و محبت غیرہ من عبیدہ و ذکرہ من نبی او ولی او ملک انما ہی بالتبع لنستہ الی اللہ تالی و امتثلا لامر سجانہ۔ (مطالع الموت ص ۷۴)

کیونکہ اللہ کا ذکر اور اس کی محبت اصل چیز ہے اور اس کے سوا کی محبت جو اس کے بندے میں نبی ہوں یا ولی یا فرشتہ سب کی محبت اور سب کا ذکر تبعی طور پر ہے بلکہ اللہ کے نیک بندے ہونے کی وجہ سے ساتھ محبت رضا الہی کی خاطر ہے۔

سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کسی نبی یا ولی نے ذاتی طور پر ہم پر ایک ذرہ کا احسان بھی نہیں کیا اور نہ کر سکتے ہیں۔ بامر الہی دینی دنیوی احسانات بے شمار ہیں۔ اس لئے درود شریف پڑھنے والا اپنی نیت اس طرح درست کرے کہ میں اللہ کا حکم مان کر درود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف پڑھتا ہوں۔ اس کا اجر بھی اللہ کریم نے قبول فرما لیا تو اپنے خزانہ فضل و کرم سے دیں گے۔ اللہ تعالی مہربان ہو کر فرشتوں کو حکم دیں گے تو ملائکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں میری اس دعا کو پہنچا دیں گے۔ قبول الہی ہر عبادت کا اصل ہے۔

امام ابن عابدین شامی درود کی ساری بحث میں حضرت امام فارسی رحمتہ اللہ علیہ کو سند مانتے ہیں۔ دونوں جماعتوں کے قول کو پیش کرنے کے بعد فرمایا۔

و صلی کل من القولین الخ ہر دو قول کے مطابق درود شریف اللہ کی عبادت ہے جس سے اللہ تعالی کا قرب حاصل کیا جاتا ہے۔ جب عبادت ہے تو اللہ تعالی کا حق ہے یعنی درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حق نہیں ہے اللہ کا حق ہے۔ (فتاویٰ شامی ص ۳۴۷)

صلو علیہ و سلمو تسلیما حکم الہی کی تعمیل کرنے والے وہی اہل سنت و الجماعت ہوں گے جو اعتقاد رکھتے ہوں کہ درود و سلام اللہ کا حق ہے اللہ کی عبادت ہے۔ بندہ کا حق نہیں ہے۔ اہل سنت و الجماعت کا معرف عقیدہ یہی ہے پھر اپنی طرف سے سیدھا آپ جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں درود شریف کرنے والے خدا بنتے ہیں۔ کیونکہ آپ پر سیدھا صلوۃ کرنے والا صرف اللہ رب العالمین ہے۔ اور فرشتوں کا درود آں سید سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں وہ بھی تو دعا ہے جو رب العالمین کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں۔ اہل سنت بھی رب العالمین کی جناب میں پیش کرتے ہیں۔

مولانا کی خدمت میں گزارش ہے کہ صلوۃ و سلام پیش کرنا جس کا ترجمہ عرض بنتا ہے دین کی کتابوں سے ثابت فرما دیں۔

علماء اہل سنت نہ تو اسے سنت گردانتے ہیں نہ واجب اور فرض مانتے ہیں نہ ہی عقیدۃ اسے اذان کا حصہ تصور کرتے ہیں بلکہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اظہار محبت کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب :۔ خدا کرے کہ آپ اہل سنت بن جائیں۔ سنت کا فرق پہچان لیں۔ گذارش یہ ہے کہ اظہار محبت کا یہ طریقہ آپ لوگوں نے خود تجویز فرمایا ہے۔ یا دین نے بتایا ہے۔ ھو اور بدی دو ہی تو باتیں ہیں تیسری بات تو ہے ہی نہیں۔ دین میں ایسے بہت سے زندہ اصول موجود ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ظاہر ہوتی ہے۔ مثلاً محقق فاسی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا :۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ آپ کی سنت کے اتباع میں اور آپ کے طرز زندگی پر چلتے ہیں۔ آپ کی محبت کی علامتیں اور بھی ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ تجھے اس کام اور چیز سے محبت ہو جس کے ساتھ آپ کو محبت تھی اور اس چیز سے دشمنی ہو جس سے آپ کو دشمنی تھی۔ ہر پیاری چیز کو آپ کی محبت پر قربان کرنا اور اللہ کی یاد کے بعد آپ کی یاد سے دل کو مشغول رکھنا درود شریف کثرت سے پڑھنا آپ کے اخلاق کریمانہ کو اختیار کرنا۔ آپ کی مبارک عادات کو بطور ادب حاصل کرنا مثلاً سخاوت' ایثار' بردباری تواضع صبر دنیا سے بے رغبتی دنیا والوں سے روگردانی' اہل غفلت سے کنارہ کشی' آخرت کے کاموں پر توجہ' غریبوں سے محبت کرنا' ان کے قریب ہونا ان کی ہم نشینی اور دنیا والوں کے مقابلہ میں ان کی بڑائی کا اعتقاد رکھنا۔ اہل علم اہل زہد سے اللہ کے لئے محبت کرنا' ظالموں بدعتی لوگوں' اعلانیہ گناہ کرنے والوں سے نفرت کرنا آپ کے مقامات یقین مثلاً خوف' امید' صبر و شکر' تسلیم و رضا' شوق و محبت الہیٰ میں آپ کا اتباع کرنا آپ کے دین کی نصرت کرنا۔ تمام بدعتوں سے بچنا وغیرہ۔ جس شخص نے توفیق الہیٰ سے ان صفات کو اپنا بنا لیا قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی سے اس کو پورا پورا حصہ ملا۔ (مطالع المسرت علامہ فاسی)

سند المشائخ حضرت امام فاسی رحمتہ اللہ علیہ نے محبت اور اظہار محبت کے تمام بنیادی اصول اس بیان میں موجود ہیں۔ دین کے تمام اخلاقی روحانی ظاہری باطنی اصول کو شامل کیا ہے۔ صالحیت شہادت صدیقیت کا سرچشمہ یہی اصول ہیں۔ دین آپ کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ محبت کا طریقہ آپ کی سنت سے محبت ہے اور بس۔

دلائل

مولانا محمد علی قصوری کی طرف سے اعلان صلوۃ و سلام پر پہلی دلیل سورہ احزاب کی آیت صلو علیہ وسلمو تسلیم سے استدلال' ہمارا موقف یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ میں درود و سلام پڑھنے کا حکم عموم و اطلاق پر مبنی ہے البتہ مختلف آداب و احکام کے پیش نظر جن اوقات و مقامات میں درود شریف کو ناجائز ٹھہرایا گیا ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔

جواب :۔ مولانا کی خدمت میں گذارش ہے کہ عموم و اطلاق کا لفظ مفتی صاحب نے بھی اپنے رسالہ میں تحریر فرمایا ہے۔ قابل غور بات یہ ہے کہ درود شریف کی آیت مبارکہ کو عام اور مطلق ٹھہرانے کے بعد یہ مختلف احکام و آداب کہاں سے آ گئے۔ عام اسے کہتے ہیں جس کے افراد مسقتہ الحدود ہوں اور وہ ان سب افراد پر شامل ہوتا ہے اور مطلق وہ ہے جس کے صفحات و عوارض مذکور نہ ہوں۔ لیکن درود شریف کی آیت جب نازل ہوئی ہے اس وقت تک حضرت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کے افراد تو کجا اس کی کیفیت سراسر نامعلوم تھی۔

اسی لیے تو عرض کیا قد علمنا السلام علیک فکیف الصلوۃ علیک یا رسول اللہ حضور ہمیں آپ پر سلام پڑھنا تو معلوم ہے اب صلوۃ کا طریقہ کیا ہے۔ اس حکم کی تعمیل کس طرح کی جائے تو جناب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا قولوالھم صلی علی محمد الخ اسی لئے تو حضرت امام فاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

شرح الو علیبہ میں ذروق رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اور اسی طرح قاضی ابوبکر ابن العربی نے فرمایا کہ درود شریف ان خاص الفاظ کے بغیر ادا ہی نہیں ہوتا جو آپ کی زبان مبارک سے منقول ہیں۔ تقریباً ایسا ہی شیخ تقی الدین سبکی فرماتے ہیں کہ نہایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احسان اور خوبصورت درود شریف کے وہ الفاظ ہیں جو تشہد میں آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے منقول ہی یعنی جو درود شریف نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ تو جس شخص نے یہ درود شریف پڑھا اس شخص نے آپؐ پر یقیناً" درود پڑھا ہے اور اسے یقیناً وہ درجہ اور ثواب حاصل ہو گا جو درود شریف کی روایات میں آیا ہے اور جس شخص نے کوئی دوسرا درود شریف پڑھا فی شک میں اتنیانہ بالصلوۃ و مطلوبتہ تو اس کے متعلق شک رہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے جس درود شریف کا مطالبہ فرمایا ہے وہ ادا ہوا ہے یا ادا نہیں ہوا۔ کیونکہ حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر درود کس طرح پڑھا جائے۔ تو آپ نے نماز والا درود شریف ارشاد فرمایا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ نے درود شریف اسی کو قرار دیا اور امام نووی اور دوسرے علماء نے بھی دعا اور ذکر میں روایت کی پابندی تو بہت بہتر اور افضل ہے اور کچھ علماء نے گنجائش رکھی ہے کیونکہ درود شریف کی روایات بھی مختلف ہیں۔ اور بعض روایات میں نبوت' رسالت' امیت' عبودیت وغیرہ صفات کی کمی بیشی بھی موجود ہے۔ کہیں آل کا لفظ ہے کہیں ذریت کا کہیں اولاد ہے۔ پھر حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سلف صالحین کے درود شریف بھی مختلف موجود ہیں۔ حضرات محدثین اور فقہاء میں اور علیہ السلام جیسے مختصر درود شریف کا مروج ہونا بطور اجماع و تواتر ظاہر کرتا ہے کہ گنجائش موجود ہے۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ۱۴۸)

بنا بریں گذارش ہے کہ جو بات از قبیل کیف ہے' اس کے افراد کہاں سے آئیں گے۔ اس کے عوارض اور صفات خود بخود نامعلوم ہوں گے تو درود شریف کے حکم کو عموم اور اطلاق پر مبنی کہنا اصطلاحات سے ناواقفی ہے۔ البتہ یوں کہنا بنتا ہے کہ حکم مجمل ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یبنین للناس ما نزل الیھم ہر اجمال کا بیان آپ کی شان ہے۔ قولوا اللھم صلی علے محمد سے اجمال کا بیان فرمایا۔ پھر حضرات صحابہؓ اور سلف صالحین نے آپ کی صفات عالیہ اور آداب کو ملحوظ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھتے ہوئے کئی قسم کے درود شریف بیان فرمائے۔ پھر حضرات فقہاء کرام نے مناط مسئلہ یعنی ادب و احترام، تعظیم و تکریم کی بنیاد پر مکروہ اور ممنوع مقامات بیان فرمائے۔ یہ سب کچھ اجمال الٰہی کا بیان ہے۔ لیکن جن لوگوں کو عموم اور اطلاق کا معنی تک معلوم نہیں وہ پندرہویں صدی میں اپنے اجتہاد سے اعلان درود شریف کو ثابت کریں تو کیا کیا جائے۔

مولانا کی خدمت میں عرض ہے کہ عموم و اطلاق کا معنی اگر پوری آزادی اور ہر قسم کی اجازت ہے کہ ہر حالت میں ہر طریقہ سے پڑھو تو پھر یہ احکامات کہاں سے آگئے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ عبادت کے تمام طریقوں میں ہم لوگوں کو دلیل اور ثبوت کا پابند بنایا گیا ہے۔ اتبعو ولا تبتدعوا فرمان عالی کے پیش نظر ہم لوگ اجازت کے پابند ہیں اور عبادات میں ہر قسم کی ایجادات سے ہم کو منع کر دیا گیا ہے۔ ایک مسلمان کے لئے یہ ممانعت کافی ہے کیونکہ نفلی عبادات کے لئے اصولاً اعلان و تشہیر کو ناپسند کیا گیا ہے۔ نوافل کی جماعت سے ممانعت اس بات کا واضح ثبوت ہے کیونکہ درود شریف بلند آواز سے پڑھنا دین کے اصول و فروغ میں کہیں نہیں ہے۔

اگر ہے تو اس کی کوئی نظیر دکھائیں۔ جواز ثابت کرنے کے لئے آپ کا عموم و اطلاق کافی نہیں ہے ورنہ اقیموا الصلوۃ میں بھی عموم و اطلاق ہو گا اور عموم و اطلاق کے معنی آپ کی اصطلاح میں کھلی اجازت کے ہیں تو نماز میں وہابیوں کو گالیاں دینا بھی جائز ہو گا۔

دوسری دلیل

مولانا محترم کی دوسری دلیل یہ ہے۔

معاشرے کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ معاشرہ شریعت سازی کی بنیاد ہے۔ احوال و مصالح شریعت کی عمارت کے سامان ہیں۔ جب معاشرہ میں تبدیلی ہو گی تو احوال و مصالح کی بناء پر غیر منصوص احکام کی شکل ضرور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدلے گی۔ نمازی حضرات اگر بعد نماز کلمہ درود کا متوسط آواز سے ورد کرلیں تو شریعت کا کون سا بنیادی قانون ٹوٹ جاتا ہے۔ قرآن کریم کے تمام نسخوں میں ہر سورہ سے پہلے اسکے مکی مدنی ہونے کی تفصیل آیات کی تعداد اور دوسری باتیں لکھی جاتی ہیں کیا اس سے یہ شبہ نہ ہو گا کہ یہ باتیں قرآن کریم کا وجود ہیں۔ اگر کسی زمانہ میں اس کا لحاظ نہیں کیا جائے گا تو شریعت اور معاشرہ کا رشتہ منقطع ہو جائے گا۔

جواب معاشرے کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے بلکہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں بجا فرمایا اور دوسرا فقرہ معاشرہ شریعت سازی کی بنیاد ہے ناقابل فہم اور ناگوار ہے معاشرہ کی تبدیلی کو اگر شریعت سازی کا کارخانہ قرار دیا جائے تو ہمارا دین کباڑی کی دوکان بن جائے گا۔ شریعت الحمد للہ جو بن چکی ہے وہی کافی ہے۔ معاشرہ کی اصلاح ہمارا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ معاشرہ اور شریعت کا رشتہ قائم رکھنے کے لئے غیر منصوص یعنی اجتہادی مسائل میں شاید آپ لوگ کسی تبدیلی کا ارادہ رکھتے ہوں۔ تو نہایت خطرناک اقدام ہو گا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین غیر متزلزل اور محکم ہے۔ دین میں مصالح مرسلہ اور استحسان کا قاعدہ ہمیشہ آنے والی تمام ضرورتوں کے لیے کفایت کرتا ہے لیکن اصول فقہ کے یہ دونوں قاعدے ائمہ مجتہدین کی سرپرستی میں چلتے ہیں۔ ہر شخص کی مصلحت پسندی اور ہر شخص کا استحسان تو دین کو بچوں کا کھیل بنا دے گا۔ اہل اجتہاد کے مختلف طبقات نے فقہ مذاہب کی تکمیل فرما دی ہے۔ بوقت ضرورت دوسرے ائمہ کے مسلک پر حضرات علماء کرام فتویٰ دے دیتے ہیں۔ حوادث کے ساتھ ہے' عبادات کے ساتھ نہیں اس لئے عبادات میں ہر قسم کی جدت بدعت ہو گی۔

آپ کا ایک جملہ (نمازی حضرات اگر متوسط آواز سے کلمہ درود کا ورد کریں تو کون سا شریعت کا بنیادی اصول ٹوٹ جائے گا) خوب ہے لیکن :۔

۱۔ نمازی حضرات اگر متوسط آواز سے کلمہ کا ورد کرتے ہیں تو بات شریعت کے اصول کے تابع ہو گی۔

۲۔ نمازی حضرات اگر آہستہ آواز میں کلمہ و درود پڑھ لیں تو اس سے شریعت کا کون سا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصول ٹوٹ جاتا ہے۔

۳۔ موذن حضرات اگر اذان سے پہلے یا پیچھے آہستہ آواز سے درود شریف پڑھ لیا کریں تو اس میں دین کا کیا نقصان ہے۔

۴۔ میلادی حضرات اگر قیام کے بغیر آہستہ سلام پڑھیں تو دین کا کون سا اصول خطرہ میں پڑ جائے گا۔

۵۔ حضرات علماء بریلی دین کی کسی کتاب سے ثابت کریں کہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا آہستہ پڑھنے سے افضل ہے۔ حق تو یہ ہے کہ کتاب و سنت سے دکھائیں۔ پھر دین کی کسی کتاب سے تو دکھائیں اگر نہ دکھا سکیں تو اتنا اقرار تو فرمائیں کہ درود شریف آہستہ پڑھنا ہی افضل ہے اور ہم لوگ ضد نہیں چھوڑتے۔

آپ کا یہ جملہ اور بھی عجیب ہے۔

"خلفائے راشدین ائمہ مجتہدین نے بے شمار اضافے نہ صرف قبول کئے بلکہ ان کو فروغ دیا ہے"۔

مولانا بیشک مثالیں موجود ہیں لیکن ان کو اضافے نہیں کہا جا سکتا۔ مصالح مرسلہ کہا جاتا ہے۔ یہ حضرات مجتہدین کا کام ہے ہمارا مرتبہ یہ نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہر سورۃ کا نام آیات کی تعداد رموز اوقاف وغیرہ معلومات مصالح مرسلہ میں آتے ہیں۔

مصلحت مرسلہ کیا ہے' چھوڑی ہوئی بہتری کو عملی شکل دینا یعنی جس کیلیے دین میں کوئی متعین دلیل موجود نہیں ہے لیکن اصول شریعت سے اس کو مناسبت اور موافقت حاصل ہے۔ خلافت راشدہ اور دور اجتہاد میں اسے دین کا اصول قرار دیا گیا ہے۔ جس کی واضح مثال جمع قرآن ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب تک دنیا میں تشریف فرما تھے قرآن مجید کے نزول کا ہر وقت امکان تھا۔ سورتوں کی تکمیل اور امت کو سکھانا یاد کرا دینا آپ کا کام تھا۔ کیونکہ ہر سورہ ایک مستقل کتاب ہے۔ کتابی شکل میں اسے جمع کرانے کا کام حضرات صحابہ کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسے کتاب کا نام دیا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور یہی ہے کہ سارا لکھی ہوئی کتاب کی شکل میں ہو۔ اس لیے کاتبان وحی مقرر اور متعین تھے وہی حضرات جمع اور ترتیب کی خدمت میں کامیاب ہوئے۔ پھر اس کا متفرق حصول میں بکھرا رہنا کوئی اچھی بات نہ تھی۔ اس لئے اس کو جمع کرنے کے لئے کسی صریح دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ صرف حضرات صحابہ کا شرح صدر کافی تھا۔ یہ شرح صدر سب سے پہلے محدث اول سیدنا عمر بن الخطاب کو ہوا۔ آپ نے خلفیہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تمام قرآن مجید ایک جگہ جمع کرنے کا مشورہ دیا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جواب یہ تھا کہ میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا۔ اس سے ظاہر ہے کہ اس کام کے متعلق کسی قسم کا حکم کتاب و سنت میں موجود نہیں تھا۔ پھر جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے متعلق شرح صدر یعنی اطمینان ہوا تو حضرت زید بن ثابت کو بلا بھیجا۔ ان کو بھی اس کام کے کرنے کا حوصلہ نہیں ہوتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں اطمینان ڈال دیا تو وہ اس بھار عظیم کو اٹھانے کے لیے تیار ہو گئے۔ اسی لیے بعض علماء نے لکھا ہے کہ مصلحت مرسلہ ایسی دلیل ہے جو مجتہد کے ذہن میں تو آسکتی ہے لیکن بیان میں نہیں آسکتی۔

دوسری مثال

عہد نبوت میں شراب نوشی کی کوئی بدنی سزا مقرر نہیں تھی' ڈانٹ ڈپٹ' جھڑکی اور شرمندہ کرنے تک معاملہ محدود تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں مصلحتاً چالیس درے بدنی سزا مقرر فرمائی۔ سیدنا عثمانؓ کی خلافت میں مزید ضرورت محسوس ہوئی تو حضرات صحابہؓ کی مجلس شوریٰ میں اسی درے سزا سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے مقرر ہوئی۔

حضرت امام ابو اسحٰق شاطبی نے ایسی دس مثالیں مصالح مرسلہ میں بیان فرمائی ہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور الاعتصام میں ثابت کیا ہے کہ عبادات کے طریقوں میں یہ قاعدہ نہیں جاری ہو سکتا۔ اس قاعدہ کا تعلق انتظامی امور سے ہے۔ حضرت حذیفہ بن یمان فرماتے ہیں ہر وہ عبادت جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی وہ تم بھی نہ کرو کیونکہ پہلے نے پچھلے کے لئے بات کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی۔ اور حضرات صحابہؓ بھی خود بخود اپنی ذات سے کسی سنت کے بانی نہیں ہیں بلکہ صاحب سنت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مظہر ہیں۔

استحسان

مصلحت و مرسلہ کی طرح استحسان کا قاعدہ بھی حضرت امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے مسلک میں مسلم ہے البتہ حضرت امام شافع اس کے مخالف ہیں۔ ان کا قول مشہور ہے من التحس فقد شرع۔ استحان قیاس کی ایک قسم ہے جس کی تعریف یہ ہے کسی واقعی ضرورت یا مجبوری کے پیش نظر قیاس جلی کو چھوڑ کر خفی پر عمل کرنا جس میں تاثیر اور قانون کی روح قوی ہو۔ رفق اور سہولت ہو غریبوں کی بھلائی اور ہمدردی ہو یہ استحان ہے اس کی بہت سے مثالیں دین میں شروع سے بھی موجود ہیں۔ حضرات فقہاء کرام نے مقام ضرورت میں اسے جاری فرمایا مثلا ناپاک برتن قیاس جلی میں تو اس کا پاک ہونا مشکل تھا کیونکہ برتن نچوڑا نہیں جا سکتا تو پانی اس کے ساتھ لگتے ہی ناپاک ہو جاتا ہے تو کس طرح پاک ہو گا' تین دفعہ دھو کر خشک کرنا طہارت کے لئے یہ قاعدہ استحسان کافی سمجھا گیا اور درمختار میں آپ کا مسئلہ بھی استحسان میں شمار کیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

ہر دس آیات پر نشان لگانا اور اعراب یعنی زیر زبر پیش جزم کا نشان ظاہر کرنا اس لئے جائز ہے کہ اس سے سہولت اور آسانی پیدا ہوتی ہے خاص طور پر غیر عربی ممالک کے لئے فیستحسن یہ بات استحسان میں شمار ہوتی ہے۔

سہولت اور آسانی کے لفظ پر علامہ شامی نے فرمایا یہ حضرت عبداللہ بن مسعود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول جر دو القرآن کی طرف اشارہ ہے کیونکہ حضرات صحابہ اہل زبان تھے قرآن کریم کو اعراب کے بغیر پڑھ سکتے تھے۔ بعد کے عرب اور بالخصوص عجمی لوگ اعراب کے سوا ایک لفظ بھی نہیں پڑھ سکتے۔ ور کتنی چیزیں ہیں کہ وقت ور جگہ بدلنے سے ان کا حکم بدل جاتا ہے (واضح ہو کہ حدیث میں اعربو القران کا واضح حکم بھی موجود ہے) کیونکہ قران مجید کا پڑھنا نماز میں تو فرض ہے' غلط پڑھنا گناہ ہے اور اعراب کے بغیر درستی ناممکن ہے تو اعراب کو درستی کا معاون سمجھ کر مستحسن قرار دیا گیا۔ دین کی ایک واقعی ضرورت تھی اس پر مسئلہ صلوۃ و سلام کو قیاس کرنا کس قدر غلط ہے۔ کیا صلوۃ و سلام باآواز بلند اذان بھی ناممکن ہے۔ البحر الرائق میں مسئلہ کی وضاحت موجود ہے۔

لان العجمی لا یقرر علی القرئته الا بالنقط فکان حسنا

کیونکہ عجمی یعنی غیر عربی نقطوں کے بغیر پڑھ ہی نہیں سکتا اس لیے نقطے لگانا مستحسن ہے۔

اور حضرت عبداللہ کا فرمان قرآن کو غیر قرآن سے خالی رکھو۔ یہ حکم ان صحابہ کے وقت میں تھا کیونکہ حضرات صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھ کر صحیح پڑھتے تھے۔ بنا بریں سورتوں کے نام اور آیات کی گنتی لکھنے میں بھی حرج نہیں ہے اور حصے یعنی پارے رکوع وغیرہ بھی بہتر ہیں۔ البحر الرائق ۲۰۳

واضح ہو کہ عہد نبوت کے مقدس رسم الخط میں نقطے نہیں ہیں۔ حضرات فقہات کا ارشاد واضح ہے کہ عجمی نقطہ اور اعراب کے بغیر پڑھ ہی نہیں سکتا۔ ضرورت اور مجبوری اسے کہتے ہیں۔ آپ حضرات بتائیں کیا مجبوری ہے۔ مزید وضاحت کے لئے دیکھیں فتاوی عالم گیری ۱۹۹ ص۔ آیات کی حد بندی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ اس کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ان تفصیلات سے قرآن پڑھنے کی تکمیل ہوتی ہے۔

مولانا کی خدمت میں گزارش ہے کہ فقہا حنفیہ تو بالاتفاق اعراب وغیرہ کو ضروری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ مالا یتم الواجب الا بہ فھو واجب قاعدہ مسلمہ ہے پھر آپ کے مضمون کا یہ جملہ

(کیونکہ تمام فقہا نے تصریح کی ہے کہ مصحف کریم میں ان عبارات کو لکھنا بدعت ہے۔

سچائی سے کس قدر دور ہے آپ کو معلوم ہو گا کہ تابعین کے دور میں اعراب لگائے گئے ہیں تو اس پر خیر القرون کا اجماع ثابت ہو گا۔

استحسان کی کی مثالیں دین میں بہت ہیں۔ بیع سلم معدوم کی بیع ہے لیکن حدیث میں اس کی اجازت موجود ہے۔

من اسلم منکم فلیسلم فی (الحدیث)

شرم گاہ کا ڈھانپنا فرائض میں ہے لیکن علاج اور دوا کی مجبوری سے اسے ڈاکٹر کے سامنے کھولنا جائز ہے۔ بیع العرایا وغیرہ کتنی مثالیں موجود ہیں۔ ضرورت اور مجبوری پہچاننے والے اہل اجتہاد حضرات ہیں۔ اس لیے عبادت کے کاموں میں بدعات کی ایجاد پر قاعدہ استحسان جاری کرنا کس قدر زیادتی ہو گی اسی لیے تو علامہ ابن عابدین نے فرمایا۔ قیاس چوتھی صدی پر ختم ہو چکا تھا۔ اب کسی کی کوئی مسئلہ کسی مسئلہ پر قیاس کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ ص ۳۹۶ فتاوی شامی کیونکہ چودھویں صدی کا مجتہد غیر ضروری کو ضروری پر قیاس کرتا ہے۔

مولانا احمد علی قصوری کی تیسری دلیل

کالم ۲ دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ نفلی عبادت کے لئے اپنے اجتہاد سے کوئی بھی وقت مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ تعین شرعی نہیں ہوتی مثلا ایام ممنوعہ کو چھوڑ کر نفلی روزہ ہر روز رکھا جا سکتا ہے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

جواب :۔ نفلی عبادات کے لیے اپنے اجتہاد سے کوئی بھی وقت معین کیا جا سکتا ہے بجا ہے لیکن اجتہاد کا معنی اپنی رائے یا مرضی اور خوشی تو نہیں ہے اس تعین میں غور و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فکر کے بعد اس وقت کے ساتھ کوئی مناسبت تلاش کی گئی ہو گی۔ اجتهد فی الامر کا معنے ہے اس شخص نے اس کام کی طلب اور تلاش میں ساری قوت خرچ کر دی چنانچہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ اور اتوار کا روزہ باقی دنوں نسبت زیادہ رکھتے تھے اور وجہ یہ بیان فرماتے تھے کہ یہ دونوں یہود اور انصاری کی عید کے دن ہیں اور میں ان کی مخالفت پسند کرتا ہوں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی کبھی پیر کا روزہ رکھتے تھے اس کی حکمت بھی حدیث میں موجود ہے حضرت مولانا قاری نے مرقاۃ میں احیانا کا لفظ لکھا ہے ۲۹۷۔ پیر اور جمعرات کی حکمت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت میں یوں ہے کہ ان دونوں دنوں میں لوگوں کے اعمال بارگاہ الہٰی میں پیش ہوتے ہیں اور میں پسند کرتا ہوں کہ روزہ کی حالت میں میرے اعمال پیش ہوں۔ معلوم ہوا کہ معین کرنے میں کوئی دینی مصلحت ضرور ہوتی ہے۔ اور مولانا قصوری کا یہ ارشاد کہ آپ ہمیشہ پیر کا روزہ رکھتے تھے۔ علماء حدیث کی تصریحات کے خلاف ہے کیونکہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ کبھی تو ہفتہ اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے تھے اور کبھی منگل بدھ جمعرات کا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل شریف وسعت پر مبنی تھا چنانچہ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا هل كان يختص من ايام شياء کیا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کے لئے کوئی خاص دن مقرر مخصوص فرماتے تھے تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ارشاد فرمایا لا كان عمله ديمته نہیں مخصوص فرماتے تھے آپ کا عمل بادل کی جھڑی کی مانند مسلسل اور پھیلا ہوا ہوتا تھا۔ امام حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔

بیان یکون عمله دائما لکن اراد التوسعته بعدم تعیینها آپ کو دائمی عمل پسند تھا لیکن مقرر کرنے میں امت کے لیے وسعت منظور نہ تھی۔ فتح الباری ۱۴۰

نیز فرمایا نفلی روزوں اور رات کی نفلی عبادت میں آپ کا حال مختلف تھا کبھی پہلی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات قیام فرماتے کبھی درمیانی رات کبھی آخری رات۔ اسی طرح کبھی مہینہ کے شروع میں نفلی روزہ رکھتے کبھی درمیان میں کبھی آخر میں۔ (فتح الباری ۱۱۹) تو تعین، تخصیص اجتہادی آپ کے عمل شریف میں نہ تھی۔

مولانا قصوری کا فرمان ہمیشہ پیر کا روزہ رکھتے یہ روایات بخاری میں نہیں ہے البتہ صحیح مسلم میں موجود ہے۔ اس لئے فتح الباری اور عمدۃ القاری کا حوالہ بے سند ہے اور بے ثبوت۔ حضرت علامہ تھانوی کا حولہ بے سند تعیین یوم اگر باعتقاد قربت نہ ہو بلکہ کسی مباح مصلحت کے لئے ہو تو جائز ہے آپ حضرات کو اس میں وافر روشنی نظر آتی ہے تو اعلان فرما دیں کہ اذان سے قبل درود شریف ثواب کی خاطر نہیں اور یہ واضح فرما دیں کہ دعوت نامہ یعنی اذان کے ساتھ صلوۃ و سلام کے اعلان کو مناسبت کیا ہے۔

مولنا قصوری کی چوتھی دلیل

سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا میرے نزدیک سب سے بڑھ کر قابل قبول عمل یہ ہے کہ رات دن جب بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو سے نماز پڑھتا ہوں جو میرے لئے مقدر ہے غور فرمائیں۔ کہ نفلی نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح نوافل کے لئے شرعاً کوئی وقت مقرر نہیں ہے اسی طرح صلوۃ و سلام پڑھنے کے لئے بھی کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

جواب :۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایسا مخفی عمل جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بتائے بغیر مخفی اور پوشیدہ تھا لیکن ایک خواب میں جنت کے اندر بطور خادم خاص آگے آگے جاتے ہوئے ان کے جوتے کی آہٹ سنائی دی تو آپ نے صحابہ کرام کے سامنے پوچھا کہ اے بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارا کون سے عمل ایسا ہے جس پر ثواب کی امید زیادہ رکھتے ہو۔ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور میرے پاس امید افزاء عمل یہ ہے کہ جب بھی میرا وضو ٹوٹ جائے تازہ بنا لیتا ہوں یعنی ہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت باوضو رہتا ہوں۔ (سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اقدام بھی جائز قرار پایا۔ اسی طرح صلوۃ و سلام پڑھنے کے لئے بھی کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔)

مولانا کے دلائل کو دیکھ کر حیرانی ہوتی ہے کہ پڑھنے کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے سارا مضمون ختم کر دیا۔ پڑھنا تو اعلےٰ درجہ کا نیک عمل ہے۔ کوئی بھی مسلمان پڑھنے سے محروم نہیں رہتا۔ پڑھنے کے مسئلہ میں اہل حدیث حضرات ہم ضعیفوں کی نسبت زیادہ سخت ہیں کیونکہ احناف کے مسلک میں آخری قعدہ میں درود شریف پڑھنا فرض نہیں ہے لیکن وہ لوگ فرائض میں شمار کرتے ہیں۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو اپنی کمزوری کا پورا پورا احساس ہے اسی لئے تو بلند آواز پڑھنے کا نام تک نہیں لیتے اور نہ اس کے لئے کوئی دلیل سامنے لاتے ہیں۔ ایک وقت پڑھنے کے لئے مقرر کر لینا ہر شخص کو اس بات کی کھلی اجازت ہے رابطہ عالم اسلام بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے۔ بات تو یہ ہے کہ نفلی عمل کا اعلان پھر اذان کے ساتھ آپ کیوں کرتے ہیں۔ ہمارے سوال کا جواب آپ کے مضون میں سرے سے ہے ہی نہیں۔ آپ کا مضمون مقصد سے بالکل خاموشی ہے بہرحال جو کچھ بھی ہے۔ فتح الباری میں آپ کا جواب موجود ہے۔

ابن تین نے کہا ہے کہ سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس عتقاد کی بنیاد دو اصول تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم کیے تھے۔

۱۔ نماز افضل عمل ہے۔

۲۔ خفیہ عمل علانیہ عمل سے بہتر ہے۔ (فتح الباری ۲۷۶)

ان دو قاعدوں کے ساتھ تیسرا یہ عمل شامل کر لیا جائے ان اللہ یحب التوابین و یحب المتطہرین تو سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارجیٰ عمل بھی یہی ہے کیونکہ نفلی عبادت بندہ اور مالک کے درمیان راز کی شکل ہوتی ہے۔ علامہ شیخ بدر الدین محمود عینی فرماتے ہیں :۔

فیہ ولیل علی ان اللہ یعظم المجازاۃ الخ

ترجمہ : اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کا ثواب بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھا دیتے جس کا راز صرف بندہ اور رب کے درمیان ہو اور کسی دوسرے شخص کو اس پر اطلاع نہ ہو۔ علماء نے اس راز داری کو اس لئے پسند فرمایا ہے کہ بندہ اپنے عمل کا ذخیرہ اللہ کے پاس جمع رکھے اور عمل کو ریا کاری سے دور رکھے۔ (عمدہ القاری ۲۰۷)

تعجب ہے کہ آپ نے سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتہائی خفیہ عمل کو لاؤڈ سپیکر پر پڑھے جانے والے صلوۃ و سلام کے لئے بطور نظیر اور مثال پیش کیا۔

مولانا قصوری کی آخری دلیل

حضرت کلثوم انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورہ اخلاص کی محبت کی وجہ سے نماز کی ہر رکعت میں اس کی قرائت کو لازمی معمول بنا لیا تھا۔ حالانکہ اس کی مداومت پر کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابی کے محبت پر مبنی اس فعل پر نہ صرف راضی ہوئے بلکہ اسے جنت کی بشارت دے دی۔ اور ہم امتی اذان سے اول و آخر درود شریف پڑھنے والوں کو بدعتی قرار دیں۔

جواب :- صحیح بخاری میں یہ واقعہ پوری تفصیل سے مذکور ہے۔ حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسجد قبا کے امام تھے۔ ہر رکعت میں پہلے سورہ اخلاص پڑھتے پھر کوئی دوسری سورت سنت کے مطابق پڑھتے۔ اہل محلہ نے ان پر اعترض کیا کہ ایسا کیوں کرتے ہو پہلے سورہ اخلاص پڑھتے ہو۔ پھر تمہارے خیال میں یہ کافی نہیں ہے کہ اس کے ساتھ کوئی دوسری صورت بھی ملاتے ہو یا تو یہی پڑھا کرو یا اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری صورت پڑھ لیا کرو۔ انہوں نے جواب دیا میں اسے نہیں چھوڑوں گا اگر تمہیں میری امامت پسند ہو تو خیر ورنہ تمہاری امامت چھوڑ دوں گا۔ وہ سب لوگ حضرت کلثوم بن ہدم کی امامت کو بہتر سمجھتے تھے۔ اور دوسرا امام بنانا پسند نہیں کرتے تھے۔ چنانچہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم محلہ قبا میں تشریف فرما ہوئے تو اہل محلہ نے آپ کی خدمت عالیہ میں یہ معاملہ پیش کر دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا اے فلاں جس طرح تمہیں اہل محلّہ کہتے ہیں تم اس طرح کیوں نہیں کرتے اور ہر رکعت میں سورہ کی پابندی کا باعث کیا ہے۔ انھوں نے عرض کیا حضور مجھے اس سورہ سے محبت ہے میں اسے چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ تو آپؐ نے فرمایا اس سورہ کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی۔ (صحیح بخاری باب الجمع میں السورتین)

علماء اصول کا مشہور قاعدہ ہے کہ شخصی واقعات کو دلیل نہیں بنایا جاتا۔

فقضيته عين لا تكون حجته مالم عرضد ها دليل آخر الموفقات

آ؟ بالخصوص جبکہ اسلام کے مقدس ادوار کا عمل اس کے خلاف ہو حضرت کلثوم بن ہدم رضی اللہ عنہ نے اپنے اجتہاد سے ایک عمل شروع کر دیا۔ اہل محلّہ مقتدی حضرات نے اس پر اعتراض کیا کہ کام خلاف دستور ہے۔ اہل محلّہ کی تنقید شاہد ہے کہ یہ کام ان حضرات نے اصولا ناپسند فرمایا۔ یہاں تک کہ دربار رسالت میں شکایت کے بغیر نہ رہ سکے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست پر ان کی جواب طلبی فرمائی۔

اے فلاں تم ایسا کیوں کرتے ہو لیکن جب انھوں نے محبت کا عذر پیش کر دیا' محبت بھی توحید کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت کی قدردانی فرماتے ہوئے بات کا رخ بدل دیا۔ اس سورہ کی محبت تجھے جنت میں لے جائے گی نہ یہ فرمایا کہ تمہارا عمل اچھا ہے۔ ہمیشہ ایسا ہی کیا کرو نہ منع فرمایا معلوم ہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے ابتدائی دور کا ہے۔ کیونکہ حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات بھی مدنی دور کے آغاز میں ہوئی ہے۔ حافظ صاحب فرماتے ہیں۔

كلثوم بن الهدم مات فى اوائل ماقدم النبى صلى الله عليه وسلم المدينته۔

آپ کی مدینہ تشریف آوری کے ابتدائی دور میں کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہو گئی۔ (فتح الباری فتابہ)

اس وقت تک فقہی مسائل زیر تکمیل تھے۔ پھر بھی ان کا عمل السابقون الالون من المهاجرين والانصار کی نظر میں قابل اعتراض ٹھہرایا گیا۔ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترتیب عثمانی کے بعد تو باتفاق فقہا نے اس عمل کو مکروہ قرار دیا۔ چنانچہ امام ابن حجر فرماتے ہیں۔

ولا بقرء بسودة قبل سورة يخاف ترتيب المصحف

ایک رکعت میں دو سورتیں اس طرح نہ پڑھے کہ ترتیب میں پہلی پیچھے ہو۔

وعن احمد الحنفيته كرابته فرائته سورة قبل سورة تخالف ترتيب المصحف

پھر امام ابن حجر رحمتہ اللہ علیہ نے یہ مسئلہ بھی بیان فرما دیا کہ سورتوں کی ترتیب حضرات صحابہؓ کے اجتہاد سے ہے یا اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہدایات موجود تھیں۔ قاضی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صحیح بات دوسری ہے اور آیات کی ترتیب تو بالاتفاق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہے۔ فتح الباری ۳۹۹۔

تو ایک بزرگ صحابی کا ایسا عمل جو اول سے آخر تک ساری امت کو قبول نہیں ہے اور آپ کے پاس یہی سوال کی صورت پیش کر دی جائے تو آپ بھی یقیناً کراہت کا فتویٰ دیں گے۔ اور خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی عذر کی وضاحت سے پہلے قابل گرفت قرار دیا اور عذر کی وضاحت کے بعد بھی اجازت رخصت نہیں عطا فرمائی' محبت پر بشارت عطا فرمائی اور اس عمل کے متعلق درگذر اور خاموشی اختیار فرمائی کیونکہ شریعت کے قاعدے اب تک زیر تکمیل تھے تو صلوۃ و سلام کے اعلان کے متعلق ہزاروں صحابہؓ کے روشن اسوہ میں سے آپ کے حصہ میں یہی واقعہ آیا۔

مولانا اذان کے اول آخر درود شریف پڑھنے سے روکنا تو سراسر غلط الزام ہے' اعلان سے روکتے ہیں کیونکہ اذکار کو بلند آواز سے پڑھنا ضرورت اور حاجت پر موقوف ہے۔ چنانچہ رات کی نمازوں میں امام کو ترغیب دی گئی ہے کہ بقدر ضرورت بلند آواز سے قراءت پڑھے۔ مسجد میں نمازی کم ہوں یا زیادہ اسی اندازہ سے قرائت میں آواز بلند کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علامہ ابن نجیم صاحب بحر فرماتے ہیں۔

الامام اذا اجھر فوق حاجتہ الناس فقد اساء (ص ۳۳۵)

امام اگر لوگوں کی حاجت سے زیادہ بلند آواز نکالے تو اس نے برا کیا۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

(سید فردوس شاہ قصوری)

۱۵ اپریل المعظم ۱۴۰۶ھ

۲۶ اپریل ۱۹۸۶ء

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

مقدمہ

نیکی کو برا کہنا جتنا بڑا گناہ ہے اتنا ہی برائی کو نیکی کہنا جرم ہے جیسا کہ آپ رسالہ میں پڑھیں گے سنت کے ساتھ کار خیر اور بدعت کی جنگ صحابہ کے سامنے شروع ہو گئی تھی۔ حضرات صحابہؓ نے کار خیر کی چادر اوڑھنے والی بدعت کو کس سختی سے مٹایا کس تشدد اور سختی کے ساتھ اس فاحشہ کو بے پردہ کیا یہ چھوٹا سا رسالہ اس راز کو فحش کر رہا ہے۔ کئی صدیوں سے بدعت کار خیر کا لباس پہن کر سامنے آ رہی ہے۔ عوامی غوغا دین کی سادگی اور فطری حسن سے آشنا ہے دیکھا دیکھی لوگوں نے اپنی پسند اور اتباع نبوی سے دین حنیف پر ہزاروں غلاف چڑھا دیے ہیں قبر پر سجدہ کرنا حضرات علماء بریلوی بھی حرام قرار دیتے ہیں۔ لیکن جہالت کے اس شور میں فتوی کی بات کون سنتا ہے جہلاء کا یہ گروہ دین کے مقاصد سے بے خبر ہزاروں بدعات اور خرافات کو دین کے نام پر اٹھائے ہوئے رواں دواں رہتا ہے۔

بعض موقع شناس علماء کہلانے والے حضرات نے پیچھے سے آواز دی ہم تمہارے ساتھ ہیں تنہائی محسوس نہ کرنا جو کچھ تم کرتے ہو دین میں ان سب بدعات کی گنجائش ہے۔ یہ تمام خرافات کار خیر کی اصطلاح میں آتی ہے۔ یہ درست ہیں جائز ہیں بلکہ مستحب ہیں بلکہ وہابیوں کو ستانے کے لئے فرض واجب کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہیں بات لمبی ہو گئی اور صدیوں میں فیصلہ نہیں ہو رہا تھا۔

بندہ عاجز نے کار خیر کا مسئلہ امام اہلسنت حضرت ملا علی قاری علیہ رحمتہ فتح الباری کے دربار میں پیش کر دیا۔ کیونکہ حضرت قاری فریقین کے مسلم ور نامور بزرگ ہیں امید ہے کہ ان کا فیصلہ قابل قبول ہو گا۔

شب برات کی بدعات کے سلسلہ میں قاری صاحب نے کار خیر کا سارا مسئلہ حل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر دیا ہے۔ مساجدین میں زیادہ روشنیاں' تراویح کے ختم کی تقریبات وغیرہ۔

ملا علی قاری صاحب کا فیصلہ

نصف شعبان کی رات یعنی شب برات کے متعلق جو بدعات نکالی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ہزاری نماز بھی ہے۔ سو رکعت نماز نفل باجماعت ہر رکعت میں دس دس بار سورہ اخلاص پڑھتے تھے اور اس کا اہتمام جمعہ اور عیدین کی نمازوں سے بڑھ کر ہوتا تھا۔

عوام اس نماز کی وجہ سے بڑے بھاری فتنہ میں مبتلا تھے یہاں تک کہ اس نماز کے لئے بہت روشنی کا اہتمام کیا جاتا تھا اور زیادہ روشنی کے باعث ایسے ایسے گنہ اور ناجائز کام ہونے لگے جن کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں اولیا اللہ کو یہ نظارہ دیکھ کر زمین میں دھنس جانے کے عذاب کا خطرہ محسوس ہوا۔ اور وہ بزرگ شہروں کو چھوڑ کر بیابان کی طرف بھاگ گئے۔ سب سے پہلے اس نماز کی بدعت ۴۴۸ ہجری بیت المقدس میں جاری کی گئی۔ جاہل امام مسجدوں نے اس نماز کو نماز غائب سمیت اور ایسی دوسری نفلی نمازوں سمیت عوام الناس کو جمع کرکے اپنی سرداری بنانے اور چندہ اکٹھا کرنے کے لئے جال اور پھندا بنایا۔ پھر اللہ تعالٰی نے کچھ بزرگان دین ائمہ ہدایت کو اس بدعت کے مٹانے پر لگا دیا۔ ان کی کوششوں سے یہ بدعت یہ کار خیر مصر اور شام کے ممالک میں آٹھویں صدی کے شروع میں ختم ہو گئی۔ سب سے پہلے زیادہ روشنی کی بدعت مسجدوں میں برامکہ نے پیدا کی کیونکہ یہ لوگ پہلے آتش پرست مجوسی تھے جب اسلام قبول کیا تو دین کے اصولوں پر آتش پرستی کا ملع کرنے کی کوشش کی ان کا اصلی مقصد مسلمانوں کے ساتھ مل کر رکوع سجود میں آتش پرستی تھا۔

یہاں سے شروع کیا ہے

اور شریعت میں کسی موقع پر بھی ضرورت سے زیادہ روشنی کرنے کو مستحب نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا۔ عوام الناس حاجی صاحبان جو جبل عرفات مزدلفہ اور منی میں زیادہ روشنی کرتے ہیں۔ وہ بھی اسی قسم کی چیز ہے یعنی بدعت ہے اور امام طرسوسی نے تراویح کے ختم قرآن مجید کے موقع پر لوگوں کا اجتماع اور وعظ کے لیے منبر رکھنا ناپسند فرمایا ہے اور فرمایا کہ بری اور ناپسندیدہ بدعت ہے۔ میں کہتا ہوں طرسوسی پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل کریں۔ وہ دین کی سمجھ میں کتنے باریک بین ہیں۔ جبکہ حرمین شریفین کے لوگ بھی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ ختم کی رات مردوں عورتوں بچوں اور لونڈی غلاموں کا اتنا بڑا ہجوم ہو جاتا ہے جتنا نماز جمعہ نماز عیدین اور نماز کسوف کے لیے نہیں ہوتا اور اس پر کئی قسم کے بگاڑ اور خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ روشنیاں جگا کر ادھر رخ کرکے بیٹھتے ہیں اور اللہ کے گھر کو پیٹھ پھیرتے ہیں۔ آگ پوجنے والوں کی طرح روشنیوں کی طرف منہ کرکے کھڑے رہتے ہیں اور شور غوغا کی وجہ سے طواف کرنے والوں نمازیوں ذکر کرنے والوں قرآن کی تلاوت کرنے والوں کو پریشان کرتے ہیں۔

مرقات شریف ۱۹۸۳ء

امام اہلسنت شیخ الحدیث حنفیہ کے مایہ ناز محدث حضرت ملا علی قاری فیصلہ سے کار خیر یعنی بدعت کے متعلق بہت سے معلومات اور فوائد سامنے آتے ہیں نمبر وار دیکھئے

۱۔ نفلی نماز کا ایک طریقہ جاری کیا گیا۔ جس کے متعلق ضعیف یا موضوع روایات بھی موجود ہیں۔ پھر اس کار خیر کو حضرت قاری نے بدعت کیوں قرار دیا اور علماء دین نے اس کو مٹانے کیلئے ساڑھے تین سو سال کیوں صرف کئے اس کا جواب یہ ہے کہ غیر ضروری چیزوں کا جب اہتمام کیا جاتا ہے۔ تو دین کے ضروری کاموں کی قدر گھٹ جاتی ہیں۔ دین کی پیاس اور شوق بے فائدہ کاموں پر ضائع ہو جاتا ہے۔ نماز یا جماعت نماز جمعہ حلال حرام کی تمیز اور قدر نہیں رہتی۔

۲۔ بدعت ظاہری شکل و صورت نیکی کا کام ہوتا ہے۔ مولانا صاحب نے اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کار خیر کا نام دیا ہے۔ لیکن اس کی پہچان یہ ہے کہ جہاں بھی پائی جائے دین کے مزاج کے خلاف کچھ چیزیں اس میں موجود ہوتی ہیں۔ زیادہ روشنی کا نشان یہاں بھی موجود ہے۔ یہ زیادہ روشنی شغل اور تماشا کی شکل ہوتی ہے۔ محلہ کی عورتیں اور ناقص العقل بچے کیڑے مکوڑوں کی طرح روشنی کی رونق پر دوڑتے ہیں۔ مسجد میں شور غوغا بدتمیزی' شوخی بچوں کی بھاگ دوڑ ہاتھا پائی سے مسجد کا احترام اور سکون ختم ہو جاتا ہے۔

۳۔ مسجد کی بے ادبی' بے حرمتی اور ناپاکی دیکھ کر اولیاء اللہ پر خوف طاری ہوا کہ عذاب نازل ہوگا۔ اس لئے جنگلوں کی طرف بھاگ گئے۔ ہم لوگ ان کاموں کو عبادت اور نیکی سمجھتے ہیں دیکھئے کتنا فرق ہے۔

۴۔ شب برات کی اس بدعت کو جاری کرنے والے اور ایجاد کرنے والے کون تھے جاہل ملا اور بے سمجھ امام مسجد جنہوں نے نیک کام سمجھ کر اسے رواج دیا۔ قاری صاحب کے الفاظ میں ان جاہلوں کا اصلی مقصد اپنی سرداری بنانا اور چندہ جمع کرنا تھا۔ یعنی ہر بدعت اصلی میں پیٹ کا دھندہ ہوتا ہے۔

۵۔ اللہ کی سنت یہی ہے کہ رات کی اندھیری کم کرنے کے لئے چاند اور ستارے بھی آتے ہیں۔ پھر سورج اس کو ختم کر دیتا ہے۔ جب یہ بدعت یکایک بیت المقدس سے چل کر عرب و عجم میں پھیلی تو دین کے اماموں نے اس کو مٹانے کے لئے کتنی کوششیں کیں۔ پھر بھی ۳۵۰ سال کی مدت درکار تھی۔ ۴۴۸ ہجری میں شروع اور آٹھویں صدی میں ختم ہوئی۔ حق و باطل کے اس معرکہ میں اس بدعت کو کار خیر کا لقب دینے والوں نے بھی کس قدر زور لگایا ہو گا اور سال بھر کی روٹیاں جن لوگوں کی اس بدعت پر چلتی تھیں۔ انہوں نے مستحب ثابت کرنے پر کیا کچھ دلائل پیش کئے ہوں گے وہی فرسودہ دلائل آج بھی ہمارے سامنے سینہ تان کر کھڑے ہیں۔

۶۔ مسجدوں میں ضرورت سے زیادہ روشنی کا رواج کس چور دروازہ سے داخل ہوا۔ آپ پوجنے والے مجوسیوں کا یہ نشان کار خیر برامکی خاندان کی یادگار کس فریب سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہماری عبادت گاہوں میں داخل ہوئی اس کے دلائل کیا تھے۔ مثلاً مسجد میں چراغ جلانا جو کہ ثواب ہے تو جتنے چراغ زیادہ ہو گے اتنا ہی ثواب زیادہ ہو گا۔ زیادہ روشنی مسجد کی رونق اور عزت ہے۔ مسجد کی شان دین کی شان ہے۔ نیکی کا کام جس قدر زیادہ ہو اتنا تھوڑا ہے اقتدار کا دباؤ دیکھ کر وقت کے علماء اور فقہا خاموش رہ گئے۔ عوام کی نظر میں دین بن گیا۔

اب ہماری مسجدوں کا یہ حال ہے۔ کہ ضرورت سے ہزار درجہ زیادہ روشنیاں موجود ہیں۔ اور ہمارے نمازی یہ دلیل پیش کرتے ہیں۔ کہ گھروں میں جب تیز روشنیاں موجود ہیں اور گناہ نہیں تو مسجد میں کیوں گناہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گھر ہو یا مسجد ضرورت کی حد سے زیادہ روشنی یا پانی یا کسی چیز کا استعمال فضول خرچی اور گناہ ہے اسراف اور ناشکری ہے۔

اسی لیے تو قاری صاحب نے فرمایا ضرورت سے زیادہ روشنی کسی جگہ بھی مستحب نہیں ہے۔

۷۔ نماز تراویح کے ختم قرآن کے متعلق حضرت ملا علی قاری طرسوسی کا جو فتوی نقل فرمایا ہے۔ اس کو دیکھ کر تو صاف یہ نظر آتا ہے کہ ہم لوگ دین کے نام پر جو کچھ بھی کرتے ہیں۔ سب گناہ اور ناپسندیدہ بدعات ہیں۔ تعجب ہے کہ تراویح کے ختم قرآن مجید کیلئے اہتمام کرنا خصوصی اجتماع کرنا' امام طرسوسی جیسے محقق عالم نے بدعت منکر قرار دیا اور حضرت ملا علی قاری نے اس بات کو بطور سند پیش کیاپھر خوش ہو کر یہ دعا دی اللہ تعالیٰ امام طرسوسی پر رحمت نازل فرمائیں وہ دین کی سمجھ میں کتنے باریک بین ہیں۔ قاری صاحب کا یہ ارشاد پڑھ کر ہماری حیرانی کی حد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ختم کی رات مسجدوں میں عورتوں بچوں کا ہجوم شور و غوغا مٹھائی بانٹتے وقت دھکم پیل اور چھینا جھپٹی بدتمیزی شوخی تو ہوتی ہے۔ لیکن ہماری نظرمیں یہ مسجد کی رونق اور آبادی کی علامت ہے۔ قاری صاحب اور علماء کرام یہ چاہتے ہیں۔ کہ مسجد میں کسی وقت شور غوغا نہ ہو ہر وقت مکمل سکون ہو۔ دین کی تعلیم کے لئے بھی آواز بقدر ضرورت بلند

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ قاری صاحب نے حرمین شریفین کی مثال سے واضح کیا ہے کہ ہر روز کی نماز تراویح سے زیادہ حاضری ظاہر کرتی ہے کہ غیر ضروری کو ضروری سمجھنے والوں نے دراصل ضروری کو غیر ضروری بنا رکھا ہے اور یہ بنیادی خرابی ہے اور یہ بھی واضح کر دیا کہ اس گونج گرج اور ہنگامہ میں مسجد جو ذکر فکر تلاوت عبادت کے لئے وقف تھی اب چند گھنٹوں کیلئے عبادت کی گنجائش اس میں نہیں رہتی یہ مسجد کا غلط استعمال ہے۔

امام اہلسنت حضرت ملا علی قاری کے ارشاد سے واضح ہوا کہ ہزاری نماز اور ۲۷ر رجب کو صلوۃ الرغائب چند وجوہ سے بدعت ہے۔

۱۔ نوافل کی جماعت کے لئے لوگوں کو بلانا دعوت دینا اہتمام اور انتظام کرنا۔

۲۔ مسجدوں میں زیادہ روشنی کرنا کسی موقع پر بھی بدعت ہے اور

۳۔ نماز تراویح کے ختم کو تقریب بنانا بھی بدعت ہے ضرورت سے زیادہ بلند آواز کے ساتھ وعظ کہنا نعت پڑھنا چلا کر بولنا مسجد کی بے ادبی ہے مٹھائی بانٹنے کی وجہ سے بے نمازوں کا ہجوم اور بے ادبی کا خطرہ ہے اس موقع پر وعظ کے لئے منبر رکھنا بھی اسی میں آتا ہے اور زیادہ روشنی کا بھی یہی حکم ہے۔

شب برات کو نوافل باجماعت کی بدعت علماء دین کی کوششوں سے ختم تو ہو گئی لیکن بدعت مرتی مرتی بھی اپنے بچے چھوڑ جاتی ہے پنجاب کے بعض دیہات میں گلیوں' محلوں' مسجدوں میں چراغاں کی رسم شب برات باقی ہے بعض علاقوں میں بچے مشعلیں جگا کر گلیوں میں پھرتے ہیں اس کو دین کا کام ور ثواب سمجھا جاتا ہے۔

چنانچہ علامہ محدث شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج شریف میں اس کا ذکر فرمایا۔

آنچہ متعارف است دردیارما از سوختن چراغاں وامثال آں ہمہ نا مشروع است و مشابہ بدوالی ہندواں و رسم مجوس است

ترجمہ: ہمارے ملک' ہندوستان میں شب برات کے موقع پر چراغ یا مشعل وغیرہ جلانے کا رواج سب ناجائز کام ہے اور ہندوؤں کی دیوالی سے مشابہ ہے اور مجوسیوں کی رسم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ (مدارج النبوۃ ص ۱/۲۲۲)

ہمارے پاکستان میں جو شب برات کو حلوا پوری بانٹنے کا تہوار بنالیا گیا ہے۔ قاری صاحب دیکھتے تو کیا کہتے۔

مسجدوں میں زیادہ روشنی کے متعلق ہمارے حنفی فقہ کے اماموں نے کیا فرمایا ہے۔

اسراج السرج الکثیرہ

ترجمہ : شب برائت کو گلیوں بازاروں مسجدوں میں بہت سے چراغ جلانا بدعت ہے اور مسجد کا متولی اگر مسجد کے مال سے زیادہ روشنی کرے تو اس کا حرجانہ دینے کا ذمہ دار ہو گا یعنی مسجد کا یہ نقصان اپنی جیب سے ادا کرے گا اسی طرح اگر رمضان کی راتوں میں اور لیلتہ القدر یعنی ۲۷ر رمضان المبارک کو زیادہ چراغ جلانے تو ضامن ہو گا۔ بحرالرائق صفہ ۵/۲۱۵

چونکہ مسجد میں زیادہ روشنیاں بھی لوگ کار خیر سمجھتے ہیں اس لئے فقہ حنفی کے مایہ ناز فتاویٰ عالمگیری سے پوچھ لینا مناسب ہو گا۔ امام ابوبکر فقیہہ سے پوچھا گیا کہ ایک آدمی نے وصیت کی ہو کہ :

میرے مال کی ایک تہائی نیک کاموں پر خرچ کی جائے تو کیا اس مال سے مسجد میں چراغ جلانا جائز ہے فرمایا جائز ہے لیکن مسجد کے ایک چراغ سے زیادہ نہ ہو خواہ رمضان کا مہینہ ہو خواہ کوئی دوسرا مہینہ اور اس مال سے مسجد کی سجاوٹ زینت پر بھی نہ صرف کریں۔ فتاوی عالمگیری ۱/۱۰۳۴ ۔ ۲ اب یہ بات واضح ہو گئی کہ کار خیر حقیقت میں صرف ایک چراغ یا ایک بلب اندر یا باہر جہاں بھی ضرورت ہو جلانا ہے جس سے روشنی کی ضرورت پوری ہو سکے بے ضرورت روشنی بھی فضول خرچی ہے۔

کار خیر کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ میت کے لئے تیجا چوتھا دسواں بیسواں اور چالیسواں کرنا برادری کو اکٹھا کرنا، کھانا پکانا کھلانا، مولوی صاحبان کو بلا کر ختم پڑھانا، ختم پڑھنے والوں کو کھانا کھلانا کچھ نقدی دینا، قبر پر ختم پڑھنے والوں کو بٹھانا اور پھر ان کو نذرانہ دے کر رخصت کرنا سب کام کار خیر میں شمار ہوتے ہیں اور بریلوی علماء کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرپرستی میں ہو رہے ہیں لیکن بزرگان دین ان کاموں کو پسند نہیں فرماتے چنانچہ حضرت شیخ نے مدارج میں فرمایا : عادت نبود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند و ختمات خوانند الخ

ترجمہ : مبارک زمانوں میں یہ طریقہ اور دستور نہیں تھا کہ میت کی لئے جمع ہو کر قرآن پڑھیں اور کئی قسم کے ختم پڑھیں۔ نہ قبر پر نہ کسی دوسری جگہ (یعنی مسجد وغیرہ میں) اور یہ سب چیزیں بدعت ہیں ہاں میت کے گھروالون کو تسلی دینا صبر کی تلقین کرنا سنت اور مستحب ہے لیکن یہ تیسرے دن کا خصوصی اجتماع اور دوسرے تکلفات اور میت کی وصیت کے بغیر یتیموں کا مال خرچ کرنا بدعت ہے اور حرام۔ مدارج (النبوۃ ص ۲۳۳/۱)

حضرت شیخ کے ارشاد میں تین لفظ قابل غور ہیں۔

۱۔ تیسریدن کا مخصوص یعنی خصوصی اجتماع یعنی تیجا۔

۲۔ دوسرے تکلفات یعنی تیسرے دن کی تمام رسومات۔

۳۔ یتیموں کے مال میں ناجائز تصرف۔ بدعت ہے اور حرام۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ دنیا بھر کے بیسیوں ممالک میں بسنے والے اہل اسلام جب کہ تیجا چوتھا چالیسواں کانام تک نہیں جانتے تو ہندوپاک میں یہ رسم کہاں سے آتی ظاہر ہیکہ یہ ہندوؤں کی رسم ہے ہندو تیسرے دن جلی ہوئی ہڈیاں میت کی چن کر لاتے اور پھل نام رکھتے پنڈت جی کو بلا کر ان ہڈیوں پر منتر جنتر پڑھاتے اور کئی قسم مکلف کھانے کے ساتھ اچھا بستر ضروری برتن پورا گھرستی کا سامان پنڈت جی کو دیا جاتا ہے کہ میت کو پہنچا دیں۔

ہمارے امام مسجدوں نے پھل کا قل بنالیا۔ باقی ساری کہانی وہی ہے۔ ختمات کا لفظ بھی قابل غور ہے۔ حنفی فقہ کے مستند اور معتبر فتاوی شامی نے ان ختموں کے متعلق جو حافظ صاحبان' ائمہ مساجد یا دینی مدارس کے طلباء کو بلا کر پڑھائے جاتے ہیں اور اس پر کچھ نقدی یا کھانا یا مٹھائی یا کسی قسم کا معاوضہ دیا جاتا ہے۔ سختی سے منع فرمایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اگر کوئی شخص مرنے والا وصیت کرے کہ میرے مال کا کچھ حصہ خرچ کر کے اتنے ختم کرا دینا یا کلمہ طیب اتنا اتنا پڑھا دینا تو یہ وصیت باطل ہے کیونکہ پڑھنے والوں کو معاوضہ دینا حرام ہے اور ان کے لئے لینا بھی حرام ہے اور دنیا کی کسی چیز کی خاطر قرآن پڑھنا جائز نہیں ہے معاوضہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوں گے کیونکہ مزدوری کی صورت کے مشابہ ہے اور قران پڑھنے کی مزدوری سرے سے غلط ہے اگرچہ پچھلے فقہاء حنفیہ نے قران مجید کی تعلیم' امامت اور علم دین سکھانے پر تنخواہ لینا جائز قرار دیا ہے۔ لیکن قران مجید کی تلاوت پر معاوضہ لینا اور دینا تمام فقہا کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے (فتاوی شامی ۱/۳۹۴)

واضح رہے کہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کوئی عبادت فرض ہو یا نفل نماز ہو یا روزہ حج یا زکوۃ صدقہ خیرات یا تلاوت کرنے والے کو یہ حق دیا گیا ہے کہ اس کا ثواب کسی زندہ یا مردہ کو دے سکتا ہے۔

یہ ایصال ثواب کا مسئلہ ہے اس میں خلوص اور اخلاص شرط ہے لیکن کرائے کے مزدور کا عمل ثواب سے خالی ہے۔ تو نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب خلاصہ کلام یہ ہے کہ ہر وہ کام جسی ہم کارخیر سمجھ لیں یا کہہ دیں وہ کار خیر نہیں بن جاتا بلکہ اس کے لئے دین کی طرف سے کوئی اجازت کوئی سند کوئی ثبوت ہونا ضروری ہے مثلاً اذان کہنا نماز فرض کے لئے نیکی کا کام ہے دین کا شعار ہے لیکن اگر ہم یہی نیکی کا کام نماز عید کے لئے سورج گرہن چاند گرہن کی نماز کے لیے کریں یا قبر پر اذان دینے لگیں یا دکان کھولتے وقت یا ذبح کے وقت اذان کہہ دیں تو یہ بدعت ہو گی اگرچہ حدیث میں اس کی ممانعت صریح نہیں ہے۔ والسلام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد لولیہ والصلوۃ علی نبیہ والہ وصحبہ اجمعین ○

اما بعد رسالہ انوار الصوفیہ شمارہ نومبر دسمبر ۷۹ میں مساجد کے مروجہ شوروغوغا پر فقہ حنفی اور بریلوی فتووں کی روشنی میں مدلل تبصرہ کیا گیا اور حق یہ ہے کہ حق بولنے کا حق ادا کر دیا۔ توقع تو یہی تھی کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا واضح فتویٰ دیکھ کر دنیا بدل جائے گی لیکن حق قبول کرنے کی بجائے ایک رسالہ ذکر جہر کا جواز نامی مولانا محمد عبداللہ صاحب کی طرف سے جواب میں آگیا رسالہ کی زبان تلخ ہے حقائق سے گریز جابجا موجود ہے ہمارے بزرگوں کا تزکرہ بھی طنزا موجود ہے محض مسئلہ کی وضاحت کے لئے چند سطور عرض خدمت ہیں۔ (ربنا تقبل منا الا یتہ)

ذکر جہر کا جواز نام دیکھ کر حیرانی کی حد ہو گئی کیونکہ عوامی سطح پر تو اتنا زور شور ہے کہ جو شخص اذان سے پہلے بلند آواز کے ساتھ درود و سلام نہیں پڑھتا اس کو اذان کہنے کی اجازت نہیں ملتی اور جو شخص نماز کے بعد ذکر جہر نہ کرے اس کو وہابی کہا جاتا ہے پھر علمی سطح پر جب مسئلہ ثابت کرنے کا وقت آیا تو نہ فرض نہ واجب نہ سنت نہ مستحب کہہ سکے بڑی مشکل سے جائز بنانے کی ناکام کوشش کی گئی ہے جب کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا مبارک مقدس منور حقہ بھی افضل العبادات میں شمار ہوتا ہے تو اللہ کے ذکر کو جو تمام عبادتوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ عوامی غوغا کی پستی میں ڈال کر جائز بنانے کی ضرورت پیش آگئی۔

یہ کہاں کا انصاف ہے موضوع سے ہٹ کر ذرا جرات سے کام لیا تو مستحب کہہ دیا۔ پھر یہ دلیل پیش کی ہے۔ الاصل فی الاشیاء الاباحتہ استدلالیوں فرمایا چونکہ ذکر جہر بھی ایک چیز ہے اور سب چیزیں اصل کے اعتبار سے مباح ہیں اور چونکہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذکر جہر کی ممانعت کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں ہے لہٰذا فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا مستحب ہے لیکن مقام غور ہے کہ جس چیز کی ممانعت نہ ہو وہ مباح ہوتی ہے یا مستحب؟

اس مسئلہ میں فقہا کے تین گروہ ہیں اصل چیزوں میں اباحت ہے یا توقف یا خطر یعنی ممانعت۔ در مختار کے باب استیلاء الکفار میں توقف کو اختیار کیا ہے۔ فتاوی شامی کا رجحان اباحت کی طرف ہے۔ اس قاعدہ کو ہم چیزوں میں تو اس طرح استعمال کر سکتے ہیں۔ کہ مردار کرا مثلاً اصل کے اعتبار سے مباح ہے حکم شریعت نے صردار ہو جانے کی وجہ سے اس کو حرام کر دیا۔ اگر کوئی شخص بھوک سے مرنے لگے تو جان بچانے کے لئے بقدر ضرورت کھالے شرعی مخالفت اب اس کی حق اٹھ گئی ہے اور اباحت اصلی سامنے آگئی ہے یہی حکم شراب اور خنزیر کا ہے کہ موت کے خوف اور قتل کی دھمکی کے موقع پر سب چیزیں بقدر ضرورت مباح ہو جاتی ہیں لیکن یہ بریلوی فلسفہ ہماری سمجھ میں نہیں آیا کہ ذکر جہر کا جواز ثابتکرنے کیلئے کونسی اضطراری حالت اور مجبوری پیش آئی کہ اس قاعدہ کا سہارا لیا گیا۔ کیا عبادت کے طریقے اور تعبد کے اصول بھی چیز سمجھ کر اسی قاعدہ سے ثابت کئے جائیں گے۔ شور برپا کرنے والون کی جان پر کونسی مصیبت بن آئی ہے کہ مجبوراً ان کے لئے یہ کام جائز ہو گیا۔ اللہ کا ذکر جو تمام عبادات سے افضل ہے ولذکر اللّٰہ اکبر اس پر شاہد ہے) اللہ کا دین جس کی متانت سنجیدگی' افادیت جامعیت اور کمال کو دیکھ کر آج دنیا بھر کے غیر مسلم ہر سال لاکھوں کی تعداد میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔ آپ لوگوں کی ترمیمات اور اصلاحات کے بعد کیا اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ اس کے مسائل کو ثابت کرنے کیلئے اباحت اصلی اور حالت اضطراری کا سہارا لیا جائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کا کونسا طریقہ بتایا تھا جس کے بیان میں کمی چھوڑ دی اور آج اس اصلاح و ترمیم کی ضرورت پیش آگئی۔

ہر چیز اصل میں مباح ہے یعنی مفید اور نفع رساں چیز ہے شرعی اجازت کے تحت نفع حاصل کرنا تو اس کا یہ مطلب کہ ہر مسئلہ بھی مباح ہے اور یہ کہ دین ہر قسم کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترمیم اور اصلاح بھی ہمارے لئے مباح ہے ذکر الٰہی کا جو طریقہ ہمیں پسند ہو ہم تجویز کریں وہ بھی مباح ہے در اگر کوئی پوچھے تو اس کو یہ جواب دیا جائے کہ ممانعت کہاں ہے اگر دین کے اصول اسی طریقہ ثابت ہو سکتے تھے تو اتبعوا ولا تبتدعوا کیوں فرمایا گیا تھا فرض کرو ایک بزرگ پانچ نمازوں کے سوا چھٹی نماز تجویز کرتا ہے اور بہت سے مریدین اس کی پیروی کرتے ہیں کسی بستی میں چھٹی نماز شروع ہو جاتی ہے اس کے ساتھ وہ جماعت یہ بھی کہتی ہے کہ جو لوگ ہمارے ساتھ اس نماز میں شامل نہیں ہوتے وہ بے ادب ہیں گستاخ ہیں۔ بزرگوں کو نہیں مانتے تو اس کے بارے میں ان سے یہی پوچھا جائے گا کہ بتاؤ چھٹی نماز قرآن و حدیث میں دین اسلام میں کہاں ہے اس کا جواب ان کے پاس یہی ہو گا کہ نماز ایک کار خیر ہے ہم بت کو سجدہ نہیں کرتے خدا کی نماز پڑھتے ہیں دکھاؤ قرآن و حدیث میں اس کی ممانعت کہاں ہے۔

تو ایسے شخص کو سمجھانے کے لئے آپ وہی دلائل پیش کریں گے کہ جو ایک مدت سے ہم آپ کی خدمت میں پیش کر رہے ہیں آپ کو یہ کہنا پڑے گا یہ چھٹی نماز مباح نہیں ہے' بدعت ہے حرام ہے گناہ ہے اور یہ کہ دین میں اصلی چیز ثبوت ہے رکاوٹ نہ ہونا کوئی جواز کی دلیل نہیں ہے اور یہ کہ سارا دین ما قال ما فعل ہے اور بس اسی قاعدہ کے تحت علماء دین ہمیشہ نئے مسائل اور نئی ایجادات کو بدعت قرار دیتے رہے ہیں مثال کے طور پر معقبات کے بیان میں فتاویٰ شامی نے آپ لوگوں کو جگانے کے لئے ایک تنبیہہ لکھی ہے۔

کہ نماز کے بعد پڑھی جانے والی تسبیحات کی تعداد ۳۳ کی بجائے اگر ۳۴ کر دی جائے تو مکروہ ہے کیونکہ مقرر شدہ عدد سے آگے بڑھنا صاحب شریعت کی بے ادبی ہے پھر فرمایا یہ بات ایسی ہے جیسی کسی چابی کے دندانوں میں ایک دندانہ بڑھا دیا جائے تو تالا نہیں کھلتا یا کسی نسخہ میں ایک جز کا اضافہ کر دیا جائے تو اس کی تاثیر بدل جاتی ہے پھر فرمایا بعض نے اس کو جائز اور ثواب سمجھا ہے لیکن دل لگتی بات یہ ہے کہ یہ اضافہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم میں (معاذ اللہ) کمی سمجھ کر اس کو پورا کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جرات ہے فتاوی ۱/۳۵۶ بھائی مسلمانو سبحان اللہ کس قدر مبارک کلمہ ہے اللہ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے لیکن اس کے پڑھنے کی تعداد جب نبوت کی مبارک زبان سے ثابت ہے اور ۳۴ کی ممانعت بھی نہیں ہے پھر بھی علماء دین کی فراست اور پیروی دیکھئے کہ نہ کم ہو نہ زیادہ تو اس کے اثرات خوب ظاہر ہوں گے۔ ورنہ بے ادبی ہو گی وجہ اس کی یہ ہے کہ ذکر مسنون کے تمام طریقے اور کیفیات جو بیان کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی کا ہمیں حق نہیں ہے جو ذکر جہاں جہاں جن اوقات میں جس کیفیت کے ساتھ سراپا جہرا تجویز کر دیا گیا ہے اس کو اسی صورت میں ادا کرنا ہو گا۔ صاحب بحرالرائق فرماتے ہیں۔

لان ذکر اللہ اذا اقصدبہ التخصیص بوقت دون وقت و بشئی دون شئی لم یکن مشروعا حیث لم یردبہ الشرع لانہ خلاف الشرع ص ۸۵۹

ترجمہ: کیونکہ اللہ کے ذکر کو جب کسی خاص وقت اور خاص کیفیت کے ساتھ اپنی طرف سے مخصوص کر دیا جائے تو وہ شریعت کی بات نہ رہے گا کیونکہ شریعت میں اس طرح نہیں آیا پھر فرماتے ہیں اب وہ خلاف شریعت بھی ہو گیا۔ ص ٦

بھائی مسلمانو دین کا یہ اہم کلیہ صاحب بحر نے اس موقع پر بیان فرمایا ہے کہ عیدالفطر کے لئے جانے والا راستے میں بلند آواز سے تکبرات نہ پڑھے جیساکہ عیدالضحیٰ کے موقع پر پڑھنے کا حکم ہے کیونکہ وہ حکم صرف عیدالضحیٰ کے متعلق ہے اور اذکار میں قیاس نہیں چلتا۔ حکم صریح چتا ہے صریح حکم کے بغیر ایسا کرنا غیر شرعی کام ہے بالکل ایسا ہی قیاس رسالہ میں ایک جگہ مولانا محمد عبداللہ صاحب نے فرمایا کہ اذان کے بعد سلام کا رواج تو سلطان صلاح الدین ایوبی نے فاطمیہ مصر کی بدعت کی جگہ قائم کیا اگر وہ ٹھیک ہے تو ہم اذان سے پہلے جاری کرتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے جواباً عرض ہے کہ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا تو حدیث سے ثابت ہے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم سنو کہ موذن اذان کہہ رہا ہے تو تم اس کا جواب دو پھر مجھ پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درود پڑھ کر میرے لئے اللہ تعالٰی سے وسیلہ کے مقام کی دعا مانگو۔ کیونکہ وسیلہ جنت میں ایک عالی مقام ہے الخ اور اذان سے کچھ دیر بعد تو یاد دہانی بھی ہو سکتی ہے۔ لیکن پہلے پڑھنا کس بات کی یاد دہانی ہے اور بقول صاحب بحر جب کسی ذکر کو ہم کسی وقت کے ساتھ متعین اور مخصوص کریں تو یہ خلاف شرع کام ہو گا۔ یہ کلیہ ہم کو تمام تعینات تخصیصات بلکہ تمام بدعات کے استحصال کے لئے کام دے گا صدقہ خیرات کے لئے ایصال ثواب کے لئے تیجا چوتھا چالیسواں' ششماہی' سالیانہ دن جو ہم نے اپنی طرف سے مقرر کر رکھے ہیں سب شریعت کی طرف سے مقرر نہیں ہیں اور جو چیز مشروع نہ ہو وہ خلاف شرع ہوتی ہے۔ بری بدعت کی تعریف میں بزرگان دین نے جو فرمایا ہے کہ بری بدعت وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو اس کا مطلب بھی صاف ہو گیا کہ جو چیز سنت سے ثابت نہیں ہے وہ سنت کے خلاف ہے کیونکہ دین کی مثال اس مکان کی سی ہے جس کو بنانے والے کاریگر نے اعلان کر دیا ہو کہ یہ مکان مکمل ہو چکا ہے اب اس میں ایک اینٹ لگانے کی کوشش کرے گا۔ تو کاریگر کا دعویٰ توڑنے کی کوشش ہو گی پھر اینٹ لگا بھی دی گئی تو ہمیشہ اجنبی بدنما بدصورت نظر ائے گی۔ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کا مسلک یہی ہے کہ جس چیز کو فقہاء نے بدعت حسنہ فرمایا ہے وہ دراصل ہے ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کو بدعت کہنا ہی زیادتی ہے اور سنت کی ضد جو کچھ ہے وہ بدعت ہے ملاحظہ آپ کا ارشاد گرامی۔

سنت اور بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں ایک کا موجود ہونا دوسرے کی نفی ہے پس ایک کو زندہ کرنا دوسرے کی موت کا باعث ہے بدعت کو اچھی کہیں یا بری سنت کو مٹانے والی ہے جن علماء نے بدعت کو حسنہ کہا ہے شاید انہوں نے سیتا" اچھا کہا ہے کیونکہ حسن مطلق کی بدعت میں گنجائش کہاں۔ تمام سنتیں اللہ کو پسند ہیں اور تمام بدعتیں شیطان کو پسند ہیں اس زمانہ میں چونکہ بدعت پھیل چکی ہے اس لئے یہ بات لوگوں کو گراں گزرتی ہے لیکن کل قیامت کے دن لوگ جان لیں گے کہ ہم ہدایت پر ہیں یا وہ منقول ہے کہ حضرت امام مہدی اپنی خلافت کے زمانہ میں جب دین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جاری اور سنت کو زندہ کریں گے تو مدینہ منورہ کا ایک عالم جو بدعت پر عمل کرنے کا عادی ہو چکا ہو گا اور بدعت کو اچھی سمجھ کر دین میں ملا چکا ہو گا۔ تعجب سے کہے گا کہ یہ شخص یعنی حضرت امام مہدی ہمارے دین کو تباہ و برباد کر رہے ہیں حضرت امام مہدی اس کو قتل کرنے کا حکم دیں گے اور اس کی اچھی بدعت کو بری قرار دیں گے۔ مکتوب ص ۱/۲۵۵' ۱/۲۷۸ نیز فرماتے ہیں بلند شان سنت کے نور کو بدعات نے چھپالیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی رونق کو بدعات کے غبار نے ضائع کر دیا ہے عجیب بات یہ ہے کہ کچھ لوگ ان بدعات کو اچھی چیز سمجھتے ہیں اور لوگوں کو ان کاموں کی ترغیب دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سیدھے راستے کی ہدایت فرما دیں کیا وہ لوگ اس بات کو نہیں جانتے کہ دین ان بدعات سے پہلے مکمل ہو چکا ہے۔ نعمت الٰہی پورا ہو چکی ہے ور اسی دین کو اللہ کی پسند اور رضا حاصل ہو چکی ہے۔ الیوم الا ملت لکم دینکم) دین پورا ہونے کے بعد نئی چیزیں ایجاد کرنا درحقیقت اس آیت کا انکار کرنا ہے۔ علماء مجتدین نے دین کے احکام کو قرآن و حدیث سے ظاہر کیا ہے۔ ایجاد نہیں کیا۔ بدعت نہیں نکالی۔ اس لئے اجتہادی مسائل بدعت نہیں ہیں کیونکہ دین کا چوتھا اصل قیاس ہے۔ مکتوب ص ۱/۲۶۰

واضح رہے کہ مجددین کی شان یہی ہے بدعات کو مٹانا اس کا فرض منصبی ہے اور بدعت کی مختصر کہانی یہ ہے کہ بدعت کا لفظ سلف صالحین کے ہاں صدیوں تک نہایت ہی برا بلکہ ایک گالی کیلئے بولا جاتا تھا۔ شاذو نادر کبھی کوئی بزرگ اس کو نئی چیز کے معنی میں بھی استعمال کرلیتے۔ جیسے سیدنا عمرؓ نے ایک بار فرمایا نعمت البدعۃ مسلمانوں میں جب علم کلام کی وجہ سے ہرچیز کی منطقی تعریف کا رواج پڑگیا تو بدعت کی تعریف بعض علماء نے یوں فرمائی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حق کی تعلیم امت کو ملی ہے علم یا عمل یا حال اس کے خلاف جوچیز پیدا کی گئی اچھی سمجھ کر اور لوگوں نے اسے پکا دین اور صراط مستقیم سمجھ لیا ہو وہ بدعت ہے۔ بحر الرائق و شامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تعریف جامع مانع ہے لیکن جن بزرگوں نے بدعت کو باریک نگاہوں سے نہ دیکھا انہوں نے سادہ لفظوں میں بدعت کی تعریف یوں فرمائی کہ ہر نئی چیز بدعت ہے چونکہ عربی لغت میں دین سے پہلے بدعت ہر نئی چیز کو کہتے تھے اس لئے بدعت لغوی کو پانچ حصوں پر تقسیم کر دیا فرمایا بعض بدعت واجب ہیں جیسے عربی صرف ونحو سیکھنا بعض مستحب ہیں۔ جیسے مسافرخانے اور مدرسے بنانابعض مکروہ ہیں جیسی مسجدوں میں نقاشی بعض مباح ہیں جیسے لباس اور خوراک میں فراخی بعض حرام ہیں جیسے شیعہ اور خوارج کا مذہب لیکن یہ پانچوں قسم بدعت لغوی کے ہو سکتے ہیں بدعت شرعی کے نہیں ہیں۔

سب سے پہلے شیخ ابوالعباس احمد بن ادریس قرانی مالکی اپنے شیخ عز بن عبدالسلام کے اتباع میں اس پنجگانہ تقسیم کو ساتویں صدی میں رائج کیا۔ امام نووی حافظ ابن حجر حافظ بدر الدین عینی اور فتاوی شامی ملا علی قاری شیخ دہلوی نے ان کا اتباع کیا۔ ان کو یہ علم نہیں تھا کہ کسی زمانہ میں یہی بدعت حسنہ کا لفظ ہزاروں بدعات حقیقیہ کا سرچشمہ بن جائے گا۔ لیکن جب ڈھڈ شاہ کا میلہ بھی بدعت حسنہ کا برقعہ لے کر سامنے آگیا تو پچھلے علماء نے مسئلہ صاف کھول دیا چنانچہ زرقانی شرح مواہب لدنیب ملاحظہ ہو۔

ھی لغته ماعمل من غیر مثال سبق واستعمل فی الشر بهذا المعنی ایضًا و تنقسم الی واجبته

ترجمہ: بدعت عربی میں اس چیز کو کہتے ہیں جو سابقہ نمونہ اور مثال کے بغیر بنائی گئی ہو اور شریعت میں کہیں کہیں اسی لغوی معنی سے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے اور یہ پانچ قسموں پر تقسیم ہوتا ہے واجب سنت مستحب، مکروہ وغیرہ۔

رسالہ ترویح الجنان میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ پانچ حصوں پر تقسیم ہونے والی بدعت شرعیہ نہیں یہ لغویہ ہے۔ امام ابن حجر نے بھی فتح الباری میں وضاحت کر دی۔

المرا د بها ما احدث ولیس له اصل فی الشرع فتح (الباری ص ۹/ ۱۷)

www.KitaboSunnat.com

بدعت وہ چیز ہے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو۔

ساتویں صدی سے چل کر بدعت و سنت کا واضح فرق عوام کے لئے مشکل تھا دوسرے سے ہزار کے لئے غیرت الٰہی نے بصورت امام مجدد الف ثانی اس مسئلہ کا حل دنیا پر ظاہر فرما دیا۔ اب علماء عرب و عجم کی بھاری اکثریت بدعت حسنہ کی قائل نہیں ہے اب صرف دو چیزیں ہیں بدعت اور سنت، سنت کی تعریف یہ ہے۔

جو چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو قولاً یا فعلاً" یا صراحتاً" یا اشارۃً" وہ سنت ہے۔ اس تعریف میں دین کے انتظامی امور بھی آجائیں گے اور اجتہادی استحسانی امور بھی مصالح مرسلہ بھی اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ صرف بدعت الگ ہو جائے گی۔

سوال: مسلمان جس کام کو اچھا سمجھیں وہ دین ہے یا نہیں؟

جواب: فما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قول کا ایک حصہ ہے پوری عبارت یوں ہے۔

ان اللہ تعالیٰ نظر فی قلوب العباد الخ

بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کے دلوں پر نگاہ ڈالی تو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل مبارک کو چن لیا تو اپ کو اپنی رسالت کے ساتھ بھیجا پھر (دوبارہ) بندوں کے دل پر نگاہ ڈالی تو آپ کے لئے اصحابؓ چن لیا سو ان کو اپنے دین کے مددگار اور وزیر بنا دیا اس لئے وہ مسلمان یعنی صحابہ جس چیز کو اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے اور وہ مسلمان یعنی صحابہ جس چیز کو برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

ناظرین یہ پوری روایت مسند امام احمد بن حنبل بزار اور طبرانی شریف میں موجود ہے۔ اسی مضمون کی ایک دوسری روایت یوں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ نے فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی تو میرے اصحاب کے دلوں سے بڑھ کر پاکیزہ دل کسی (امتی) کے نہیں تھے۔ کیونکہ یہ سب بندوں سے نیک ہیں تو اللہ نے ان کو میرے اصحاب بنا دیا۔ اس لئے جس چیز کو یہ اچھا سمجھیں وہ چیز دین میں اچھی ہے اور جس کو یہ برا سمجھیں وہ دین میں بری ہے۔

یہ دونوں روایتیں کنز العمال صفت صحابہ میں موجود ہیں اور واضح کرتی ہیں کہ عام مسلمانوں کی پسند کوئی معیار نہیں ہے۔ ہم کسی کام کو اچھا سمجھ کر کرنے لگیں تو وہ اچھا نہیں ہو جاتا۔ المسلمون پر جو الف اور لام ہے گر مطلق جنس کے لئے ہو تو ۷۳ فرقے ہی حق پر ہوں گے حالانکہ صرف ایک حق پر ہے کلھم فی النار الا واحد اس لئے یہ الف لام عہد کے لئے ہوا اور معہور صحابہ ہیں جن کا ذکر اس روایت میں چلا آتا ہے۔ ف اور ال دونوں ثابت کرتے ہیں کہ یہ پسند اور ناپسند صحابہ کی شان ہے اور المسلمون سے مراد صحابہ ہیں یا الف لام استغراق خصائص جنس کے لئے ہو گا تو مطلق بول کر فرد کامل مراد لیا جائے گا۔ یعنی علم دین میں کامل یہ حضرات مجتہدین ہیں ان کی پسند بھی سنت کا حکم رکھتی ہے۔ اور اگر استغراق حقیقی کے لئے ہے تو تمام روئے زمین کے مسلمانوں کی پسند کا اعتبار ہو گا چونکہ ساری دنیا کے مسلمان کسی ایک بدعت پر بھی متفق نہیں ہیں۔ اس لئے کہ دنیا بھر کے گوشہ گوشہ میں مسلمان آباد ہیں اور کئی ملکوں کو بریلوی بدعات کی خبر تک نہیں ہے۔ اس لئے ف اور ال دو شہادتیں ہیں اس بات کی کہ اس روایت میں صرف صحابہ کی پسند کو دین کہا گیا ہے اور یہ بات سر آنکھوں پر لیکن کسی غیر مجتہد کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ یہ کام اچھا ہے۔ میں اس کو دین میں داخل کرتا ہوں۔ ہاں دنیا بھر کے علماء سب کے سب یا ان کی واضح اکثریت کو یہ مقام حاصل ہے۔ امام مسجدوں کی اکثریت کسی شہر یا علاقہ میں کسی مسئلہ پر متفق ہو جائے تو یہ بے اعتبار چیز ہے۔ اہل سنت کے ہاں سواد اعظم اور جماعت سے مراد بھی علماء دین کی اکثریت ہے۔ حدیث میں جہاں سواد اعظم کا لفظ آیا ہے اس سے مسجدوں کی گنتی بھی نہیں ملاؤں کی گنتی بھی نہیں بلکہ روئے زمین کے تمام ممالک اسلامیہ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلم آبادی کے علمی رہنما سنت کا اتباع کرنے والی جب کسی بات پر متفق ہو جائیں تو اس اجتماعی صورت کو سواد اعظم یا جماعت مسلمین کہا جاتا ہے۔ حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

اتبعوا السواد الاعظم یدال علی ان اعاظم الناس اعلماء

ازہار میں ہے کہ عظیم جماعت کی اتباع کا حکم دینے سے پتہ چلتا ہے کہ عظیم تر لوگ علماء ہیں اگرچہ ان کی تعداد تھوڑی ہو۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سواد اعظم فرمایا سواد اکثر نہ فرمایا کیونکہ عوام اور جہال کی ہمیشہ اکثریت ہوتی ہے۔ مراقاۃ ص ۱/۵۰ نیز فرماتے ہیں

ولا عبرۃ یا جماع العوام لانہ لا یکون علی علم

عوام کی کثرت کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ اجماع علم سے نہیں ہوتا۔ (یعنی بے علمی کی وجہ سے الٹا سوچتے ہیں) مرقاۃ ۱/۲۴۹

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

والمراد الحث علی اتباع ما علیہ الاکثر من علماء المسلمین

سواداعظم کے اتباع کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ اہل اسلام کے علماء دین کی اکثریت جدھر ہو اس کے پیچھے چلو۔

بزرگوں نے فرمایا۔

اگر ساری دنیا میں ایک ہی عالم دین سنت کی پیروی کرنے والا ہو تو وہی اکیلا سواداعظم ہے۔ الاعتصام ص ۲/۲۲۵

لفظی ترجمہ: سواداعظم کا ترجمہ تو اکثریت کا ہو سکتا ہے لیکن جیسا کہ غربت اسلام کی حدیثوں سے ظاہر ہے بے علم عوام کو حق کا معیار قرار دینا دینی مقاصد کے سراسر خلاف ہے۔

دین نے اکثریت کو صرف قیام امن کے لئے معتبر قرار دیا ہے یعنی جب مسلمانوں کی کوئی حکومت امن عامہ قائم رکھنے میں کامیاب ہو۔ اکثریت نے اس کی اطاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول کرلی ہو تو حکمران جیسا بھی ہو جب تک کھلم کھلا کفر نہ پھیلاتا ہو اس کی اطاعت ضروری اور بغاوت گناہ ہے۔ آئینی طریقوں سے بہتر کی تلاش اور بات ہے بغاوت کیلئے ہتھیار اٹھانے کی اجازت نہیں ہے ایسے موقع پر جماعت یا سواداعظم کے ساتھ رہنے کا حکم آیا ہے علماء نے لفظ جماعت کے پانچ استعمال لکھے ہیں

۱۔ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا۔

ابو دروا رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کسی بستی میں تین آدمی رہتے ہوں اور نماز باجماعت نہ پڑھی جاتی ہو تو ان پر شیطان نے غلبہ پالیا ہے فعلیکم بالجماعت (ابو داؤد نسائی)

۲۔ فتنہ فساد کے موقع پر جماعت کا ساتھ دینا تاکہ امن قائم ہو محمد بن سیرین فرماتے ہیں سیدنا عثمانؓ کی شہادت کے موقع پر ابو مسعود انصاریؓ نے کسی پوچھنے والی کو وصیت فرمائی جماعت یعنی اکثریت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ تعالٰی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرتے۔

۳۔ جماعت سے مراد صحابہ کی جماعت ہے یعنی جب کسی مسئلہ پر صحابہ کا اجماع اور اتفاق ہو جائے تو وہ دین ہے عوام نہیں بلکہ صحابہ ما انا علیہ و اصحابی

۴۔ اہل علم اور علماء دین کی جماعت کیونکہ اللہ تعالٰی نے علماء کو مخلوق پر حجت اور دلیل ٹھہرایا ہے اور عوام دین میں ان کی تابع ہیں۔

۵۔ صحیح بخاری میں ہے جماعت سے مراد علماء دین کی جماعت ہے کتاب الاعتصام اور علما سے مراد حضرات مجتہدین ہیں (فتح الباری ۱۷/۸۱)

۶۔ ہر زمانہ کے اہل علم و عقل یعنی ارکان مجلس شوریٰ جن کے مشورہ سے حکومت قائم ہوتی ہے وہ جماعت ہے جس کا اتباع ضروری ہے۔

نوٹ یہ پانچوں نمبر فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱۷/۸۱ ' ۱۶/۱۴۹ اور عمدہ القاری شرح بخاری ۱۹۵/۲۴ اور ۶۵/۶۵ پر موجود ہیں۔

قال الطیبی المراد من الجماعته الصحابته و من بعدهم من

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التابعین و تبع التابعین من السلف الصالحیں۔ (مرقاۃ ۲۱۵/ ۷)

جو شخص سنت چھوڑ کر بدعت کی طرف تھوڑا بھی سرک گیا اس نے اسلام کی رسی گلے سے نکال دی (مرقاۃ ۲۱۶/ ۷)

یعنی جماعت سے الگ ہونا سنت سے بدعت کی طرف جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی روایت میں جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یوں ہے۔

میری امت پر ٹھیک اور برابر وہ سب باتیں آئیں گی جو یہود نصاریٰ پر آئیں پھر وہ تو ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہوئے اور میری امت ۷۳ فرقوں پر بٹے گی۔ ایک کے سوا سب دوزخ میں جائیں گے۔ لوگوں نے پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ایک فرقہ کون لوگ ہیں ان کی پہچان کیا ہے فرمایا وہ لوگ' جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوں گے وہی جماعت ہیں۔

حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ۷۲ جو دوزخ میں جائیں گے وہ بدعات کی وجہ سے مبتدعہم مستحقۃ لدخولھا۔

معمولی غور سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ یہود نصاریٰ کی سب سے بڑی گمراہی کا سبب بزرگوں کی ناجائز تعظیم بزرگ پرستی اور قبرپرستی ہے جس کا ذکر قران مجید اور حدیث شریف میں جابجا موجود ہے اور جو لوگ حضرت امام مجدد الف ثانی کی راہ پر یعنی ان بدعات کے خلاف محاذ بنا کر لڑ رہے ہیں وہی سنت رسول اللہ اور طریقہ صحابہ پر قائم ہیں وہی جماعت ہیں۔ وہی سواداعظم کے ساتھ ہیں کیونکہ ۷۳ فرقوں میں ایک کو جماعت فرمایا ہے تو لازم ہے کہ حق پر چلنے والے تھوڑے ہوں گے اور یہی لوگ ہیں جن کو حدیث میں غرباء کہا گیا ہے کیونکہ عربی زبان میں غریب کا معنی عجیب ہے کہتے ہیں یہ بات بڑی عجیب و غریب ہے اور غریب کا معنی مسافر اجنبی پردیسی بھی ہے یعنی لوگ اس سنت پر عمل کرنے والے کو اجنبی الگ مذہب والا سمجھ کر مسجدوں سے نکال دیں گے۔ فرمایا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام شروع شروع میں بھی غریب تھا اور آخر زمانہ میں بھی ایسا ہی یعنی غریب ہو جائے گا (بدعتی جاہلوں کی کثرت ہو گی اور اہل سنت کی قلت) کسی نے پوچھا حضور غریب کون ہیں فرمایا:

غرباء اور غریب وہ لوگ ہیں جو میرے بعد میری بگاڑی ہوئی سنتوں کی اصلاح کریں گے۔ یعنی چھوڑی ہوئی سنتوں کو قائم کرنے کی کوشش کریں گے لوگوں کو سنت اور بدعت کا فرق بتائیں گے۔

اس لئے کہ ۷۳ فرقوں والی روایت میں یہ الفاظ خاص طور پر قابل غور ہیں۔

اعظمها فتنته الذين يقيسون الامور برايهم

سب سے بڑا فتنہ وہ جماعت ہے جو لوگ مسائل کو اپنی رائے سے سوچتے ہیں مثلاً یہی بات یہ کام اچھا ہے کارخیر ہے ہم نے جاری کیا ہے اس لئے مستحب ہے۔ خود ہی اچھا کہہ کر مستحب بنا لیا کہ یہ شریعت ہیں۔

معلوم ہوا کہ جماعت سواداعظم غربا۔ سنت پر چلنے چلانے والوں کے مختلف نام ہیں البتہ عام اور عوام سے رابطہ رکھنے کا لفظ اخلاقی اصلاح اور گوشہ نشینی سے روکنے کے لئے آیا ہے احکام اور مسائل میں اتباع کے لئے کہیں نہیں آیا۔

انصاف کی بات تو یہ ہے کہ جماعت سواداعظم اور غرباء کی اصطلاحات یا مہور العلماء۔ عامتہ العلماء کے الفاظ اتنے بلند ہیں کہ اس زمانہ کا کوئی فرد یا کوئی جماعت ان کی اہلیت نہیں رکھتی ہاں عالم اسلام کے تمام علماء دین یا عظیم اکثریت کا اگر کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ یہ جماعت مسلمین یا سواد اعظم کا فیصلہ ہے بریلوی حضرات کے لئے سواداعظم کا خطاب برعکس نہند نام زنگی کافور کی مثال ہے۔ ہاں سواد کے لغوی معنے تاریکی اور اندھیرے کے ہیں اور حضرت امام مجدد نے جابجا بدعت کو اندھیری رات فرمایا ہے۔ اس معنے کے لحاظ سے بریلوی حضرات ٹھیک سواداعظم ہیں۔

کہ از مغز دو صد خر فکر انسا۔ نے نمے آید۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال حدیث میں آیا کہ جو شخص اچھی سنت جاری کرے گا اس کو اس کا ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کا ثواب بھی ملے گا۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو سنت جاری کرنے کا حق دے دیا گیا ہے۔

جواب سنت ایجاد کرنے کا حق اگر دے دیا گیا ہے تو اس کو بدعت حسنہ کی بجائے سنت حسنہ کیوں نہیں کہتے بات تو صرف اتنی تھی کہ قبیلہ مضر کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ان کی غربت اور افلاس دیکھ کر نبی رحمت صلی اللہ کے چہرہ مبارک پر تکلیف کے آثار نظر آنے لگے آپ نے لوگوں کو جمع کرکے صدقہ کی پر زور ترغیب دی تو انصار میں سے ایک بزرگ اٹھے نقدی کی اتنی بڑی تھیلی اٹھا کر لائے جس کو اٹھانا ان کے بس کی بات نہ تھی۔ ان کا ایثار اور ہمت دیکھ کر سب لوگوں کے حوصلے بڑھے۔ سب نے ہمت کی تو یکایک نقدی اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر لگ گئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ انور خوشی سے چمکنے لگا تو فرمایا جو شخص اچھی سنت جاری کرتا ہے یعنی لوگوں کے سامنے نیکی کا نمونہ بنتا ہے اور نیکی پر لوگوں کے حوصلے بڑھاتا ہے اس کو اس کے عمل کا ثواب بھی ملے گا اور دوسرے کے عمل کا ثواب بھی اور جو شخص بری سنت جاری کرتا ہے اس پر اپنا اور دوسروں کا وبال ہو گا۔

غور کرنے کی بات ہے کہ اس صحابی نے کون سا نیا مسئلہ دین میں ایجاد کیا تھا بس اتنی بات ہی ہے کہ اس بزرگ نے صدقہ خیرات پر سبقت اور پہل کی۔ یہ سنت بنانا نہیں ہے سنت رسول کا اجراء ہے بلکہ حکم کی تعمیل میں نمونہ بن کر آگے بڑھنا ہے۔ صدقہ خیرات تو دین کا ابدی اصول ہے۔

دوسری طرف دیکھئے کہ سنت کے مقابلہ میں بدعت کا آجانا ہی مردودیت اور برائی کے لئے کافی تھا۔ لیکن اظہار ملال کے لئے بدعت کے ساتھ گمراہی کا لفظ بھی شامل کرکے فرمایا اور جو شخص برا طریقہ جاری کرتا ہے کہیں فرمایا جو شخص گمراہی کی بدعت جاری کرتا ہے۔ اس پر اپنا اور پیچھے چلنے والوں کا بوجھ بھی ہوگا جیسے قابیل پر۔

معلوم ہوا کہ سنت اب بننے والی چیز نہیں ہے۔ لیکن بدعت کو نت نئی زندگی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نصیب ہو رہی ہے جہالت جس قدر بڑھے گی بدعت بھی ساتھ ساتھ بڑھے گی۔

صفحہ ۴ پر مولانا محمد عبداللہ صاحب نے بدعت کا شجرہ نسب خلافت راشدہ سے جاملایا ہے فرماتے ہیں قرآن مجید کو جمع کرنے کا کام جو سیدنا ابوبکر صدیقؓ کی خلافت میں ہوا اسی بنا پر ہوا کہ ممانعت کی کوئی دلیل نہ تھی اور جو کام منع نہ ہو تو وہ جائز مستحب اور کار خیر ہوتا ہے چنانچہ اسی بنا پر فاروق اعظمؓ نے فرمایا خدا کی قسم یہ کام اچھا ہے اور حضرت زید کو دونوں نے فرمایا خدا کی قسم یہ کام اچھا ہے پھر فرماتے ہیں معلوم ہوا جس کام کو سرکار نے منع نہ فرمایا ہو اور وہ کام خیر ہو تو وہ امر بدعت نہیں۔ بلکہ مستحب مستحسن اور کار خیر ہے۔ انتہی۔

اس عبارت میں چند باتیں قابل اعتراض ہیں مثلاً خلافت راشدہ کے دور میں جس کام کو باجماع صحابہ دین سمجھا گیا وہ بلاشک و شبہ دین ہے سنت صحابہ ہے۔ علیکم بسنتی وسنته الخلفاء الراشدین المهدیتین اس پر شہادت ہے۔ ما انا علیه و اصحابی اس کا ثبوت ہے لفظ جماعت کے اولین مصداق یہی بزرگ ہیں یدا اللہ علی الجماعۃ ان کی شان ہے۔

یہ تو یہ ہیں ان کے شاگرد تابعین اور تبع تابعین میں سے سلف صالحین اور ائمہ مجتہدین کے استنباط بھی سنت کا حکم رکھتے ہیں۔

حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سنت کے ساتھ ان کی سنت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ آپ کو معلوم تھا۔ آپ کے صحابہ سنت کو واضح کرنے میں غلطی نہیں کریں گے اگرچہ بعض سنتیں ایسی ہیں جو صحابہ کے زمانہ میں ہی مشہور ہوئیں پہلے موجود تھیں مشہور نہ تھیں اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرات خلفاء راشدین اپنے پاس سے کوئی چیز نہ لاتے تھے صرف غیر مشہور سنتوں کو ظاہر فرما دیتے تھے ص ۱/۲۳۱

حضرت شیخ دہلوی نے بھی لمعات میں یہی ارشاد فرمایا ہے۔

آپ کی بعض سنتیں آپ کے زمانہ میں مشہور نہ ہوتی تھیں۔ اگرچہ بعض صحابہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے سیکھ لی تھیں پھر وہ خلفاء راشدین کے عہد میں مشہور ہو جاتی ہیں تو ان کی طرف منسوب کر دیجاتی ہیں چونکہ یہ بھی امکان تھا کہ کوئی شخص ان کی سنت سمجھ کر نہ مانتا اس لئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی سنت پر چلنا بھی ضروری ہے اور وہ بھی صاحبان سنت ہیں۔ (لمعات ۱/۲۳۵)

مسئلہ کی زیادہ وضاحت بحر میں ملتی ہے۔

امام ابویوسفؒ نے امام ابوحنیفہ سے تراویح اور سیدنا عمرؓ کے اس کارنامہ کے متعلق پوچھا تو حضرت امام اعظم نے فرمایا سیدنا عمر تراویح کے متعلق کوئی بدعت پیدا کرنے والے نہ تھے آپنے کسی قاعدہ اور اصل یعنی اصول کے مطابق لوگوں کو اس کا حکم دیا اور ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ کی کوئی یادداشت موجود تھی ...... اور شرح منیتہ المصلی میں ہے کہ بہت سے لوگوں نے تراویح کی سنت پر اجماع نقل کیا ہے۔ کیونکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جاری فرمایا ور صحابہ کو توجہ دلائی پھر بعض راتوں میں اسے خود قائم فرمایا (یعنی باجماعت اور فرمائی) پھر اس خوف سے کہ امت پر فرض نہ ہو جائے چھوڑ دیا (اس لئے تراویح سنت رسول ہے) بحر الرائق (ص ۶۶/۲)

اسی طرح آپ کا ارشاد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ علماء محدثین جب کسی موقع پر بولتے ہیں کہ یہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنت ہے تو ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جاریہ ہے جو منسوخ نہیں ہوئی کیونکہ خلافت راشدہ تک کسی عمل کا جاری رہنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل آپ نے سنت قائم کرنے کے لئے کیا تھا اگر کوئی عمل آپ کے مبارک زمانہ میں کسیوقت جاری ہوا پھر متروک ہوگیا جیسا کہ ذکر جہر فرض نمازوں کے بعد آپ کے زمانہ میں کسی وقت ہوا پھر خلافت راشدہ میں اس کا نام نشان نہیں ہے اور جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت خود بتا رہی ہے کہ تھا اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ صحابہ کو تعلیم دینے کے لئے چند روز کچھ وقت یہ کام ہوا جب تعلیم ہو چکی تو آہستہ ذکر کرنے لگے خلاصہ یہ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی سنت ہی وہ سنت ہے جو سنت رسول کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثابت کرتی ہے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب کی تحقیق یہ ہے کہ صحابہ کو قران مجید جمع کرنے کی ممانعت جو نہ تھی اس لئے انھوں نے اپنی پسند سے کار خیر سمجھ کر یہ کام کیا اس لئے ان کا کام مستحب قسم کا تھا اور ہمارا ذکر جہر بھی مستحب ہے۔

لیکن علماء دین کی تحقیق یہ ہیکہ حضرات صحابہ دین کے امین تھے قرآن کو جمع کرنا ان پر فرض عین تھا۔ کیونکہ قران مجید کی تبلیغ فرض عین ہے قران مجید کے نزول کے وقت مختلف قبائل کو آسانی کے لئے ان کے لب و لہجہ میں پڑھنے کی اجازت دے دی گئی تھی۔ جناب کی وفات شریف کے بعد انھوں نے محسوس کیا کہ آنے والے دور میں الفاظ یا لہجہ کا معمولی فرق معنی میں زیادہ اختلاف پیدا کر دے گا۔ اس لئے انھوں نے قران مجید کی تمام سورتوں کو جو پہلے سے مکمل تھیں ایسی ترتیب کے ساتھ جس کو قرائنہ نبوی کے اشاروں سے سمجھ چکے تھے' قریش کی لغت پر جمع کر دیا یہی قران مجید سیدنا عثمان کی خلافت میں بالاتفاق تمام دنیا میں شائع کر دیا گیا تاکہ آئندہ دین کے مرکزی نکتہ میں اختلاف پیدا نہ ہو اور عجمی اقوام کسی قسم کے شک میں مبتلا نہ ہوں۔ قران مجید ہر قسم کی لفظی معنوی تحریفات سے محفوظ رہے بھائی مسلمانو یہ کتنا ضروری کام تھا امت کی شیرازہ بندی تبلیغ قران تحریف سے بچانا کس قدر اہم فریضہ تھا لیکن افسوس کہ بریلوی حضرات جب بدعت کے لئے دلیل لاتے ہیں تو یہ کہ سیدنا عمر نے تراویح ایجاد کی اور خلافت راشدہ میں قران جمع ہوا یہ دونوں کام مستحب تھے اس لئے ذکر جہر گیارھیوں وغیرہ سب مستحب ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے حضرات شیخین جب کسی کام کو خیر فرما دیں اور آپ بھی کسی اپنے پسند کے کام کو کہہ دیں تو دونوں کا درجہ ایک ہی ہو گا یا نہیں اتنی بلند مسند پر بیٹھنے کا دعوی ہمیں زیب تو نہیں دیتا۔ آگے آپ کی مرضی۔

دوسری بات یہ ہیکہ جس کام کی دین میں مخالفت نہ ہو اور وہ کام خیر ہو تو وہ مستحب ہوتا ہے یہ قاعدہ آپ کا اگر درست ہے تو پانچویں صدی کے اواخر میں جو صلوۃ الرغائب نفلی نماز جاہل ملاؤں اور قصہ خوان واعظوں نے جاری کی تھی اور تمام اسلامی ممالک میں رجب کے پہلے جمعہ کی رات کو بڑے اہتمام بڑے ذوق شوق اور ہجوم کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ پڑھی جاتی تھی پھر تمام دنیا کے علماء نے اس کی مخالفت کی اور آج دنیا میں اس کا نام نشان بھی نہیں ہے اس کے متعلق کیا خیال ہے کہ نماز تھی اللہ کی عبادت تھی قرآن وحدیث میں اس کی ممانعت بھی کہیں نہ تھی پھر تمام دنیا کے علماء نے اسے کیوں بدعت قرار دیا اور نوافل کی جماعت کے لئے لوگوں کو بلانا کیوں منع کیا گیا۔ یہ بھی تو کار خیر ہے۔ آدھی رات کو نوافل کی جماعت کے لئے اگر کوئی شخص مسجد میں آکر اذان کہہ دے کہ نفلوں کی جماعت تیار ہے تو اس میں کیا حرج ہے۔ کام تو سارا نیک معلوم ہوتا ہے نوافل بھی نیکی ہے۔ جماعت بھی نیکی ہے اور اذان سے تو شیطان دور ہوتا ہے کیا حرج ہے اتنے کار خیر جمع ہیں۔ مستحب تو ضرور ہو گا۔ کیا خیال ہے اور تیسری بات اس عبرت میں یہ ہے کہ مستحب کی تعریف میں آپ نے فرمایا ہے کام نیک ہو اور اس کی ممانعت بھی شریعت میں نہ ہو تو وہ مستحب ہوجاتا ہے بتایئے کیا شریعت نیک کاموں سے روکتی بھی ہے۔ دین تو نیکی کو جاری کرنے کے لئے آیا ہے۔ نیکیوں سے منع کرنا تو شیطان کا کام ہے دین کے متعلق اتنی بدظنی کہ نیکیوں سے روکتا ہے۔ مناسب نہیں ہے ہم نے تو یہی پڑھا ہے کہ دین حقیقی نیکیوں سے کبھی نہیں روکتا۔

یا مرھم بالمعروف

سارے رسالہ کا مغز صفحہ کی وہ روایت ہے۔

عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ بلند آواز سے ذکر کرنا جب لوگ فرض نماز سے فارغ ہو جائیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اسی بلند آواز کو سن کر میں سمجھ لیتا کہ نماز ختم ہو گئی۔ (بخاری شریف)

ذکر جہر کی اس روایت کو بریلوی حضرات بلند آواز سے صلوۃ و سلام کیلئے بھی جلسوں جلوسوں میں نعرہ بازی کے لئے بھی فرض نمازوں کے بعد ذکر جہر کے لئے اذان سے پہلے باواز بلند درود شریف پڑھنے کے لئے بھی پیش کرتے ہیں الغرض اوڑھنا بچھونا یہی ہے اس لئے مسئلہ وضاحت طلب ہے اس کو چند حصوں پر تقسیم کیا جاتا ہے ذکر اور دعا میں فرق۔ ۲۔ درود سلام ذکر الٰہی ہے یا دعا ۳۔ اذان سے پہلے باواز بلند درود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلام پڑھنا کیا عمل ہے۔ ۴۔ بلند آواز کے ساتھ ذکر امت کی تعلیم کے لئے تھا یا سنت قائم کرنے کے لئے ۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے بلند آواز کے درود سریف پڑھنے والوں کو مسجد سے کیوں نکالا اور خارجی بن جانے کی پیشن گوئی کیوں فرمائی۔

ا۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر قرآن مجید کی تلاوت اس کی حمد و ثنا اور صفات کا ذکر ہے جو ثواب کی نیت سے ہو۔ دعا کا مطلب ہے اللہ سے کچھ مانگنا۔ اپنے لئے یا بزرگوں کے لئے بخشش مانگنا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خصوصی رحمت اور سلامتی خیر و برکت مانگنا جس کو دین میں صلوۃ و سلام کہا جاتا ہے۔ گویا کہ درود اور سلام پڑھنے والا اللہ کی جناب آپ کے لئے رحمت اور سلامتی کی دعا کرتا ہے اسلام علیک ایھا لانبی و رحمتہ اللہ و برکاتہ کا مطلب یہ ہوگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سلامتی مانگتا ہوں آپ کے حق میں انسے نبی اور اس کی رحمت اور برکتیں یہ ہماری طرف سے اللہ کی جناب میں دعا ہوتی ہے اس کو قبول کرنا اللہ کا کام ہے۔

2۔ پھر جب درود و سلام بھی دعا ہے تو دعا کے احکام میں آئے گا اگر ذکر ہوتا تو ذکر کے احکام میں آتا۔ ذکر کا حکم یہ ہے آہستہ افضل ہے اور کسی قدر بلند آواز سے ذکر کرنا جائز ہے اس مسئلہ کو مولانا محمد عبداللہ صاحب نے بھی رسالہ کے ص ۴ پر لکھا ہے پھر فقہاء نے لکھا ہے کہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل پر عمل کرنا بہتری کے خلاف ہے (مان توگئے ہیں کہ ہمارا عمل بہتر نہیں ہے) لیکن دعا کا حکم یہ ہیکہ بلند آواز سے دعا مانگنا منع ہے اس لئے درود شریف اور سلام شریف بھی چونکہ دعا ہے اس لئے بلند آواز سے منع ہو گا اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے رسالہ احسن الوعانی آداب الدعاء میں فرماتے ہیں۔

بے شک درود سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں دعا ہے ص ۸۰ نیز فرمایا

درود بھی دعا ہے۔ ص: ۸۳

جب ثابت ہو گیا کہ دعا ہے تو دعا کے متعلق قرآن مجید اور فقہ حنفی کا صرف ایک ایک حوالہ عرض کیا جاتا ہے۔

ادعوا ربکم تضرعا و خفیتہ انہ لا یحب المعتدین پارہ ۸ رکوع ۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے رب سے دعا کرو آہستہ اور گڑ گڑاتے بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں ہیں۔

حد سے بڑھنے والے کون ہیں یہ بات بھی اعلیٰ حضرت کے قران مجید پر جو حاشیہ ان کے جانشین اور ثانی اثنین نے لکھا ہے وہ بتائے گا فرماتے ہیں۔

حد سے بڑھنا کئی طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ بلند آواز سے چیخے۔

(ملاحظہ ہو حاشیہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی بر ترجمہ اعلیٰ حضرت)

اب یہ بات قرآن مجید سے ثابت ہو گئی کہ درود شریف بھی دعا ہے اور لاؤڈ سپیکر پر پڑھنا چیخنا ہے یہی حد توڑنا ہے یہی اللہ کو ناپسند ہے سادہ لفظوں میں یہ مروجہ شور غوغا اللہ کو ناپسند ہے۔

فقہ حنفی کی معتبر کتاب در مختار کی وضاحت بھی قابل دید ہے فرماتے ہیں۔

وازعاج الاعضاء برفع الصوت جهل وانما هى دعا والدعا يكون بين الجهر والخافتة (در مختار مع شامی ص ۱/۳۴۹)

درود سلام پڑھتے وقت آواز بلند کے ساتھ اعضاء بدن کو حرکت دینا بڑی جہالت ہے کیونکہ یہ تو دعا ہے اور دعا ہوتی ہے بلند اور نہایت آہستہ آواز کے درمیان درمیان بلند آواز کے ساتھ بدن کی حرکت اس زمانہ کے نعت خواں کی پوری تصویر ہے اور اس پر جو سرٹیفکیٹ مل رہا ہے وہ قابل داد ہے کیونکہ جہل کی تنوین تعظیم کے لئے ہے یعنی جہل عظیم عظیم جہالت' یاد رہے کہ یہ بڑی جہالت کا تمغہ ان حضرات کو اس بزرگ نے دیا ہے جس کو مولانا محمد عبداللہ صاحب نے رسالہ کے ص ۱۵ پر فقیہہ اعظم صاحب در مختار لکھا ہے۔ بڑی جہالت یہ ہوتی ہے کہ کوئی آدمی نہ جانتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ میں نہیں جانتا ہوں کیونکہ بے چارے جاہل لوگ درود سلام کے آداب کو نہیں جانتے۔

3۔ ذکر جہر کے جواز کی ایک شاخ اذان سے پہلے باواز بلند درود سلام بھی ہے۔ یہ شاخ مشکل سے ۳۰ یا ۳۵ سال سے پھوٹی ہے۔ پھوتی کہنے کی بجائے یوں کہو کہ پیوند لگایا گیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ مولانا محمد عبداللہ صاحب اس مسئلہ کو بھی ذکر جہر میں کھینچ لائے ہیں گو یہ ثابت ہو چکا ہے کہ درود سلام ذکر نہیں دعا ہے اور دعا بلند آواز سے مانگنا اللہ کی حدوں کو توڑنا ہے جو دلائل اس موقع پر لائے ہیں وہ سبھی ان کے خلاف جاتے ہیں۔ کیونکہ دو عبارتیں لکھی ہیں دونوں ایک واقعہ سے تعلق رکھتی ہیں ص ۲۴ کی عبارت کے ترجمہ میں ایک نہایت واضح غلطی کی ہے اور تعجب ہے کہ زبان دانی کے سلیقہ سے جو لوگ محروم ہیں وہ رسالہ لکھنے کا شوق کیوں فرماتے ہیں اور حیرانگی کہ ص ۱۵ کی عبارت درمختار کا ترجمہ بالکل نہیں کیا۔ ورنہ کئی لطائف حاصل ہو جاتے خیر دونوں کا ایک ہی واقعہ سے تعلق ہے جس میں تسلیم بعد الاذان کا ذکر ہے جو تثویب کے لئے ہے تثویب کے معنی کپڑا دکھانا بھی ہے اور دوبارہ اعلان بھی ہے۔ اونچی جگہ چڑھ کر کپڑا دکھانا بھی اعلان کی ایک قسم تھی اس زمانہ میں چونکہ گھڑیاں نہیں تھی۔ جماعت کا نظام یہ تھا کہ جب کچھ نمازی جمع ہو جاتے تو جماعت تیار ہونے کا اعلان کسی مقررہ لفظ کے ساتھ جو بھی کسی بستی والے مقرر کر لیتے ہو جاتا تھا۔ مثلاً نماز نماز' نماز تیار' وغیرہ حنفی مذہب میں عوام کی سستی اور بے پرواہی کے پیش نظر اس بات کی اجازت ہے اس کو تثویب یا تذکیر کہتے ہیں یعنی یاد دہانی یہ اذان اور اقامت کی عین درمیان میں ہوتی ہے اذان کے بعد متصل ہو پھر بھی بے فائدہ ہے مختلف شہروں میں یاد دہانی کے الفاظ مختلف تھے سلطان صلاح الدین ایوبی نے آٹھویں صدی میں فاطمہ مصر کی بدعت کی جگہ تزکیر و یاد دہانی کے لئے السلام علی رسول اللہ تجویز کر دیا وہ بھی اذان کے بعد۔

آج بھی اگر کوئی شخص اذان اور تکبیر یعنی اقامت کے عین درمیان یا دہانی کے لئے صلوۃ و سلام کا لفظ بولے تو اجازت ہے لیکن اذان سے پہلے صلوۃ و سلام پڑھنا کس بات کی یاددہانی ہے یہ اجازت بھی ہمارے امام صاحب نے لوگوں کی سستی غفلت اور بے پرواہی کی وجہ سے دی ہے ورنہ بعض صحابہ نے اس کو ناپسند کیا ہے بحر میں ہے کہ سیدنا علیؓ ور سیدنا عبداللہ ابن عمرؓ دونوں نے کسی شخص کو مسجد میں تثویب کرتے دیکھا تو ف فرمایا اس بدعتی کو ہماری مسجد سے نکال دو بحر الرائق ص ۲۶۱ بدعتی کا لفظ قابل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

حضرت امام مالک بھی یاد دہانی کو ناپسند فرماتے تھے۔

حضرت امام مالک امام مدینہ کے زمانہ میں ایک مؤذن نے یاد دہانی کا کوئی کلمہ کہہ دیا تو حضرت امام نے پیغام بھیج کر اسے بلایا اور فرمایا یہ کیا کرتے ہو اس نے عرض کیا یہ اس لئے کرتا ہوں کہ لوگوں کو صبح ہونے کی پوری اطلاع ہو جائے (یعنی تہجد اور سحری کی اذان نہ سمجھیں' فرمایا ایسا مت کرو ہمارے اس شہر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس سال قیام فرمایا ہے پھر ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کا دور خلافت بھی یہی گزرا جو کام انہوں نے نہیں کیا وہ تم نہ کرو۔ ہمارے اس شہر میں جو بات نہ تھی وہ مت کرو۔ یہ بات سن کر مؤذن نے تثویب چھوڑ دی کچھ دیر تو خاموش رہا ایک دن وہ مینارہ پر کھانسنے لگا حضرت امام مالک نے اسے پیغام بھیجا کیا کرتے ہو۔ اس نے جواب دیا میں یہ چاہتا تھا کہ لوگوں کو صبح ہونے کی پوری اطلاع ہو جائے فرمایا کیا میں نے تم کو منع نہ کیا تھا کہ ہمارے اس مقدس شہر میں کوئی نئی بات (بدعت نہ پیدا کرو کیونکہ ارادۃ کھانسنا بھی حضرت امام بدعت سمجھتے تھے) اس نے کہا آپ نے تو مجھ کو تثویب یعنی یاد دہانی کے کلمات سے منع کیا تھا فرمایا کچھ نہ کرو پھر کچھ دنوں کے بعد لوگوں کے دروازوں پر دستک دینے لگا پھر بلا کر فرمایا یہ کیا کرنے لگے ہو۔ کہا حضرت لوگوں کو نماز کیلئے جگاتا ہوں فرمایا کچھ بھی نہ کرو۔ کتاب الاعتصام امام شاطبی اندلسی ۲/۵۹

حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ ابن عمرؓ پھر حضرت امام مالکؒ کے اس رویہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ بزرگان دین کو بالکل اصلی سادگی پر دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ ہمارے امام صاحب نے جب دیکھا کہ نماز سے غفلت ہونے لگی ہے تو بقاعدہ استحسان جس کا حق صرف اجتہاد والوں کو حاصل ہے۔ تثویب کی اجازت دے دی۔ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ در مختار نے یہ آٹھویں صدی کا قصہ تثویب کے بیان میں لکھا ہے اور اسی بنا پر اسے بدعت حسنہ کہا ہے کہ مجتہدین امت سے اس کی اجازت آرہی ہے یہ سنت کا حکم رکھتی ہے یہ تو یاد دہانی ہے لیکن مسئلہ اگر معلوم کرنا ہو تو حضرت ملا علی قاری علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رحمت الباری کے پاس چلنا چاہئے فرماتے ہیں۔

فما یفعله الموذنون الیوم عقب الاذان من الاعلان بالصلوة والسلام مدارا اصله سنته والکیفیته بدعته

ہمارے زمانہ میں مؤذن حضرات جو اذان کے بعد بلند آواز سے صلوۃ و سلام پڑھنے لگے ہیں یہ اصل میں تو سنت تھا۔ (کیونکہ اذان کے بعد سننے والوں کو حکم ہے درود شریف پڑھ کر وسیلہ کی دعا مانگیں) اور موجودہ بلند آواز کی کیفیت بدعت ہے کیونکہ مسجد میں بلند آواز اگرچہ ذکر الٰہی کے لئے ہو مکروہ ہے بالخصوص مسجد الحرام میں کیونکہ طواف کرنے والوں نماز پڑھنے والوں' اعتکاف کرنے والوں کی یکسوئی میں خلل آتا ہے۔ (مرقاۃ ص ۱۴۱/۲)

حضرت ملا علی قاری نے اذان کے بعد پڑھا جانے والا صلوۃ و سلام کو بھی بدعت اور مکروہ فرمایا اور پہلے پڑھا جانے کا تو نام نشان کہیں نہیں ہے۔ در مختار نے باب الحظر والاباحتہ میں لکھا ہے کہ بدعت اور مکروہ دونوں لفظ حرام کے قریب تر ہیں۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد سے باہر ایک کھلا میدان یا ٹکڑا اس لئے بنا چھوڑا تھا کہ جو شخص غیر ضروری کلام کرنا چاہے یا عامیانہ اشعار پڑھنا چاہے یا آواز بلند کرنا چاہے تو وہ مسجد سے نکل کر اس میدان میں چلا جائے۔ (مشکوۃ شریف باب المساجد)

حضرت ملا علی قاریؒ نے یہاں لکھا ہے کہ بلند آواز اگرچہ ذکر کے لئے ہو۔ ہے۔ خیر القرون میں پہلے بزرگوں کے دور میں ایک آواز کے ساتھ پڑھنا کہیں ثابت نہیں ہے۔ عوام الناس کو سارا لطف اسی میں آتا ہے حدیث میں آیا ہے۔

من ذکرنی فی ملاء اور لا یقعد قوم لا یذکرن اللہ الا

ایسی دیگر احادیث میں بھی مل ... ذکر کرنے کا جہاں بھی ذکر ہے اس کا مطلب علما نے یہ لیا ہے کہ ایک جگہ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا زکر کرتے' علمی مسائل کا ذکر اور تبصرہ ہوتا علمی تحقیق اور اجتہادی مسائل پر غور و فکر ہوتا ایک دوسرے کو اطاعت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الٰہی اور اتباع سنت کا طریقہ بتاتے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کی محفلوں میں بیٹھ کر ارشاد فرماتے یا صحابہ تابعین کی محفلوں میں علم کا نور پھیلاتے تھے۔ یہی علم و ذکر کی مجلسیں اور حلقے ہوتے تھے جن میں قران مجید پڑھا جاتا تو اس طرح کہ ایک پڑھتا باقی سب خاموشی سے اور سیکھتے تھے جیسا کہ فتاوی عالمگیری میں ہے۔

وقد کان اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اذا اجتمعوا امروا احدھم ان یقرء سورۃ من القران (ص ۱۹۱ باب الکراہتیہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب ایک جگہ جمع ہوتے تو کسی ایک کو قران کی کوئی ورہ پڑھنے کے لئے کہتے باقی سب خاموش بیٹھ کر سنتے تھے۔

جیسا کہ حدیث میں ہے۔

ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت اللّٰہ یتلون کتاب اللّٰہ و یتدارسونہ بینھم الا

جب کچھ لوگ اللہ کی مسجد میں کتاب الٰہی کی تلاوت کرتے ہیں اور ایکدوسرے سے درس لیتے ہیں تو ان پر تسکین نازل ہوتی ہے رحمت الٰہی ان کو ڈھانک لیتی ہے اور فرشتے ان پر گھیرا ڈال لیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفلوں میں ان کا ذکر فرماتے ہیں۔ (مشکوۃ شریف)

اجتماعی ذکر اور ذکر کی حلقے یہی ہوتے تھے۔ بچوں مہارنی کا طریقہ جو آج کل مسجدوں میں مروج ہے یہ جہاں کہیں صحابہ نے دیکھا سخت ناپسند فرمایا جیسا کہ دارمی شریف کی روایت میں آپ دیکھ لیں گے۔ علم و ذکر کا یہ سنت طریقہ دین سیکھنے سکھانے میں بہت مفید تھا۔ آج بھی جو لوگ علم و ذکر کی مجلسیں قائم کرتے ہیں ان کو اقامت دین کا شعور پیدا ہو جاتا ہے اور جو لوگ شور غوغا اور راگ کو دین سمجھتے ہیں ان کو کلمہ طیبہ بھی ٹھیک پڑھنا نہیں آتا۔ وضو کا صحیح طریقہ اور طہارت تک نہیں جانتے۔

یہی وہ جہالت ہے جس کا بیان در مختار سے گزر چکا ہے۔

۵۔ بلند آواز کیساتھ ذکر کسی کلمہ کی تعلیم کے لئے ہوتا تھا جب تعلیم ہو چکی تو ختم ہو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا تھا۔

۶۔ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز کے ساتھ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ آخر تک پڑھتے۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ نے فرمایا ہے۔

یہ بلند آواز امت کی تعلیم کے لئے تھی ورنہ افضل تو آہستہ ذکر کرنا ہے۔ (لمعات ص ۳/۲۴۲)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایت سے جواز کا اشارہ نکالنے کے بعد فرماتے ہیں۔

محدث ابن بطالؒ نے فرمایا ہے کہ سلف صالحین میں سے کوئی شخص بھی میرے علم میں نہیں ہے جس نے اس روایت پر عمل کیا ہو ہاں صرف وہ بات جو ابن حبیب نے الواضحہ میں لکھی ہے کہ صبح اور عشاء کی نماز کے بعد سرحدی چوکیوں پر اسلامی افواج تین بار اللہ اکبر با آوازبلند کہتی تھیں (یہ نعرہ کی صورت ہے۔ سرحد اسلام پر کفار پر رعب ڈالنے کے لئے اور عتبیہ میں حضرت امام مالک سے روایت ہے کہ یہ بدعت ہے اور عبداللہ ابن عباس کی یہ روایت خود بتارہی ہے کہ جب انہوں نے یہ واقعہ بیان کیا اس وقت اس پر عمل نہیں تھا ورنہ یہ فرماتے کہ آپ کے زمانہ سے چلا آرہا یہ نہ فرماتے کہ "تھا"

امام نووی نے سرح صحیح مسلم میں فرمایا ہے کہ حضرت امام شافعی نے اس کامطلب یہ بیان کیا ہے کہ انہوں نے یعنی صحابہ لور نبی صلی اللہ علیہ وسلم بالکل تھوڑا وقت ذکر کا طریقہ سیکھنے اور سکھانے کے لیے بلند آواز سے پڑھتے نہ کہ ہمیشہ کے لئے (فتح الباری ۲/۴۶۹)

حافظ الحدیث امام بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری فرماتے ہیں۔

تھا کا لفظ ہی اس بات کا کافی ثبوت ہے کہ جس وقت یہ روایت بیان ہوئی اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقت رواج متروک ہو چکا تھا (پھر فرماتے ہیں)

اہل سنت کے چاروں امام اور ان کے علاوہ جتنے بھی مجتہدین گزرے ہیں ابن حزم ظاہری کے سوا سبھی اس بات پر متفق ہیں کہ نماز کے بعد ذکر جہر مستحب نہیں ہے۔

(عینی شرح بخاری ص ۱۲۶/۶)

بات ختم ہوتی ہے اہل سنت کے چاروں مذاہب حنفی' مالکی' شافعی' حنبلی اور اس کے علاوہ خلف کے زمانہ کے تمام مجتہدین نے بریلوی مسئلہ کو دین سینکال دیں ہاں ایک ابن حزم ظاہری فقط ان کے حصہ میں آتے ہیں واضح ہو کہ ابن حزم ظاہری وہ بزرگ جو یہ ان سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ وہ تمام نصوص کو ظاہر معنی پر محمول کرتے ہیں مثلاً لامستم النساء کا مطلب ان کے ہاں یہ ہے کہ کسی عورت کے ہاتھ سے مرد کا ہاتھ اتفاقاً" لگ جائے تو دونوں کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ علمی دنیا میں کوئی بھی مولانا محمد عبداللہ صاحب کو پناہ دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

بھلا ہو آپ کا اسی ابن حزم۔ ہم تو سنی حنفی ہونے کے دعوئی دار تھے۔ بلکہ ٹھیکیدار تھے۔ سواداعظم کی سند بھی ہم نے تیار کرلی تھی اور پکا نشان سنی حنفی کا یہی تھا کہ فرض نمازوں کے بعد ذکر جہر وغیرہ لیکن جب مسئلہ کی تحقیق اور تنقیح کا وقت آیا تو

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی
میرے اجتہاد جواز کو تیری ظاہری کی جناب میں

مولوی محمد عمر صاحب اچھروی نے تو مقیاس خفیت میں یہاں تک لکھ دیا ہے کہ وہ ذکر کیا تھا ظاہر ہیکہ درود شریف ہی ہو گا (اس سے زیادہ دیدہ دلیری اور کیا ہو گی)

امام ابن کثیر فرماتے ہیں۔

المذاھب الاربعته علی عدام استحبابه (البدایه والنهایه ص ۲۷۰)

چاروں اماموں کے مذہب متفق ہیں . . . ت پر کہ نماز کے بعد ذکر جہر مستحب نہیں ہے۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ فرض نمازوں سے بعد ذکر جہر آپ نے فرمایا پھر صحابہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بھی آپ کی پیروی کی پھر یہ سنت کیوں نہیں ہے اور مستحب تو کم از کم ہونا چاہیے لیکن امام ابوحنیفہ تو بلند آواز کے ساتھ بے موقع اللہ اکبر کہنا بھی بدعت قرار دیتے ہیں۔ (بحر ۱/۱۶۵)

گو بریلوی حضرات کو دلائل کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ پھر بھی ان کاموں پر اتنی سختی یوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ علم اصول فقہ میں اس بات کی پوری وضاحت موجود ہے۔ جو عمل سلف صالحین کے زمانہ میں شرعی اور حیثیت سے ہمیشہ یا اکثری طور پر جاری رہا وہ فعل سنت رسول کہلاتا ہے اور اگر کسی وقت کیا یا فرمایا لیکن سلف کا عمل دائمی یا اکثری اس کے خلاف رہا تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ یہ کسی وقتی ضرورت کے لئے تھا وقت گزرنے پر منسوخ ہو گیا یا اس کی ضرورت نہ رہی متروک ہو گیا یا اس کی تعلیم ہو چکی تو اب اس کو حیثیت تعلیمی صورت میں ادا کرنا مقاصد دین کے خلاف ہو گا۔ اب اس کو تعلیمی شکل میں ادا کرنا خلاف سنت ہو گا۔ نماز کے بعد ذکر جہر کا درجہ یہی ہے۔

بعض حالات میں مساجد اور مساجد سے باہر بھی ذکر جہر کو مستحب کہا گیا ہے لیکن وہ محض ایک فرضی مسئلہ کی صورت ہے کیونکہ ذکر جہر کے جو فوائد بزرگوں نے تجویز فرمائے ان کیلئے تنہائی اور خلوت بہت ضروری ہے۔ پھر مساجد میں یہ تنائی مشکل ہوتی ہے۔ مساجد میں فرض نمازوں کے اوقات میں تنہائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ دوسرے اوقات میں تلاوت نوافل تہجد والوں کا حق فائق ہے۔ اگر مسجد کسی وقت ذاکرین سے خالی ہو تو شوق پورا کر سکتا ہے کوئی شخص گھر میں یا مسجد میں ذکر جہر کر رہا ہو جس کی آواز دوسرے سونے والون یا ذکر والوں کو پریشان کرتی ہو تو گنہگار ہو گا کیونکہ لوگوں کو پریشان کرنا دکھ دینا ہے ایذا مسلم حرام ہے کوئی سونے والا' کوئی نمازی' کوئی تلاوت کرنے والا محلوں میں ہر وقت ضرور ہوتا ہے یہ پابندیاں فضول نہیں ہیں مسئلہ کی اصلی روح انہیں تین شرطوں میں ہے اب ذکر جہر کے لئے ایک ہی صورت باقی رہ جاتی ہے کہ کوٹھڑی کا دروازہ بند کرکے اندر ہی اندر اپنا شوق پورا کرے۔

یاد رہے علامہ شعرانی کے فیصلہ سے ہمیں پورا اتفاق ہے لیکن اس فیصلہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرض نمازوں کے بعد کا تونام بھی نہیں ہے اس کا ذکر بعد الصلوۃ سے کیا تعلق ہے۔
علامہ شعرانی کا فتویٰ جو ص ۱۰ پر مولانا صاحب نے لکھا ہے اس پر عمل کرنا ہی راہ ہدایت ہے کاش کہ یہ لوگ خود بھی اسی فتویٰ کو مان لیں کیونکہ بیماروں اور سوتے ہوئے لوگوں کو جگانا نمازیوں کو ذاکرین کو پریشان کرنا ایک مستحب کی ادائیگی کے لئے مستحب نہ رہے گا۔ حرام ہو جائے گا۔

مولانا صاحب نے ص ۱۲ پر زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے کی جو خرابیاں خود بیان کر دی ہیں۔ ان سے مسئلہ کافی حل ہو گیا ہے فرماتے ہیں۔

زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے میں کئی خرابیاں ہیں پہلی خرابی ہے سونے والوں کو جگانا دوسری خرابی یہ ہے کہ نماز پڑھنے والوں کی نماز میں بھول واقع ہو گی اور تیسری خرابی یہ ہے کہ نماز پڑھنے والے شور غوغا سن کر خشوع و خضوع سے محروم ہو جائیں گے یعنی دل کی توجہ سے نمازی محروم ہو جاتے ہیں۔ اور نماز کے لئے جو مناسب کیفیات میں وہ بھی ترک ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار بےحساب خرابیاں ہیں جن کی گنتی نہیں ہو سکتی ہے۔ ناظرین خدا کا شکر ہے کہ مولانا صاحب نے خود بخود اس بات کا اقرار کرلیا اور صاف طور پر بات سامنے آگئی کہ ان کا مؤقف ہمارے قریب ہے۔

صرف اتنی ذرا سی بات پوچھنا باقی ہے کہ آدھی رات کو جب کوئی مجمع صلوۃ وسلام پڑھتا اور ان کی آواز میلوں تک جاتی ہے تو یہ زیادہ بلند آواز ہے یا نہیں اگر ہے تو وہ ساری بے شمار بے حساب خرابیاں بھی موجود ہیں اور اگر نہیں تو بتائیں اس سے زیادہ بلند آواز کس طرح ہو سکتی ہے۔

بینوا توجروا

مولانا محمد عبداللہ صاحب نے ص ۴ پر فرمایا ہے اصلی اباحت کا قاعدہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اباحت اصلیہ کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور دین نازل ہونے سے پہلے سب چیزیں مباح تھیں پھر دین آیا تو جن چیزوں کے متعلق حرام حلال کی وضاحت فرما دی وہ تو حلالحرام ہو گئیں اور جن چیزوں کے متعلق خاموشی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار فرمائی ان کے متعلق خود صحابہ میں بھی غور و خوض اور بحث جاری رہی۔ بعض کے نزدیک وہ پہلی حالت پر ہیں یعنی مباح ہیں۔ بعض کی رائے میں توقف یعنی ٹھہر جانا' رک جانا بہتر ہے۔ نہ استعمال کرنا' نہ کوئی فیصلہ دینا۔ انتظار کرنا جب تک وضاحت نہ معلوم ہو سکے تیسرا گروہ احتیاط کی بنا پر ان چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے کیونکہ دین نے ان کو حرام نہیں ٹھہرایا۔ قیاس کی ضرورت بھی یہیں سے پیدا ہوئی۔ خود حضرات صحابہ نے قیاس کی بنیاد رکھی اور لوگوں کو اہل علم کی تقلید کی ضرورت بھی اسی وجہ سے محسوس ہوئی۔

الحمد للہ حضرات مجتہدین اور ان کے نائبین نے تمام مسائل حل کر دیئے۔ ہر دور میں پیدا ہونے والے مشکل اورجدید مسائل کو علماء قران حدیث' عمل صحابہ ور مذاہب اربعہ کی یہی روشنی میں حل کرتے چلے آتے ہیں۔ جب سے علماء بریلی کا عوض غوغا دنیا میں آیا ہے علمی تحقیقات مین حصہ لینے کی کاوش ان لوگوں نے نہیں فرمائی۔ وقت کی یہ اہم ضرورت ہمارے بزرگوں کے کارناموں کا ادنی کرشمہ ہے۔ علم تفسیر' علم حدیث' علم تصوف' علم ادب معانی بیان فقہ حنفی کی روشیمیں حوادث الفتاوی کی تحقیق غرض معقولات اورمنقولات میں بے بہا' بے مثال علمی ذخائر اردو اور عربی میں ان بزرگوں کی یادگار رہتی دنیا تک رہے گی۔ بعض مسائل میں علماء حرمین اور ائمہ شافعیہ' مالکیہ سے بھی رابطہ قائم فرمایا ہے۔ اس دور کے صحیح معنوں مین فقہاء یہی بزرگان دیوبند ہیں۔ فجزا ھم اللہ دکان سعیھم ان کی بے نفسی اور لہیت کیایک ادنیٰ مثال یہ بھی ہے کہ بریلویوں کی اقتداء میں نماز اداہونے کا فتویٰ کھلے لفظوں میں دیا ہے۔

دوسری طرف علماء بریلی کو اندھیرے میں یہ سوجھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسند نبوت پراباحت اصلیہ کو لاکر بٹھا دیا۔ مطلب یہ کہ بزرگان دین کی راہنمائی کی ضرورت باقی نہیں ہے۔ ہمارے لئے اباحت اصلیہ کا ہتھیار کافی ہے اور اباحت کا مطلب یہ کہ سب کچھ مباح ہے سب کچھ جائز ہے جو مسئلہ ہم بنائیں کار خیر ہے مستحب ہے۔ اباحت اصلیہ کی یہ تشریح شیطان نے ان کو ایسی راہ بتادی ہے۔ جس سے دین کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حلیہ سارا چند دنوں میں بگڑ سکتا ہے۔ الامان' اباحت اصلیہ کا تعلق زمانہ فترت یعنی قبل نبوت سے ہے جبکہ سب مفید چیزیں تھیں اسلام آیا تواباحت شرعیہ کا دور روع ہوا جن چیزوں کے استعمال کی اجازت شریعت نے دی وہ مباح ٹھہریں جن کو حرام کر دیا وہ حرام ٹھہریں جن کے متعلق ارادہ خاموشی اختیار فرمائی ان کا حکم یہ ہے مصنف منار فرماتے ہیں۔

قال اصحابنا الاصل فیه التوقف

ہمارے احناف کے نزدیک اصل رک جانا ہی (اعتقادو عملاً) پھر مصنف اپنی علیقات میں فرماتے ہیں۔

ا۔ زیادہ درست بات میرے نزدیک یہی ہے کیونکہ ایسے موقع پر رک جانا اور کچھ نہ کرنا تقویٰ اور پرہیز گاری کی جڑ ہے اور یہی مسلک ہے سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا سیدنا عمرؓ بن خطاب کا اور سیدنا عثمانؓ کا اور ایسے بہت سے صحابہ کا۔

۲۔ یہ بات بھی درست ہیکہ ان افعال میں حرام ہونا اصل سمجھا جائے یہ مسلک ہے سیدنا علی اور تمام اہل بیت کا اور فقہاء کوفہ کاجن میں امام ابو حنفیہ بھی شامل ہیں۔

۳۔ اور متروک مسلک ہے یہ کہ اصل اباحت ہے یہ مسلک ہے حضرت امیر معاویہؓ اور ان کے بیٹے یزید کا ور مروان کا

علیقات منار کی عبارت سے واضح ہوا کہ اصل اباحت نہیں بلکہ توقف ہے۔
صاحب در مختار نے باب استیلاء الکفار میں اسی توقف کو مذہب منصور فرمایا ہے۔ یعنی دلائل سے تائید یافتہ ہے۔ فتاوی شامی کے مقابلہ میں بحیثیت متن ترجیح اسی کو ہے۔

امام ابن نجیم نے بحر الرائق میں تعریف سنت کے دوران توقف کی طرف اشارہ فرمایا اور راہ میں مسئلہ صاف کر دیا فرماتے ہیں۔

کیا چیزوں میں اصل اباحت ہے جب تک مباح نہ ہونے کی دلیل نہ ملے یہ مذاہب امام شافعی کا ہے یا اصل حرمت ہے جب تک اباحت کی دلیل نہ ہو شافعی حضرت نے امام ابو حنیفہ کی طرف اس قول کو منسوب کیا اور بدائع میں ہے کہ چیزوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق شریعت کے آنے سے پہلے کچھ حکم نہیں دیا جا سکتا۔

ملا جیون تفسیر احمدی میں فرماتے ہیں۔

اس آیت سے اباحت اصلیہ کی دلیل پکڑنا ممکن ہے جیسا کہ ایک چھوٹے سے گروہ کا خیال ہے لیکن جمہور کے نزدیک اصل حرمت ہے اور امام شافعی تو ہر حال میں حرمت کے قائل ہیں۔

شاید حضرت عبدالحق محدث دہلوی کا ارشاد فیصلہ کن ہوگا۔ اس لئے عرض ہے حدیث فکلہ الی اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

پس بہ سپار او بخدا توقف کن در آں و طلب کن رشد و ہدایت در آن۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں۔

مالم یثبت حکم فی الشرع فلا تقل فیہ شیا و فوض امرہ الی اللہ مثل متشابہات القرآن

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ جہاں جہاں شریعت نے ارادۃً خاموشی اختیار فرمائی ہے وہاں اباحت اصلیہ کی آڑ لے کر بدعات جاری کرنے کی بجائے کچھ نہ کرنا چاہئے۔ اور دین کو اپنی حالت پر چھوڑ دینا بہتر ہے کیونکہ عمل کرنے والوں کے لئے سنت کے میدان میں رات دن کی روشنی موجود ہے پھر اندھیری راہوں میں گھسنا خطرہ سے خالی نہیں۔ فرمایا۔

ترکتکم علی بیضا نقیتہ لیلہا کنہارھا

میں تم کو اجلی صاف ستھری روشن سڑک پر چھوڑ کر جا رہا ہوں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔

اصولی بحث کے لئے فقہاء نے اس پر غور فرمایا ورنہ دین میں آج کتنے ہیں جو اجتہاد کی زد سے باہر ہیں۔ ایک بھی نہیں تو اباحت اصلیہ کی ضرورت کیا ہے اور اگر ضرورت ہو تو رخصت شرعیہ کا لفظ ہر جگہ کام دیتا ہے ور حروف مقطعات نیز متشابہات میں کچھ نہ کہنا بہتر ہے تو توقف ہی کام دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق یہ ہے کہ اباحت اصلیہ شدید اختلافات کی زد میں ہے اور اگر آپ لوگوں کو اس یزیدی مسلک پر اصرار ہو تو بتایئے فقہاء کرام اور ائمہ دین نے اسے استعمال کرتے ہوئے ذکر اور عبادت کے لئے کون کون سے طریقے ایجاد کئے ہیں۔

بات ختم کرنے سے پہلے رسالہ پر ایک سرسری نظر چیزوں میں اصل اباحت ہے کی بجائے الاصل فی المسائل الاقتداء سارے دین میں اصل اصول یہ ہے کہ ہر کام میں سید ہادی برحق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنے اور چھوڑنے میں پیروی کی جائے۔ عبادات میں معاملات میں اخلاق میں ہر کام میں آپ کی راہنمائی اجمالاً یا مفصلاً موجود ہے جدید حوادث میں جو مسائل پیدا ہوجاتے ہیں وہاں اباحت کا اصول کیا کام دے گا علماء محققین اور راسخون فی العلم دین کی روشنی میں حل کریں گے اباحیہ فرقہ شروع سے آرہا ہے یہ فلاسفہ کی شاخ ہے اگر اباحت کا اصول عوام کے ہاتھ میں دے دیا جائے تو دین کا حلیہ سارا بگڑ جائے گا۔ خدا کی پناہ دین کی سلامتی اور عافیت اسی میں ہے کہ پیچھے چلنے کی کوشش کی جائے۔ بزرگان دین ہمیشہ سے زندہ نبی کی زندہ تعلیم کو اپنا امام سمجھتے آئے ہیں بہت سی کتابوں میں آیا ہے کہ جناب علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا جو نماز عید سے پہلے نفل پڑھ رہا تھا۔ تو اسے منع فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شخص مولانا محمد عبداللہ صاحب کا اہم عقیدہ تھا کہنے لگا یا امیر المومنین میں نماز پڑھتا ہوں کیا نماز سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ نماز پڑھنے پر اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دیں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کیسا اچھا جواب دیا۔ فرمایا۔

میں جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کسی نیک کام کا ثواب نہیں دیتے جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ ہو یا اس کام کی ترغیب نہ دی ہو۔ اس لئے تیری نماز بے فائدہ ہے اور فضول بے فضول کام کرنا حرام ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ اللہ تم کو اس نماز پر عذاب دیں کیونکہ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خلاف چل رہے ہو۔ یعنی عید کی نماز سے پہلے نوافل آپ نے نہیں پڑھے تم کیوں پڑھتے ہو بھائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانو! یہ ایک اہم قاعدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی جس طرح کرنے میں ہے اسی طرح چھوڑنے میں ہے اس شخص نے یہ سمجھا کہ عید کی نماز سے پہلے نوافل کی ممانعت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ممانعت کی بجائے چھوڑ دینا ہی کافی ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر کے پاس ایک شخص نے چھینکنے کے بعد کہا۔

الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ

آپ نے فرمایا یہ لفظ تو درست ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو چھینک کے موقع پر یہ نہیں سکھایا بلکہ یہ سکھا ہے۔ الحمد للہ علی کل حال۔

حضرت شیخ عبدالحق اور ملا علی قاری دونوں بزرگ حدیث انما الاعمال بالنیات کے تحت لکھتے ہیں اتباع جیسا کہ فعل میں ہے اسی طرح ترک میں ہے پس جو شخص ایسا کام ہمیشہ کرے گا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو وہ بدعتی ہو گا۔

صفحہ نمبر ۷ پر ایک شبہ اور اس کا ازالہ نہ شبہ کسی نے کیا نہ ازالہ کی ضرورت تھی۔

بڑھا بھی دیتے ہیں کچھ زیب داستاں کیلئے

۹۔ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت بلند آواز کا ذکر تعلیم کے لئے تھا۔ تعلیم کے لئے اب بھی جائز ہے۔

۱۰۔ علامہ شامی کا فتویٰ۔ اسی پر ہمارے بزرگوں نے بھی فیصلہ فرمایا ہے اس میں مسجد میں ذکر جہر کا مسئلہ تو بیان ہوا ہے فرض نمازوں کے بعد ذکر جہر کا نام نشان نہیں۔ یہ سوال گندم جواب جو ہے۔

۱۱۔ مان لیا ہے کہ معمولی بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے آہستہ ذکر کرنا افضل ہے ورخود حدیث شریف میں بھی ہے خیر الذکر الخفی

بہترین ذکر وہ ہے جو بالکل آہستہ ہو تو پھر مسلمانوں کو فضیلت سے محروم رکھنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کیوں ہے۔

۱۲۔ یہ حدیث اللہ کو یاد کرو اتنا کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے اگر ثابت ہو جائے تو اس سے مراد کثرت ذکر ہے۔

۱۳۔ یہ حدیث اللہ کو یاد کرو اتنا کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے اگر ثابت ہو جائے تو اس سے مراد کثرت ذکر ہے۔

۱۴۔ الی ان توفی الحاکم بامر اللہ کا ترجمہ بالکل غلط کیا ہے اور درستی بتانے والا بھی اب ناپید ہے۔

۱۵۔ تسلیم تذکیر کے لئے ہے تثویب و تذکیر مجتہدین سے ثابت ہے۔ اس لئے سنت کا حکم رکھتی ہے۔ اس کو بدعت حسنہ کہدینا عجب نہیں۔

۱۶۔ اذان کے بعد مسنون دعا آہستہ پڑھی جاتی ہے۔ اور سب لوگ پڑھتے ہیں۔ مؤذن کی خصوصیت نہیں ہے۔

۱۷۔ حدیث کل امرذی بال کے ساتھ یہ بھی بتانا تھا کہ اذان کے شروع میں بلند آواز سے درود سلام پڑھنا کہاں سے ثابت ہوتا ہے فقہاء تو جہاں بھی درود شریف کاذکر آئے وہاں خاص طور رپ ہدایت کرتے ہیں کہ آواز پست کرنے کے بعد درود شریف پڑھے ثم یخفض صوتہ ولیصلی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم احرام والے کو حکم ہے کہ لبیک بلند آواز سے پڑھے پھر آواز آہستہ کرکے درود پڑھے فقہ حنفی کے بیسیوں مقامات ایسے ہیں جہاں حکم دیا گیا ہے کہ آواز آہستہ کرکے درود پڑھے آپ لوگوں کو ان احکام سے تغافل کیوں اچھا لگتا ہے۔

۱۸۔ دین کا قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں ذکر جہر مسنون ہے مثلاً اذان، ایام تشریق کی تکبیرات وغیرہ اس کے علاوہ جہر بدعت ہے ایام تشریق کی تکبرات بلند آواز سے اسلام کا شعار ہے اس لئے اس کی اجازت ہونی چاہیئے۔

امام شاطبی مالکی نے الاعتصام میں محدث ابن وضاع سے نقل کیا ہے کہ

حضرت عبداللہ بن مسعود کچھ لوگوں پر گزرے جن میں ایک واعظ قسم کا آدمی تھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا تھا کہو دس دفعہ سبحان؟؟ دفعہ کلمہ طیبہ وہ لوگ اس کے کہنے پر اسی طرح پڑھتے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا لوگو تم یا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو بلکہ سخت گمراہ ہو۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ ایک آدمی لوگوں کو جمع کر کے کہتا اللہ رحم کرے گا اس شخص پر جو کہے اتنی اتنی بار الحمد للہ وغیرہ تو لوگ اس کے کہنے پر اسی طرح کہتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں سے گزرے تو فرمایا لوگو کیا تم کو ایسی بات کا طریقہ معلوم ہوا جو تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم نہیں تھا۔ یعنی یہ بات تم نے کہاں سے نکالی۔ کیوں شور مچاتے ہو یقیناً تملوگوں نے گمراہی کا دم پکڑا ہوا ہے۔

دوسرا واقعہ اور کسی نے آپ کو بتایا کہ کوفہ کی مسجد میں کچھ لوگ جمع ہو کر کنکروں پر (بیک آواز) سبحان اللہ وغیرہ پڑھتے ہیں ہر آدمی کے آگے کچھ کنکر پڑے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہی کنکروں سے ان کو مارنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔

حدیث کی معتبر کتاب مسند دارمی شریف باب کراہیہ اخذ الرای ص ۳۸ میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے کچھ لوگ مسجد (غالباً" کوفہ کی) میں حلقے اور دائرے بنا کر بیٹھے تھے ہر حلقے میں ایک آدمی کہتا سو دفعہ سبحان اللہ پڑھو۔ سو دفعہ الحمد اللہ وغیرہ سیدنا عبداللہ بن مسعود جب تشریف لائے تو کسی حلقہ کے پاس کھڑے ہو کر سب کو مخاطب کیا۔ کیا کرتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ حضرت (کچھ بھی نہیں) یہ کچھ کنکر ہیں ہم ان پر گن گن کر سبحان اللہ الحمد اللہ کلمہ طیبہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ فرمایا افسوس اے امت محمد تم کس قدر جلدی تباہ ہونے لگی دیکھو تمہارے سامنے کثرت سے صحابہ موجود ہیں (ان کی پیروی کرو۔ یہ ذکر کا طریقہ تم نے کیوں ایجاد کر لیا) اور ابھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے بھی پرانے نہیں ہوئے اور آپ کے استعمال برتن بھی ابھی نہیں ٹوٹے (تم اس قدر جلدی کیوں بھٹک گئے) کیا تم ایسے دین پر ہو جو محمد کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے زیادہ ہدایت والا ہے یا گمراہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا دروازہ کھول رہے ہو انہوں نے عرض کیا خدا کی قسم اے ابو عبدالرحمان (یہ آپ کی کنیت ہے) ہم تو اس کام کو نیک سمجھ کر کرتے ہیں۔ کار خیر ہے فرمایا بہت لوگ ایسی ہیں جن کا ارادہ تو نیکی کا ہوتا ہے لیکن اتباع چھوڑ دینے کی وجہ سے نیکی ان کو نصیب نہیں ہوتی پھر فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک حدیث سنائی تھی کہ کچھ لوگ اس امت میں ایسے ہوں جو قرآن پڑھیں گے لیکن قران ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا (یہ خارجی فرقہ کی پیشین گوئی ہے) مجھے امید ہے کہ خارجیوں کی زیادہ تعداد تم میں سے ہو گی۔

عمر بن سلمہ فرماتے ہیں کہ جنگ نہروان میں ان حلقوں کی اکثریت ہمارے مقابلہ میں نیزوں سے ہم پر حملہ آور ہو رہی تھی یعنی وہی لوگ خارجی بن کر مسلمانوں سے قتال کر رہے تھے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں فتوحات کے ساتھ ساتھ جب انتظامی دور آیا تو اقتصادی تمدنی اور عسکری ضروریات کے پیش نظر آپ نے کوفہ شہر آباد کیا اس شہر کی مذہبی قیادت کے لئے جن بزرگ صحابہ کو بھیجا۔ ان کے سرفہرست حضرت عبداللہ ابن مسعود ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی شان میں فرمایا تھا۔ علم سے بھرا ہوا کوٹھا ہے مکان ہے اور یہ بھی فرمایا کہ جو حدیث بھی عبداللہ ابن مسعود بیان کریں اسے سچ مانو آپ نے کوفہ میں اتباع سنت اور بدعت سے پرہیز کے ساتھ ساتھ علم دین اور فقہ کے جو چشمے جاری کئے ہیں ان کے اثرات میں حضرت امام اعظم، ابو حنیفہ، ابراہیم نخعی، حماد، امام شعبی، امام ابو یوسف خاص طور پر قابل ذکر ہیں عالم اسلامی کی عظیم اکثریت کا خطی مسلک سے تعلق حضرت عبداللہ کی زندہ کرامت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث کی اشاعت میں احتیاط کی بنا پر حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں معقل بن لیبار کو ایک جماعت کے ساتھ بصرہ میں عبادہ بن صامت کو ایک جماعت کے ساتھ شام بھیجا اور سختی سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منع کیا کہ ان کی حدیث پر ہی عمل کریں۔ اس لئے کہ ان کی فقاہت آپ کی نظر میں مسلم تھی۔ (ازلتہ الخفاء ص ۲۶)

خارجی فرقہ کا تعارف

سیدنا علیؓ کے عہد خلافت میں سیدنا امیر معاویہؓ سے ہونے والی جنگوں میں تحکیم کے مسئلہ میں غلط تاویل کی بنا پر یہ سرفروش باغی گروہ پیدا ہوا۔ جوان دونوں بزرگوں اور ان کی تمام رعایا یعنی سب مسلمانوں کو کافر مرتد واجب القتل کہتے تھے جناب علی کا قاتل ابن ملجم بھی اسی گروہ میں سے تھا۔ سیدنا علی نے جنگ نہروان کے خاتمہ پر خارجیوں کے لائے لوگوں کو ان علامات کے ساتھ دکھائے جو علامات زبان نبوت سے صحابہ نے سن رکھی تھیں۔

یہ فرقہ حروریہ کہلاتا ہے ان کے سرداروں کا حلیہ بھی حدیث میں موجود ہے۔ ان کے نشان یہ ہیں آیات و احادیث کی غلط تاویل۔ مسلمانوں میں اختلافات اور بغض و عداوت اہل اسلام کو قتل کرنا وغیرہ قریباً ہر بدعتی فرقہ میں یہ علامات پائی جاتی ہیں اس امت میں سب سے پہلا بدعتی گروہ یہی شمار ہوتا ہے۔ سفاک حجاج بن یوسف نے ان کی شوکت ختم کردی تھی۔

ناظرین اس روایت کو دیکھ کر حیران ہوں گے کہ کوفہ کی مسجد میں جو لوگ دائرے سے بنا کر ذکر الٰہی کررہے تھے ان کا جرم کیا تھا کہ حضرت عبداللہ جیسی عظیم شخصیت نے انہیں کنکروں سے مار مار کر مسجد سے نکال دیا۔ یہ بھی فرمایا کہ تم لوگ اپنے خیال میں نبی صلی اللہ علیہ سے زیادہ ہدایت یافتہ بنے بیٹھے ہو اور یہ شبہ بھی فرمایا کہ خارجی فرقہ کی بنیاد تم لوگ بنو گے جن کے گلے سے قرآن نیچے نہیں اترے گا (یعنی دل پر قرآن کا اثر نہ ہو گا ظاہر میں نماز روزہ کے سخت پابند تھے) اور پھر یہ شبہ درست بھی ثابت ہوا کیونکہ جنگ نہروان میں یہی لوگ خارجیوں کی طرف سے پیش پیش لڑ رہے تھے یہ جنگ امیرالمومنین علی اور خارجیوں کے مابین تھی)۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بدعت کو جو جرم ہی نہیں سمجھتے بلکہ بدعت حسنہ کہہ کر سنت کا نام دیتے ہیں ان کی حیرانی قدرت بات ہے کہ نیکی کے کام پر اتنی سزا اور اتنی ڈانٹ ڈپٹ کیوں۔

اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کا دور تھا۔ سورج غروب ہو جانے کے بعد کچھ دیر تک روشنی رہتی ہے۔ دین پوری آب و تاب چمک دمک انوار و برکات کے ساتھ کھلا کھلا اور صاف صاف نظر آرہا تھا۔ رزق حلال کی راہیں کشادہ تھیں نیکی آسان برائی مشکل تھی حضرت صحابہ کی نگاہیں ہروقت سنت رسول پر جمی رہتی تھیں شیطان کو بدعت نکالنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا تھا۔ کوفہ نیا شہر بن رہا ہے جو فوجی چھاؤنی اور تجارتی منڈی ہونے کی وجہ سے چالیس ہزار کے منصوبہ سے بڑھ کر ایک ایک لاکھ کی آبادی ہو گئی۔ عرب و عجم کے اعراب اور نو مسلم لوگوں کا ہجوم ہو گیا۔ جن کو دین کی سمجھ اور سنت کی قدر نہ تھی۔ عوامی مزاج ہر جگہ شور غوغا اور رونق میلہ پسند کرتا ہے۔ قصاص یعنی قصہ گو واعظ بھی دھمکے عوامی واعظ نے لوگوں کو قصہ کہانی سنا کر گرا دیا۔ صبح کی نماز سے پہلے وہ لوگ چھوٹے چھوٹے حلقے بنا کر بیٹھ گئے (حالانکہ کسی فرض نماز سے پہلے حلقے بنا کر بیٹھنا بھی منع ہے۔ صف کی شکل میں بیٹھنا چاہئے) پڑھو سبحان اللہ دس بار یا سو بار کبھی وہ کبھی وہ۔ کلمہ طیبہ سو بار درود شریف سو دفعہ مہارنی کے طریقہ پر ذکر جہر سے شور برپا کر دیا۔ حضرات صحابہ مسجد میں یہ شور دیکھ کر گھبرائے کہ ذکر کے نام پر مسجد میں شور غوغا کیوں ہے۔

نئے راستے یہ بھی سمجھ لیا کہ خارجی فرقہ کے بانی یہی آوارہ مزاج لوگ بنیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مختلف روایات' سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دو تین دفعہ پیش آیا۔ ابن وضاع کی روایت میں سند دوسری ہے اور دارمی شریف میں سنداور ہے گویا دو روایتیں مستقل ہیں فقہاء حنیفہ کی متعدد ممتاز شخصیتوں نے اس روایت کو قبول کیا ہے مثلاً طوالع الانوار حاشیہ در مختار میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ کسی مسجدیں بلند آواز سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمہ طیب اور درود شریف پڑھ رہے ہیں وجاکر انہیں فرمایا میرے خیال میں تم لوگ خالص بدعتی ہو ہم نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نہیں دیکھی یہ بات بار باران کو کہتے رہے یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا۔ فقیہہ اعظم استاذ الفقہہ علامہ خیر الدین رملی نے فتاوی رملیہ میں اس روایت کو تسلیم کیا ہے ص ۲/۱۸۱ لیکن سب سے بڑھ کر فتاوی شامی تو اس روایت کو صحیح قرار دیتا ہے۔ جبکہ فقہاء کی تصحیح سے روایات کو پوری قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ فرماتے ہیں۔

لما فح عن ابن مسعود انه اخرج جماعته من المسجد يهللون ويصلون على النبى صلى الله عليه وسلم جهرا فقال لهم ماأراكم الا مبتدعين۔ (فتاوی شامی حظر و اباحت ۵/۲۵۵)

صحیح روایت سے ثابت ہے کہ حصرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد سے ایسے لوگوں کو نکال دیا جو کلمہ طیب اور درود شریف مسجد میں بلند آواز سے پڑھتے تھے اور فرمایا کہ تم میری سمجھ میں صرف بدعتی ہو۔ فتاوی شامی نے لکھا ہے کہ میں نے یہ حوالہ فتاوی بزازیہ سے لیا ہے اور بند۔ راقم الحروف نے یہ حوالہ بحر الرائق میں بھی دیکھا ہے تقریباً فقہ حنفی کی تمام معتبر فتوی کتابوں کا تسلیم کرنا روایت کی قوت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ مزید تائید کے لیے دیکھو صیانۃ الازان ص ۳۳۳۳/۳۲۳ اور مجمع لازوا زامام ابن حجر مکی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہم چودہ صدیوں میں سنت سے بہت دور جاپڑے۔

www.KitaboSunnat.com

ہم چودہ صدیوں میں سنت سے بہت دور جا پڑے ہیں ہمارے اس دور کے متعلق جناب علیؓ نے فرمایا تھا۔

ہم سب سے بڑھ کر اسدین پر چلنے والا وہ ہے کہ جب اسے کہا جائے کہ تم نے فلاں بزرگ کی مخالفت کی ہے تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں کی پیروی میں اپنے زمانہ کے لوگوں کی مخالفت کی پروا نہ کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے تھے سنت پر چلنا آخر زمانہ میں بہت سارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نیک عملوں سے بہتر ہو گا۔ نیز فرمایا لوگو تم ایسے دور میں ہو کہ نیک کاموں کو جاری کرنا چاہئے کیونکہ سنت روشن ہے' پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین میں بدعات مل چکی ہونگی۔ بہترین آدمی وہ ہو گا جو سمجھ سوچ کر ہر کام کو کرے کیونکہ شبہہ بڑھ جائے گی۔

امام غزالی فرماتے ہیں۔

کہ انہوں نے بالکل سچ فرمایا کیونکہ آج کل جو شخص عوام کے پیچھے چل پڑے ہلاک ہو گا جیسے وہ ہلاک ہوئے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ صحابہ فرماتے ہیں۔

اس سے بھی عجیب بات یہ ہے کہ آج کی تمہاری نیکی گزرے زمانہ کی برائی قصی امام غزالی فرماتے ہیں کہ آج کل کی بڑی نیکیاں مسجدوں کو پختہ اور خوبصورت بنانا ہے۔ ان میں چٹائیاں' دریاں اور قالین بچھانا ہے مسجدوں کی تعمیر میں بڑی بڑی رقم خرچ کرنا آج کل نیکی سمجھی جاتی ہے لیکن حضرات صحابہ کے دور میں نماز اور زمین کے درمیان چٹائی کا فاصلہ ناپسند کیا جاتا تھا۔ سب سے پہلے چٹائیاں بچھانے کا رواج خونریز حجاج نے شروع کیا۔

احیاء العلوم ۷۰ - ۷۱/۱

فالحمد للہ رب العالمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ